واٹس ایپ گروپ میں مسئلہ حاضر وناظر پر ہونے والا طویل وتاریخی مناظرہ

البحث الباھر فی مسئلۃ الحاضر والناظر

ملقب بہ

روئیداد مناظرہ حاضر وناظر



مابین:

سُنّی طالب علم عبید الرضا ارسلان قادری رضوی

دیوبندی مناظر محرر احناف میڈیا امتیاز دیوبندی

ماتریدی ریسرچ سنٹر مالیگاؤں (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس منظر

محترم بھائی احمد رضا نے رابطہ فرمایا کہ ایک دیوبندی امتیاز نامی مناظرہ کرنا چاہتا ہے بندہ ناچیز نے اس کی حامی بھری۔ یہ امتیاز نامی دیوبندی اس سے قبل بھی عبارات کے موضوع پہ اسی گروپ میں بندہ ناچیز سے بھاگ چکا تھا۔ جب گفتگو کا آغاز ہوا تو ہم نے پھر ان کے کفر و اسلام پہ بحث کرنے کی دعوت دی کہ ان کے اکابرین کی عبارات کفریہ پہ کلام کیا جائے مگر امتیاز دیوبندی آئیں بائیں شائیں کرتا رہا۔

پھر موصوف امتیاز کہنے لگے کہ مناظرہ مسئلہ "حاضر وناظر" پہ ہو گا۔ ہم نے ان کو کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ایک ظنی اور فضائل کا مسئلہ ہے اس کے منکر کی تکفیر و تضلیل کے ہم قائل نہیں ثبوت میں ہم نے شیر بیشہ اہلسنت علامہ حشمت علی خان لکھنوی، خلیفہ فقیہ الہند علامہ شریف الحق امجدی، علامہ محمود احمد رضوی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی تصریحات بطور تائید پیش کیں جس پہ موصوف کہنے لگے کہ آپ کے ہاں یہ قطعی کے درجے کا عقیدہ ہے اس نے کہا اس پہ وہ تنقیحات پیش کریں گے افسوس کہ ایڈمن حماد نے Disappearing ماڈ پہ گروپ لگایا تھا جس کی وجہ سے کافی گفتگو ضائع ہو گئی۔

ہم پھر بھی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس گفتگو کا خلاصہ آپ کے سامنے رکھیں گے تاکہ تسلسل برقرار رہے۔ ہمارا یہ کہنا تھا کہ عقیدہ حاضر ناظر ظنی و فضایل کے باب میں سے ہے جبکہ امتیاز دیوبندی اسے قطعی ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا ہم نے اپنے اکابرین کی تصریحات سے اپنا موقف پیش کیا ساتھ ہی امتیاز دیوبندی کے پیشوا ساجد خان دیوبندی سے پیش کیا کہ تنقیحات کے نام پہ فریق مخالف کو بھاگنے نہیں دیا جائے تو اس اصول کے مطابق

اسے تنقیحات کا حق حاصل نہیں۔ لہذا گفتگو کو طول دینے کے بجائے سیدھا مدعے پہ بات کی جائے مگر امتیاز دیوبندی کے پاس اس حربے کے سوا کچھ نہ تھا۔

ہم نے اس کے اس حربے کو ناکام بناتے ہوئے یہ کہا کہ ہر فن و موضوع کی اصطلاحات ہوتی ہیں جسے دیوبندی اکابرین بھی تسلیم کرتے ہیں اب ان کا تعیین متکلم کرتا ہے نہ کہ فریق مخالف۔ جیسا کہ حیاتی، مماتی مناظروں کے وقت حیاتی قطعی و ظنی کی بحث کرتے ہوئے اہلسنت والے دلائل پیش کرتے ہیں اور اہلسنت سے گفتگو کے وقت یہ مماتیوں والے دلائل پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ دوغلا پن نہیں چلے گا۔

اگر حیات النبی ﷺ پہ تمہارے گھر کی عبارات یکجا کی جائیں، سماع الموتی اور عذاب قبر پہ تمہارے گھر کی عبارات اکٹھی کی جائیں تو جنہوں نے ان عقائد کو قطعی کہا (حیات النبی ﷺ اور عذاب قبر) کو اور منکر کی تکفیر نہیں کی تو یہاں کیا کہا جائے گا؟

پھر جنہوں نے ان کو ظنی کہا ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ خیر پوری گفتگو اسی پہ تھی افسوس کہ دیوبندی مناظر اسکا جواب نہ دے سکا اس کے بعد جو مناظرہ محفوظ ہو سکا ہم نے اس یہاں پیش کر دیا ان شاء اللہ عزوجل یہ گفتگو متلاشیان حق کے لئے سنگ میل ثابت ہو گی۔

اہلسنت کا عقیدہ اس کی تنقیح، دلائل وبراہین سے مزین اور بد مذاہب کے اعتراضات کا مسلمات کے تحت جواب یہ سب آپ کو اس تحریر میں ضرور ملے گا۔

عبید الرضا

تنقیحات کے نام پہ خلط مبحث نہیں کی جائے گی بہتر یہ ہو گا ہم اپنے دعوی کی وضاحت خود کر دیں تو تنقیح کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

ویسے آپ کے اکابرین کے نزدیک تنقیحات موضوع سے بھاگنے کے مترادف ہے۔

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرما ہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اگر آن واحدہ میں امکنہ متعددہ پر تشریف لے جانا چاہیں تو ممکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارا یہ دعوی ہرگز نہیں ہے کہ حضور اکرم، نبی مکرم ﷺ کا ظاہری جسم اقدس ہر ہر جگہ موجود ہے البتہ حضور اکرم ﷺ بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہوسکتے ہیں۔

ناظرین ہمارا دعوی دیکھیں اور امتیاز صاحب کا جواب دعوی دیکھیں۔

امتیاز صاحب نے جواب دعوی لکھا کہ دعوی لکھا ہے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ہمارا دعوی واضح تھا ان کو جواب دعوی غیر واضح و مبہم جس کا ہمارے دعوی سے دور دور تک کا تعلق نہیں۔

ہم گفتگو کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں ان شاء اللہ عزوجل ہم نظریہ اہلسنت بھی واضح کریں گے اور ان کے جواب دعوی کا بطلان بھی دلائل قاہرہ سے پیش کریں۔

عقائد قطعی و ظنی ہوتے ہیں دیوبندی اقرار

اب عقائد کی دو اقسام ہوتی ہیں اول قطعی دوئم ظنی اسکا اقرار خود دیابنہ نے کیا دیابنہ کا خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے

عقائد بھی دو قسم کے ہیں۔

عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ۔ اسلام کے عقائد قطعیہ کا انکار کفر ہے۔ لیکن عقائد ظنیہ کا انکار گمراہی ہے کفر نہیں سو حدیث کی کتابوں میں فضائل اور مناقب کے ابواب میں دی گئی احادیث سے عقائد کا استنباط اپنی جگہ درست ہو گا اور صحابہ میں فضائل کی ترتیب بھی درست ٹھہرے گی۔

اہل سنت کے ان عقائد کے لئے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے یا یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور یہ کہ عذاب قبر روح اور اس جہاں والے جسد سے ہی (گو وہ ریزہ ریزہ کیوں نہ ہو گیا ہو) متعلق ہے۔ اسی اصول پر مبنی ہیں اور یہ بات کہ عقائد کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اپنے عموم پر نہیں ہے۔ بعض عقائد دلائل ظنیہ سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

بعض اخبار احاد جو اپنی اپنی جگہ متفرق ہیں اگر کسی قدر مشترک پر جمع ہو جائیں تو ان سے بھی ایک ایسا یقین ملتا ہے کہ اس پر عقیدے کی بناء رکھی جاسکتی ہے۔ حضرت علامہ شاطبی مالکی (۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

وانما الادلة المعتبرة ھھنا المستقرأة من جملة ادلة ظنية تظافرت علی معنی واحد حتی افادت القطع فان للاجتماع من القوة ما لیس للافتراق ولاجله افاد التواتر القطع وھذا نوع منه فاذا حصل من استقراء ادلة المسئلة مجموع یفید العلم الدلیل المطلوب وھو شبیة بالتواتر المعنوی

الموافقات جلد ا ص ۳۶

اس مقام پر جن دلائل کا اعتبار کیا جاسکتا ہے وہ ہیں جو ادلہ ظنیہ سے استقراء ایک بات پر مجتمع ہو جائیں ان ظنی دلائل کا کسی ایک بات پر مجتمع ہو جاتا اس میں وہ قوت آجاتی ہے جو علیحدہ علیحدہ ان دلائل کو حاصل نہ تھی تواتر بھی اسی وجہ سے قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور یہ (اخبار احاد سے استقراء ملنے والا) تواتر بھی دراصل اسی تواتر کی ایک قسم ہے جب کسی مسئلہ کے دلائل کا استقراء کرتے ہوئے ایسی مجموعی بات مل جائے جس سے یقین حاصل ہو تو یہ وہی دلیل ہے جو یہاں درکار تھی یہ تواتر معنوی سے ایک ملتی جلتی بات ہے۔

دسویں صدی کے مجدد محدث کبیر ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) نے عذاب قبر کے داخل عقائد ہونے میں اسی اصول سے استدلال کیا ہے۔

تجلیات آفتاب ج1 ص71

محمود عالم صفدر دیوبندی لکھتا ہے:

حضرت نے واقعہ سنایا کہ منکرین حیات انبیاء عام طور پر یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ ایک مرتبہ ان کے ایک مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی اس نے کہا عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ جب وہ مجھ سے بات کر رہے تھے تو اس وقت بچوں کو تعلیم الاسلام پڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا تعلیم الاسلام میں عقائد بھی درج ہیں۔ اس میں جو یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ تھا اور والد کا نام عبد اللہ تھا، یہ کسی آیت کا معنی ہے؟ آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، آپ ﷺ کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے، یہ قرآن پاک کی کن آیات میں لکھا ہوا ہے؟ وہ آیات سنائیں اس پر وہ بہت پریشان ہوا۔

اصول:

عقیدے کے لئے قرآن میں ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کا قطعی ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ قطعیت تواتر سے ثابت ہو جائے۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عقیدہ کا قرآن سے ہونا ضروری ہے ان کا یہ اصول غلط ہے۔

حضرت اوکاڑوی نے سنایا کہ جب احمد سعید چتروڑ گڑھی سے میرا مناظرہ تھا تو اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ میں یہ شرط لگاؤنگا کہ عقیدہ قرآن سے دکھاؤ، وہ اپنی سوچ پر خوش بھی تھا۔ جب اس نے یہ لکھا تو میں نے جواب میں لکھا کہ آپ عقائد کی کون سی کتاب مانتے ہیں؟ تو اس نے کہا شرح عقائد نسفی، تو میں نے کہا آپ عقیدے کے بارے میں جو شرط لکھیں، شرح عقائد نسفی کے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کر دیں۔ یا پھر ان عقیدوں کا انکار کر دیں کہ ہم ان عقیدوں کو مانتے کیونکہ یہ ہماری شرط پر پورے نہیں اترتے۔ دیدہ باید۔

تسکین الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص57

اب یہی عذاب قبر کا عقیدہ خالد محمود کے نزدیک ظنیات کے قبیل سے ہے۔

الیاس گھمن میاں لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک اہل السنت والجماعت کے اس عقیدہ حیات کا منکر کافر نہیں گمراہ ہے، اس لئے کہ اس عقیدے کے لئے ثبوت یا دلالت میں کسی ایک اعتبار سے ظنیت ہمارے راستے میں خارج نہ ہو گی جس عقیدہ کے لئے ثبوت و دلالت دونوں کی قطعیت ضروری ہے اس کا منکر کافر ہوتا ہے، جن عقائد کے انکار سے حکم کفر نہیں آتا ان کے لئے ثبوت و دلالت دونوں کی قطعیت لازم نہیں اور اسی وجہ سے بعض ایسے امور کا منکر کافر نہ ہو گا۔ عقائد کی یہ تفصیل اسی طرح کتب کلام میں بھی موجود ہے"

فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ ص149

دیوبندیوں کا اکابر نور محمد تونسوی لکھتا ہے:

"اہل اشاعت اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہمیشہ اس بات کی رٹ لگائے پھرتے ہیں کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے یا تو نص قطعی درکار ہے یا پھر احادیث متواترہ اس باب میں خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی اب بندہ عاجز مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اسعقیدہ کے ایک ایک جز کو قرآن کی نص قطعی سے ثابت فرمائیں یا پھر احادیث متواترہ سے مہربانی فرما کر علماء کے اقوال پیش نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ کے ہاں حجت نہیں ہیں جب خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی تو اقوال علماء کی گاڑی کیسے چلے گی"

عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا حکم ص15

اب ہم سے دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرنے والے اپنے اباجان کی یہ عبارت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے پڑھیں ظنیات پہ ہم سے دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرنا ان کے باپ کے اصول کے مطابق مماتیت ہے۔ پھر آپ کے باپ کے نزدیک تو خبر واحد سے بھی عقیدہ ثابت ہو سکتا ہے تو نبی پاک ﷺ کے فضائل پہ دلائل کثیر موجود اس سے اہلسنت کا موقف بدرجہ اولی ثابت ہوتا ہے۔

کون مغالطے و خلط مبحث کا شکار ہے؟

ہم نے بخوبی دیکھ لیا متعدد مقامات پہ حاضر ہونے کو موصوف عقائد کی کتب کی۔ روشنی میں کفر و شرک ثابت کریں پھر یہ بھی بتائیں کہ تیس مقامات پہ ایک بزرگ کو حاضر ماننے پہ کیا حکم شرعی لگے گا؟

پھر موصوف یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ مرید سے پیر کی روحانیت دور نہیں اب روحانیت کو جسم سے کوئی تعلق ہے؟

اگر نہیں تو اسکا تعلق کس سے ہے؟

اگر پیر کو مرید کے ساتھ روحانیت میں حاضر و ناظر ماننا شرک و کفر ہو گا کہ نہیں؟

یہ اشتراک فی الصفات کے زمرے میں آتا ہے کہ نہیں؟

آپ نے کہا کہ یہ اکابرین دیوبند پہ بہتان ہے کہ جمیع علم الٰہی مخلوق کے لئے ماننے والے پہ فتویٰ کفر نہ دیا ہو تو لیجیے اپنے حکیم الامت صاحب پہ اب فتوے جڑ دیجیے تھانوی صاحب کہتے ہیں:

"جو علم بواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطاء کے واسطہ کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو"

ملفوظات حکیم الامت، جلد ۸ ص ۹۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

لیجیے جناب!

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

حاضر و ناظر کا مسئلہ تم صفات الٰہی سے جوڑ رہے ہو تو بتاؤ بمع جسم متعدد مقامات پہ حاضر و ناظر ہونا کیا اللہ جل شانہ کی شان ہے؟

کوئی شخص نبی پاک ﷺ کے لئے اللہ جل شانہ کی طرح کوئی صفت بھی تسلیم نہیں کرتا قرآن مجید کے مطابق کئی صفات مخلوقات کو عطا ہوئیں تو کیا شرک ہو گیا؟

ظنیات و فضائل کا سہارا فرار کا نہیں تم لوگوں کے دھوکے کو آشکار کرنے کے لئے ہے جب ہم مدعی ہیں کہ یہ ظنیات و فضائل کے قبیل سے ہے تو قطعی کا مطالبہ کر کے گھر کے فتووں کی رو سے مماتی ثابت ہوئے

کسی عقیدے کے ظنی و قطعی ہونے کا حکم مضمون متعین کرتا ہے یہ کہاں سے لے لیا؟

پہلے حیات النبی ﷺ و عذاب قبر کے موضوع کا تعیین تو کرو کہ وہ قطعی ہیں کہ ظنی؟

اللہ جل شانہ سے کوئی اشتراک کا وہم بھی پیدا نہیں ہوتا۔

بمع جسم متعدد مقامات پہ حاضر ہونا یہ شان الٰہی ہے کہ نہیں جواب؟

وہ خالق حقیقی مالک کل اس کی مخلوق کی صفات نہ ابدی نہ ازلی پھر اشتراک کا سوال ہی عبث

ظنیات کا لیبل چسپاں کر کے مماتیوں کو کیسے چکما دیتے ہو اور شرک کا ارتکاب کرتے ہو۔

جب چاہیں جہاں چاہیں باذن الٰہی تشریف لے جاسکتے ہیں تو یہ کسبی یا ذاتی میں ہوتا ہے؟

مجذوب تیس شہروں میں جمعہ پڑھے وہ کسبی، تفویضی یا ذاتی امر ہے؟

پیر کی روحانیت ہر مرید کے ساتھ حاضر ہو یہ کسبی، ذات یا تفویضی امور ہیں؟

نانوتوی جسم مثالی کے ساتھ آئے۔ یہ کسبی وہبی یا تفویضی امر ہے؟

اب کہیں پہ بمع جسم تشریف لے جانا یہ اللہ کی صفت کیسے ہو گئی؟

تشریف بمع جسم کون لے کے جاتا ہے؟

کیا اللہ جل شانہ سے کوئی مکان خالی ہے؟

اپنے قواعد سامنے رکھ کے جواب دو۔

ظنیات میں اہلسنت کا کوئی عقیدہ توحید کے متصادم نہیں **الحمد للہ رب العالمین**۔

باقی ظنی و قطعی پہ تفصیلی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

اب ہم آپ کے سامنے الزاما چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں جس میں دیوبندیوں نے اپنے نظریات کو قطعی کہہ کر اس کے منکر پہ حکم تکفیر بھی نہ لگایا۔

قاری زاہد الحسینی دیوبندی لکھتا ہے:

"جس طرح سید الانبیاء ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کے نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح یہ عقیدہ بھی بنیادی اور ضروری ہے"

رحمت کائنات ص467

مزید لکھتا ہے:

"یہ عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے"

رحمت کائنات ص496

اب جو عقیدہ وہابیہ کے نزدیک ایسا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی رسالت و ختم نبوت پہ ایمان لانا اس کے بارے میں یہ حکم لگاتے ہیں ایسا شخص گمراہ ہے اہلسنت سے خارج ہے۔

علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ عبد الغنی طارق لدھیانوی، یہی فتوی مولوی ندیم دیوبندی نے دیا

مناظرہ عذاب قبر ص21

اب یہ معمہ تو دیوبندی حل کریں کہ ایک جماعت جو ایسے عقیدے کی منکر ہے جو ختم نبوت ورسالت جیسا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی تکفیر کا فتوی صادر نہ کیا؟

اب اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ ظنیات سے ہے لہذا اس پہ دلائل ظنی ہی کافی ہیں اگر موصوف ہمارے اس دعویٰ کو رد کرتے ہیں تو اپنے ہاں مسئلہ عذاب قبر، اور حیات النبی ﷺ کی کیفیات پہ جو دعوے ان کے ہیں اسے دفن کر کے مماتیوں کی گود میں بیٹھ جائیں۔

یہ کس نے کہا اپنی جانب سے گھڑ کے اہلسنت کے ذمہ لگانا آپ لوگوں کی پرانی عادت ہے۔

ظنیات کے ہمارے نظریات شرک نہیں شرک ہیں تو جسے تم توحید کہتے ہو وہ شرک کی آماجگاہ ہے۔

ہم پہلے کہہ چکے مقام متعددہ پہ بمع جسم ہونا تم اللہ جل شانہ کی شان ثابت کرو۔

بمع جسم اس کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت کرو۔

اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ گزشتہ تحریر الفاظ کے ہیر پھیر سے جو آپ کے اکابرین غلطی کرتے چلے آئے وہ آپ بھی کر رہے ہو کہ ظنی معاملات پہ مطالبہ دلائل قطعیہ کا۔

پھر مماتیوں کے مقابل دلائل بریلویت والے اور ہمارے مقابل دلائل مماتیوں والے ناجی نا ایسے نہیں چلے گا۔

تنقیحات سے ہم نے نہیں روکا ساجد خان کے حوالے سے ثابت کیا کہ تنقیحات کے نام پہ بھاگنا چاہتے ہو۔

باقی اب تک تنقیحات کے سوا کر کیا رہے ہو؟

جو ابھی تک تنقیحات پہ چل رہا ہے وہ بھی کہہ رہا ہے تنقیحات نہ کرنے دیں۔

حاضر وناظر کو جیسے تم متنازع کہہ رہے ہو ایسے ہی حیات النبی کو مماتی متنازعہ کہتے ہیں۔

یعنی دونوں ایک ہی تھالی کی الگ الگ سبزیاں ہو۔

ظنی و قطعی کا قطعا غلط اطلاق نہ ہوا بلکہ تمہیں تمہارے اصول کا پابند کر دیا اب تم نہ آگے کے رہے نہ پیچھے کے۔

بتاؤ حیات النبی کا منکر کافر ہے نہیں؟

عذاب قبر کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟

اگر نہیں تو جو ان کے منکرین کو کافر کہے اسکا کیا حکم ہے؟

پھر یہ علمی خیانت تمہیں مماتیوں کے مقابل کیوں یاد نہیں آتی؟

حاضر وناظر کا تعلق صفات الہی سے ہے تو بتاؤ حیات کا تعلق کس سے ہے؟

مقام متعددہ پہ حاضر وناظر ہونا صفت الہی ثابت کرو منہ مانگا انعام دوں گا؟

حاضر وناظر ظنی ہے اسی لئے میں نے اپنے اکابرین سے پیش کیا کہ کہ منکر کی نہ تکفیر نہ تضلیل۔

ہم شرک کے اثرات ختم کرنے پہ مصر ہیں کیونکہ تم لوگ جمیع امت کو مشرک بنانے پہ تلے ہو۔

اگر صفائی پیش کرنے ظنیات پہ فرق پڑتا ہے تو حیات النبی پہ تمہارے مناظرے تو گئے سارے

کیوں عذاب قبر پہ صفحات کالے کئے؟

کہ یہ ظنی ہے یہ ظنی ہے یہ قطعی ہے یہ قطعی ہے

صفات باری تعالیٰ کا مخلوق کے لئے اثبات شرک ہے؟ واقعتا؟

کیا صفات الہی کا مخلوق میں تسلیم کرنا شرک ہے؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تواتر سے "اللہ رسولہ اعلم" کہنا ثابت ہے اب وہابیہ کیا اس پہ بھی شرک کے فتوے جڑیں گے؟

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ

سورۃ التوبہ(59)

ترجمہ: کنزالایمان

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اللہ جل شانہ اپنی جانب بھی اٰتٰىهُمُ کی نسبت فرمارہا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کی جانب بھی اب وہابیہ قرآن کریم پہ بھی شرک کے فتوے لگائیں گے؟

فضل کی نسبت اپنی طرف بھی پھر اپنے رسول ﷺ کی طرف بھی اب یہاں بھی وہابیہ کی شرک کی فیکٹری کھلے گی؟

پھر قرآن مجید نے وہابیہ پہ کیسا قہر گرایا دیکھیں سورۃ التوبہ آیت نمبر 74 دیکھیں۔

وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اب اَغْنٰىهُمُ اور فَضْلِهٖ کی نسبت کو دیکھیں قوم وہابیہ پہ قہر عظیم گرا ان کے شرک کے فتووں سے تو قرآن مجید بھی معاذاللہ محفوظ نہ رہا۔

اب وہابیہ جن کو ثالث مان چکے وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت ج 1 ص 15 پہ فرماتے ہیں:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.

وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں حمد وثناء پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر وبیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایااور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ سبحانہ و تعالی نے ان اسماءوصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء منجملہ اسماء حسنی بھی ہیں اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالی اپنے حبیب مسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ دار بنایا۔ اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالی کے تمام اسماءصفات سے متخلق و متصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کرکے گنایا۔ مثلانور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماءصفات یعنی اول آخر ظاہر باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ

التوبہ(128)

اب رؤف ور حیم صفات الٰہی ہیں لیکن اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس سے متصف فرمایا

پھر فرمایا:

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

سورۃ مریم(19)

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو جبرائیل علیہ السلام پہ بھی جا کے لگیں گے جو مریم علیہ السلام کو کو کہہ رہے ہیں میں تجھے ستھرا بیٹا دوں گا۔

پھر فرمایا:

قُلۡ یَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ

سورۃ السجدہ 11

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو عزرائیل علیہ السلام پہ بھی لگیں گے۔

خیر اس پہ دلائل کثیر موجود ہیں کہ اللہ عزو جل نے اپنی صفات سے بندوں کو متصف فرمایا اب اگر وہابیہ کو شرک کے فتوے لگانے کا شوق ہے تو پہلے جا کے ان آیات بینات پہ فتوے لگائیں العیاذ باللہ۔ وہابیہ سے بعید نہیں کہ وہ یہ بھی کر گزریں۔ گفتگو جاری ہے۔ ان شاء اللہ عزو جل صبح یہاں سے ہی جاری رکھیں گے۔

امتیاز دیوبندی

میں نے لکھا تھا کہ بہت کچھ رہتا ہے۔

مزید کل گفتگو جاری تھی فقط صبح تک وقفے کے لیے اینڈ لکھا تھا۔

جناب کو میسج کی بھی سمجھ نہی آئی اور جب دیکھا کہ سب لوگ سو گئے تو اچانک تحاریر شروع کر دی ہیں۔

بہر حال تیری تحاریر کا رد لکھ رہا ھوں۔ تیرا اینڈ سمجھ کر کیوں کہ تم نے میرا مزید کا لفظ کل تک والا بھی دیکھا پھر بھی گفتگو شروع کر دی۔ اسی طرح ہم بھی شروع کر رہے ہیں۔

امتیاز دیوبندی

اعتراض :

ہم نے کہا کہ نبی پاک ﷺ باذن اللہ جہاں چاہیں جب چاہیں جاسکتے ہیں آپ نے کہا یہ صفت اللہ کی ہے یہ آپ کا کفر نمبر ایک ہے۔

جواب :

تشریف لے جانا یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا مکان جہت اور حدوث کی علامات رکھتا ہے اللہ تعالیٰ لامکان ہے وہ جہت وانتقال سے پاک ہے۔

اگر آپ اس صفت کو نبی ﷺ کے لیے مطلق مانتے ہیں تو اس میں صفاتِ رب کی مخلوق میں شرکت لازم آتی ہے جو تشبیہ یا حلول ہے۔

لہٰذا ہم نے کہا" یہ صفت جہاں چاہیں جب چاہیں جانا اگر بذاتِ خود و بلا قید و شرط * مانی جائے تو الٰہیت کی صفت میں مخلوق کو شریک کرنا ہوگا"

آپ کا کفر یہ ہے کہ آپ صفاتِ رب کو مجازاً نہیں بلکہ حقیقتاً مخلوق میں ثابت کر رہے ہیں۔

اللہ جل شانہ تشریف لے جانے سے پاک ہے تو نبی کے لیے بھی یہ صفت نہ ہوئی؟

جواب :

بالکل اللہ تعالیٰ تشریف لے جانے یعنی نقل مکانی سے پاک ہے۔

نبی ﷺ کے لیے اگر آپ اسے ہمیشہ ہر وقت مانیں تو یہ ربوبیت کا پہلو بن جاتا ہے۔

چوتھا اعتراض

جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیں گے تو پہلا مقام خالی ہو گا یا نہیں؟

جواب :

یہ سوال خود آپ کے دعوے کو توڑ دیتا ہے۔

اگر جسمانی وجود ہو گا تو یقیناً مقام خالی ہو گا کیوں کہ جسم محدود ہوتا ہے۔

اگر جسم نہیں تو کیا روح ہے؟ تو آپ حلول کے قائل ہو گئے؟

اگر نوری وجود ہے تو وہ ہر مقام پر جلوہ گر کیسے ہو سکتا ہے بیک وقت؟

کیا یہ متعدد ذوات نہیں بنتیں؟

اگر بنتی ہیں تو یہ تعددِ ذاتِ نبوی ہے جو کہ محال عقلی ہے۔

لہٰذا یا تو آپ متعدد اجسام کے قائل ہوں گے جو کہ باطل ہے یا حلول یا تناسخ کے قائل بنیں گے جو کہ "کفر" ہے یا تسلیم کریں کہ نبی کا جسم مطہر محدود ہے اور صرف روضہ میں ہے۔

آپ کی پوری تحریر مغالطوں مبالغوں اور اصولی لغزشوں سے بھری ہے۔

ہم نے کوئی صفتِ الٰہی نبی کے لیے تسلیم نہیں کی ہم نے تو اسی صفت کے غیر محدود اطلاق کو رد کیا ہے

آپ کے دعوے کے لوازم میں کفر و تشبیہ ہے ہمارے فہم میں فرق مراتب "محدودیت" موجود ہے۔

اعتراض 5 :

جب موصوف کی جان یہاں پھنس گئی تو کہتے ہیں وہ لامکان ہے تو بتائیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اس کی صفت کیسے ہوئی؟

جواب :

اللہ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا مکان میں حلول کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ "اس کا علم قدرت اور احاطہ "ہر چیز پر ہے۔

"ہمارے اکابرین نے واضح کیا" کہ حاضر و ناظر ہونا "کیف و جہت سے پاک ہے"۔

تمہاری الجھن "تشبیہی فہم" کی بنیاد پر ہے جبکہ ہم تنزیہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

لہذا اعتراض کا محل ہی باطل ہے۔

اعتراض 6

ہر جگہ یہ مکان کو شامل ہے؟ یا استثناء حاصل ہے؟

جواب:

ہر جگہ جب اللہ کے لیے استعمال کیا جائے تو اس سے "مکان میں حلول" مراد لینا تشبیہ و کفر ہے

علماء نے فرمایا:

اللہ جل شانہ موجود ہے "بلا مکان بلا کیف"۔

لہذا ہر جگہ کا مطلب علم و احاطہ ہے ذاتی وجود نہیں۔

اعتراض 7

اللہ مکان و جہت سے پاک ہے تو اسے مکان میں مقید کرنا کفر ہو گا؟

جواب :

بالکل یہی تو ہم کہہ رہے ہیں اللہ کا جسم یا جہت سے متصف ہونا کفر ہے۔

لیکن تمہاری دلیل الٹی پڑ رہی ہے کیونکہ تم نبی ص کو مطلق حاضریت کا قائل کر کے مکان و جہت کے ساتھ موجود مان رہے ہو جو جسمانیت کو لازم کرتا ہے۔

اگر عقیدہ اصول عقیدہ سے پیش ہو اور اس کے لوازم میں کفر یا شرک نکلے تو وہ باطل اور مردود ہوتا ہے چاہے اسے ظنی کہا جائے۔ ظنی کہنا اس کے فاسد لوازم کو نہیں بچا سکتا۔

اعتراض8

پہلے عقائد کی اقسام پڑھو

جواب :

الحمد للہ، ہم عقائد کی اقسام جانتے ہیں۔

اصول عقائد جیسے توحید رسالت آخرت قطعیات۔

فروعی عقائد جیسے عذاب قبر سماع موتیٰ وغیرہ ظنیات۔

لیکن جب تم کسی فروعی مسئلہ کو اس انداز سے بیان کرو کہ وہ صفاتِ باری کے ساتھ ٹکرا جائے تو وہ شرک کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی ہم کہہ رہے ہیں۔

آپ کے تمام اعتراضات یا علم کلام سے ناواقفیت پر مبنی ہیں یا مناظرانہ اصول سے فرار ہیں یا عوامی مغالطے ہیں۔

آپ کے دعوے کے لوازم یا تو تشبیہ و حلول کی طرف لے جاتے ہیں یا تعدد اجسام کی طرف یا صفات ربانی کی مخلوق میں شرکت کی طرف۔

یہ تمام چیزیں منصوص شرعیہ اصول عقائد اور عقل سلیم کے خلاف ہیں۔

تم ہی اصل میں صفاتِ رب کو نبی میں منتقل کر رہے ہو۔

اعتراض 9:

حدوث و امکان کی علامات کو محال کہنے والوں کو کذب کے امکان پر محال کا قاعدہ یاد کیوں نہیں؟

جواب :

تم علمِ کلام کی مبادیات سے نابلد ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کذب عقلاً محال ہے اس لیے اس کا امکان بھی کلامی طور پر باطل ہے۔

صفاتِ ذات مثلاً علم قدرت صدق میں کذب کا امکان نفیِ ربوبیت یہاں تم علمی مغالطہ دے کر بات کو موڑنا چاہتے ہو۔

اعتراض 10

واجب الوجود کی شرط سے بتاؤ شرک کب لازم آتا ہے؟

جواب:

شرک تب لازم آتا ہے جب "الٰہی صفات" جو ذاتی ہوں نہ کہ عطائی مخلوق کے لیے حقیقی طور پر ثابت کی جائیں۔

تم نبی ﷺ کے لیے مطلق حاضر و ناظر ہونا مطلق تصرف تسلیم کرتے ہو جو ذاتِ الٰہی کے خصائص ہیں

لہذا شرک کی تعریف کے مطابق یہ شرک ہے۔

اعتراض 11

کثرتِ مکان سے کثرتِ جسم لازم نہیں آتی تو نبی ص کے لیے کیوں کہا؟

جواب:

اگر تم نبی کو بیک وقت مکاناتِ کثیرہ میں موجود مانتے ہو بعینہٖ تو عقل و منطق کے مطابقت یا تو تم تعددِ جسم کے قائل ہو باطل یا حلول کے کفر یا علمِ خداوندی نبی کو دے رہے ہو شرک اگر تم کہو کہ نوری وجود ہے تو وہ وجود بھی محدود ہو گا اور کثرتِ مکان میں ایک وجود ہمیشہ بیک وقت نہیں رہ سکتا۔

اعتراض 12

جیسے اللہ جسم سے پاک ہے تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اس کا خاصہ نہیں؟

جواب:

بالکل یہی ہم کہہ رہے ہیں کہ ہر جگہ حاضر ہونا اللہ کی صفت ہے بغیر جسم کے اگر تم کہتے ہو نبی بھی ہر جگہ حاضر ہیں تو تمہیں بتانا ہو گا کس طرح؟

جسم کے ساتھ؟ روح کے ساتھ؟ نوری وجود کے ساتھ؟

اگر بیک وقت تو محال عقلی ہے۔ لہٰذا صفاتی خلط تمہاری طرف سے ہے نہ کہ ہماری۔

اعتراض 13

نبی ﷺ کو بمع جسم ہر جگہ کوئی نہیں مانتا تو قیاس نہ کرو۔

جواب :

تمہارے کئی اکابر اور عوامی مقررین بذاتِ خود جسمِ اقدس کے ساتھ حاضر و ناظر ہونے کے قائل و داعی ہیں۔
مثلاً مولانا فیض احمد اویسی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :

"توجب اللہ تعالی ہر جگہ اور ہر آن موجود و حاضر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالے سے کسی وقت بھی جدا نہیں نتیجہ وہی نکلا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں"

دلوں کا چین ص399

مفتی احمد یار نعیمی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"نمازی جس طرح اللہ کو حاضر ناظر جانے اسی طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو"

تفسیر نعیمی ج1 ص48

مولانا محمد عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں:

"بلاشک اپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ اور نہ کوئی محل نا مکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر"

مقیاس حنفیت ص286

مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

"بعض کا خیال ہے کہ حضور ﷺ صرف روح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں، یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ سید دو عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد میں اس کی تصدیق موجود ہے، بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرمادی ہے۔ امامِ ہمام علامہ نور الدین حلبی نے فرمایا:

فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُودٌ بَيْنَ أَظْهُرِنَا حِسًّا وَمَعْنًى وَجِسْمًا وَرُوحًا سِرًّا وَبُرْهَانًا

جواہر البحار شریف، ج2، ص124

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح سیدنا وسندنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ اور محبوب خدا ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا منکر دونوں شخص عقیدہ کے لحاظ سے اس کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ انتزام کفر ہے ایسا شخص مرتد قطعی ہے"

انوار قمریہ ص107

یہ تمہارے لوازمِ فاسدہ ہیں جن سے تم خود فرار چاہتے ہو:

اعتراض14

جب کہتے ہو کہ وہ ہر جگہ ہے تو جسم کے ساتھ ماننے والے کا کیا حکم ہو گا؟

جواب:

یہ تو ہم پوچھ رہے ہیں تم سے اگر نبی کو بذاتِ خود ہر جگہ مانا جائے تو وہ مخلوق ہوتے ہوئے یہ صفت کیسے رکھے گا؟

یا تو تم حلول کے قائل ہو، یا ربوبیت کی صفات مخلوق میں ڈال رہے ہو

اعتراض15

ہمارے دعویٰ کے لوازم نہیں تم خود گھڑ رہے ہو۔

جواب:

مناظرہ میں دعویٰ کے لوازم پر کلام ہوتا ہے اگر لوازم باطل نکلیں تو دعویٰ بھی باطل ہوتا ہے۔

لہذا یہ مناظرے کی اصل بنیاد ہے تم فرار کی کوشش کر رہے ہو جاری ھے میرے رات والے الفاظ کہ کل مزید میری ٹرن میں جناب شروع ہو گئے تھے آپ اب اجازت نہیں ھو گی ورنہ شرائط کی خلاف ورزی ھو گی۔

دیوبندی علماء نے عقائد کی دو اقسام قطعی و ظنی کا ذکر ضرور کیا ہے لیکن اس کی تفصیل اور تطبیق کے معاملے میں اہم شرط یہ ہے:

ظنی عقائد وہ ہیں جن کی بنیاد اخبار آحاد، یا غیر قطعی دلائل پر ہو بشرطیکہ ان کے لوازم میں کوئی کفر و شرک لازم نہ آئے۔

حاضر و ناظر یا تشرفِ مکانی فی آن واحد جیسے عقائد کا شمار ظنی میں صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب اس میں صفاتِ خاصہ الٰہیہ کے ساتھ تصادم نہ ہو۔

جب آپ کہیں کہ نبی ﷺ باذن اللہ ہر جگہ جاسکتے ہیں ہر مقام پر موجود ہو سکتے ہیں تو اب یہ محض فضیلت یا ظنّی دعویٰ نہیں رہا بلکہ ذات و صفات الٰہیہ میں شرکت کا لزوم پیش آتا ہے اور یہی اصل گمراہی و خطرہ ہے۔ آپ کی عبارت میں خود تضاد پایا جاتا ہے۔

ایک طرف آپ کہتے ہیں ہم نے واضح لکھا کہ نبی ﷺ کا جسم اقدس روضہ میں ہے، ہر جگہ بنفسہ نہیں دوسری طرف آپ دعویٰ کرتے ہیں آپ باذن اللہ جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اور مثل کف دست پوری دنیا کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔

اگر آپ بنفسہ ہر مقام پر نہیں تو ملاحظہ فی آن واحد کیسے ہو رہا اور اگر فی الوقت ملاحظہ ہو رہا ہے تو حیات برزخی کی وہ کونسی کیفیت ہے جس میں ایک جسمانی نبی ﷺ کائنات بھر میں بیک وقت ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

اصول کے مطابق اگر ظنی عقیدہ اپنے لازمی مفہوم یا لازمِ باطل کی وجہ سے کفر یا شرک پر منتج ہو تو وہ کفر کا سبب بن جاتا ہے چاہے وہ اصطلاحاً ظنی ہی کیوں نہ ہو باذن اللہ ہر جگہ جا سکنے کا مطلب اگر فی نفسہٖ قدرتِ کلی ہے تو مخلوق کو صفت خالق دینا ہوا جو شرک ہے۔

صفاتِ الٰہی علمِ محیط قدرتِ مطلقہ قیومیت ہر آن ہر جگہ ہونا صرف واجب الوجود کی صفات ہیں نبی ﷺ کے لیے ان صفات کا ماننا خواہ باذن اللہ کی لفاظی سے ہو توحید کے باب میں تشبیہ ہے باذن اللہ کا اطلاق صرف محدود افعال میں ہوتا ہے نہ کہ صفاتِ ذات میں عقیدہ اگر ظنی ہو مگر اس کا لازم کفر و شرک ہو تو وہ عقیدہ قابل رد اور قابل تکفیر ہوتا ہے لہٰذا دیوبندی علماء کا عقائد ظنیہ کا اقرار حاضر و ناظر جیسے شرکیہ لوازم والے عقائد پر لاگو نہیں ہو سکتا۔

علامہ شاطبی کی جو آپ نے پیش کی ہے وہ دراصل وہ آپکے کے خلاف جاتی ہے نہ آپکے کے حق علامہ شاطبیؒ کا یہ قول نقل کیا:

إنما الأدلة المعتبرة ههنا المستقرأة من جملة أدلة ظنية تظافرت على معنى واحد حتى أفادت القطع...

عبارت کا مفہوم اپکے کے خلاف حجت ہے علامہ شاطبی فرما رہے ہیں کہ:

جب ظنی دلائل کثرت و تظافر سے ایک ہی مفہوم پر مجتمع ہو جائیں اور وہ یقین قطعیت پیدا کر دیں تب وہ حجتِ قطعی کا درجہ پاتے ہیں ورنہ انفرادی ظنیہ دلائل نہ عقیدہ بنتے ہیں نہ کفر و ایمان کا مدار بنتے ہیں۔

اب سوال آپ کے عقیدے نبی ﷺ جہاں چاہیں جب چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں پر کیا وہ تمام دلائل ظنیہ متظافر ہو کر قطعیت کے درجہ پر پہنچے ؟

نہیں نہ کوئی تواتر لفظی ہے نہ تواتر معنوی نہ کوئی یقینی مفہوم حاصل ہے بلکہ آپ کے دلائل متفرق، مختلف تاویلات پر مبنی ضعیف اور مغالطوں سے بھرے ہیں۔

لہٰذا شاطبیؒ کی شرط کے مطابق یہ عقیدہ نہ قطعی بنا نہ ظنیہ کو جمع کر کے قطعیت ملی تو آپ کا دعویٰ اسی قاعدہ کے تحت بے حجت اور مردود ہے۔

اگر آپ شاطبیؒ کے قاعدے کو مانتے ہیں تو؟

تو پھر آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ظنی دلائل اگر تعدد کے باوجود یقین کا فائدہ نہ دیں تو وہ نہ عقیدہ بنتے ہیں نہ ان پر تضلیل و تکفیر ہو سکتی ہے اور اگر ان سے شرکیہ یا کفریہ لوازم نکلتے ہیں جیسا کہ نبی ص کو صفاتِ خالصہ الٰہیہ میں شریک کرنا تو پھر باطل عقائد پر مبنی ظنیات کو قطعیت کا درجہ دینا بدعت اور تحریف فی الدین کہلاتی ہے۔

آپ کی پیش کردہ عبارت آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف ایک تلوار ہے کیونکہ اس میں ظنیات کو اس وقت معتبر کہا گیا ہے جب وہ:

تعداد میں بہت ہوں۔

ایک ہی مفہوم پر جمع ہوں۔

یقین کا درجہ حاصل کر لیں۔

جبکہ آپ نہ تو تعداد پیش کر سکتے ہیں نہ ان کا مفہوم ایک نہ اس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور نہ امت کا اجماع ہے۔ بلکہ آپ صرف عوامی تاثر اور جذباتی قیاس سے صفاتِ الٰہیہ کو مخلوق میں منتقل کر کے شرک کی وادی میں جا پہنچے ہیں۔

لہٰذا شاطبیؒ کی عبارت کا درست اطلاق آپ کے نظریے کو رد کرتا ہے حجت نہیں بناتا۔

علامہ صفدر اوکاڑویؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"عقیدے کے لئے قرآن میں ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کا قطعی ہونا ضروری ہے خواہ وہ تواتر سے ثابت ہو جائے"

تو آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ:

"اصول عقیدہ میں معیار قطعیت ہے نہ کہ فقط ظن یا شہرت یا ضعیف آثار اور یہ قطعیت یا تو نصِ قطعی سے حاصل ہو گی یا تواتر سے"

اب سوال آپ کا عقیدہ کہ نبی پاک ص جب چاہیں جہاں چاہیں باذن اللہ تشریف لے جاسکتے ہیں کیا یہ تواتر یا نص قطعی سے ثابت ہے؟ کیا یہ عقائد نسفیہ تحفہ شرح مواقف یا عقائد طحاویہ میں بطور عقیدہ درج ہے؟ ہر گز نہیں تو پھر اگر آپ کا عقیدہ ظنی غیر متواتر اور مختلف فیہ ہے تو قطعیت کا درجہ کہاں سے ملا؟ اور جب قطعیت نہیں تو وہ عقیدہ بھی نہیں بن سکتا اور جب عقیدہ نہیں تو اس پر تضلیل و تکفیر کا دروازہ کھولنا بدعت فی العقیدہ ہے۔

آپ بار بار دیوبندیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ:

یہ کہتے ہیں عقیدہ صرف قرآن سے ہو جبکہ آپ کے دیوبندی محقق محمود عالم صفدر نے واضح الفاظ میں اس کی نفی کی اور اصول بتایا۔

عقیدہ قرآن سے نہ بھی ہو لیکن اگر تواتر سے ثابت ہو جائے، اور قطعیت حاصل ہو جائے تو وہ عقیدہ بن سکتا ہے۔

تو نہ صرف یہ الزام باطل ہے بلکہ خود باطل موقف کا ابطال آپ کی طرف سے پیش

اب بتایئے آپ کے نظریہ نبی ﷺ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں پر:

کوئی آیت قطعی موجود ہے؟

کوئی حدیث متواتر ہے؟

کوئی اجماع ہے؟

کوئی سلف صالحین کی صراحت؟

اگر نہیں تو آپ کا دعویٰ:

نہ قرآن سے ہے۔

نہ تواتر سے ہے۔

نہ قطعیت رکھتا ہے۔

تو پھر جو خود آپ کے اکابر کے طے کردہ اصول پر عقیدہ بننے کے قابل نہیں وہ دوسروں پر لازم کیسے ؟

جب آپ ایک طرف کہتے ہیں:

یہ عقیدہ ظنی ہے فضائل سے ہے۔

اور دوسری طرف س پر حکمِ شرک وکفر کی نفی پر اصرار کرتے ہیں۔

اور تیسری طرف اس پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ تسلیم نہ کرے تو اہل باطل ہے۔

تین الگ الگ:

ظنی عقیدہ۔

شرک وکفر کا انکار۔

دوسرے پر واجب تسلیم۔

یہ تضاد فی الاصول ہے اور اصولِ مناظرہ کی رو سے جس کے دعوے کی بنیاد میں تضاد ہو وہ حجت نہیں رکھتا۔

جو حوالہ پیش کیا، وہ دراصل خود آپکے دعوے کی قبر پر مٹی ہے علامہ صفدر اوکاڑویؒ کا اصول صاف کہتا ہے

عقیدہ وہی معتبر ہے جو قطعی ہو اور قطعیت یا نص قطعی سے یا تواتر سے حاصل ہو۔

لہٰذا آپ کا عقیدہ اگر ظنی ہے تو عقیدہ بننے کے قابل نہیں اگر اس پر کفر و ایمان کا مدار رکھا جارہا ہے تو یہ بدعت و غلو ہے اور اگر اس کو نہ ماننے والے پر شرک کا الزام لگایا جارہا ہے تو یہ تحریفِ اصول ہے

باطل اصول ظنی دلیل اور متضاد اطلاق یہ ہے آپ کے موقف کی بنیاد۔

خلطِ مبحث کا شکار کون؟

تم نے خود مانا ہماری بات فضائل اور ظنیات سے ہ قطعیات سے نہیں تو پھر ظنی دعوے پر قطعی جیسا مطالبہ خود خلطِ مبحث ہے۔

فضائل کے دائرے میں گفتگو ہو رہی ہو تو صفاتِ الٰہیہ سے قیاس کرنا فکری تحریف ہے نہ کہ جواب

متعدد مقامات پر حاضر کا مغالطہ تم کہہ رہے ہو اگر بزرگ 30 جگہ حاضر ہو تو کیا حکم ہو گا؟

ہم دعویٰ کرتے ہیں بذاتِ خود بغیر جسم کے غیر مستقل طور پر نہ علماً محیط نہ قدرتاً مطلق لہٰذا اگر تم کہو کہ ایک انسان جسمانی طور پر ہر جگہ بیک وقت موجود ہو یہی شرک فی الصفات ہے لیکن اگر تم روحانی توجہ قلبی کشف یا غیر جسمانی توجہ کو مراد لو تو یہ تمثیل ہے نہ عقیدہ یعنی تم دعویٰ کچھ کرتے ہو لوازم کچھ جوڑتے ہو پھر کفر و شرک کا شور مچاتے ہو یہی مغالطہ و التباس ہے روحانیت حاضر ہے جسم نہیں خود تمہارا اعتراف

جب تم خود کہہ رہے ہو روحانیت کو جسم سے تعلق نہیں تو پھر نبی ﷺ کے جسم اطہر کو بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ماننا کیسے ظنیات کہلائے گا؟

اگر تم غیر جسمانی روحانی توجہ مراد لو تو پھر یہ فضیلت ہے عقیدہ نہیں۔

لیکن اگر تم کہو نبی ﷺ جسم کے ساتھ بیک وقت کئی جگہ تشریف رکھتے ہی تو یہ پھر وہی صفات خداوندی میں اشتراک بنے گا جس سے شرک فی الصفات لازم آئے گا۔

صفات خداوندی میں اشتراک جب مخلوق میں وہی صفت مطلق ذاتی غیر محدود ہو شرک ہے۔

لہٰذا، اللہ کی صفت حاضر وناظر مطلق وذاتی ہے۔

نبی ﷺ یا اولیاء کی نسبت اگر وہی صفت بعینہ مانی جائے تو شرک ہو گا۔

حکیم الامت کا قول علمِ محیط اور کفر

تم نے پیش کیا اگر علم محیط بھی ہو لیکن باذنِ الٰہی ہو تو کفر نہیں یہ قول علمِ محیط بواسطہ عطا کے امکان پر ہے نہ کہ اس کے وقوع پر وقوع کا دعویٰ کرتے ہو مطلقا ہم اس کے لوازم پر کلام کرتے ہیں۔

اگر علمِ محیط کے اثبات میں مخلوق اور خالق کے درمیان فرق مٹ جائے تو پھر وہی شرک فی الصفات بنے گا۔ تو فرق ہے جائز بالفرض، تجویز عقلی۔

بریلوی مفتی فیض احمد اویسی تجلیاتِ آفتاب جلد 1 صفحہ 71

"بعض کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف روح کے ساتھ حاضر وناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سید دو عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر وناظر ہیں امامِ ہمام علامہ نور الدین حلبی نے فرمایا:

فَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُودٌ بَيْنَ أَظْهُرِنَا حِسًّا وَمَعْنًى وَجِسْمًا وَرُوحًا سِرًّا وَبُرْهَانًا

جواہر البحار جلد 2 صفحہ 124

جسمانی طور پر ہر جگہ حاضری کا دعویٰ

یہ عقیدہ کثرتِ اجسام کو لازم کرتا ہے کیونکہ ایک جسم بیک وقت متعدد مقامات پر موجود نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ جسم مادّی قانون سے خارج نہ ہو جو مخلوق کی صفات میں داخل نہیں۔ صفاتی اشتراک اور شرک

اللہ کے لیے جو صفت مانی جائے جیسے ہر جگہ حاضر ہونا اگر وہ اسی شان و حقیقت سے کسی اور کے لیے مان لی جائے تو یہ شرک فی الصفات ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ کو جسم سمیت ہر جگہ مانا جائے تو یہ صفت اللہ جیسی بن جاتی ہے کیا یہ تشبّہ باللہ نہیں؟

کتاب انوارِ قمریہ صفحہ 107 مصنّف خواجہ قمر الدین سیالوی

"اسی طرح سیدنا و سندنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا منکر دونوں شخص عقیدہ کے لحاظ سے اس کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ انتزام کفر ہے ایسا شخص مرتد"

بریلوی دعویٰ ظنیات کا تھا یہاں قطعی لکھا گیا ہے۔

پہلے کہا گیا کہ یہ مسئلہ فضائل اور ظنیات میں سے ہے مگر خواجہ قمر الدین نے حاضر و ناظر کے انکار کو کفر قطعی قرار دیا ہے۔ اس سے اپکے دعوے کا بنیادی تضاد بے نقاب ہوتا ہے اگر مسئلہ ظنی ہے تو انکار پر کفر کیسے؟ اور اگر انکار کفر قطعی ہے تو پھر اسے ظنی اور فضائل میں رکھنا جھوٹ ہے۔

بریلوی اکابر کی واضح تکفیر ان الفاظ میں امت کے اکابرین کی تکفیر چھپی ہوئی ہے کیونکہ امت بڑے بڑے فقہاء و محدثین اسکے قائل نہیں۔

پس خواجہ قمر الدین کے فتوے کے مطابق وہ سب مرتد قطعی ہیں کیا بریلوی حضرات اس پر قائم ہیں؟

کتاب تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 48 مصنّف مفتی احمد یار خان نعیمی

"نمازی جس طرح اللہ کو حاضر و ناظر جانے اسی طرح محبوب ﷺ کو بھی جانے"

تشبیہ بین اللہ و رسول؟ یہ عبارت صریح تشبیہ فی الصفات ہے۔

جس طرح اللہ کو حاضر و ناظر ماننا صفاتِ الٰہیہ کا حصہ ہے ویسے ہی نبی ﷺ کو ماننے کا مطلب صفاتِ ربانی میں اشتراک ہے جو "شرک فی الصفات" کے قریب تر ہے۔ بریلوی دعویٰ ظنیات کا مگر یہ تو عقیدہ کی بات ہے۔

پہلے کہا جاتا رہا کہ حاضر و ناظر فضائل سے ہے ظنیات سے ہے مگر یہاں اس کو نماز جیسے قطعی رکن کے ساتھ جوڑ کر اس کا مقام عتقادِ قطعی بنا دیا گیا کیا یہ تضاد نہیں؟

بریلوی عالم عمر اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس حنفیت صفحہ 286 پر لکھتے ہیں:

"کہ بلاشبہ آپ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ کوئی محل نہ مکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر"

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کی تمام جگہوں اور تمام زمانوں میں موجودگی کا عقیدہ صفات الٰہیہ سے اشتراک لازم کرتا ہے کیونکہ ہر زمان و مکان میں موجود ہونا اللہ کی خاص صفت ہے اگر کوئی مخلوق بھی اسی صفت کی حامل ہو تو یہ شرک فی الصفات کہلائے گا۔

یہ کہنا کہ جسم اطہر ہر جگہ موجود ہے در حقیقت حلول یا تعدد اجسام کی طرف لے جاتا ہے جو کہ عقلاً بھی باطل ہے اور شرعاً بھی قطعی طور پر مردود ہے اس پر مستزاد یہ کہ یہاں بلاشک جیسے قطعی الفاظ استعمال ہوئے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بریلوی علماء اس عقیدے کو ظنی نہیں بلکہ قطعی مانتے ہیں اور انکار پر حکم ارتداد تک جاری کرتے ہیں۔

پھر لامکان کو بھی اس جسمانی حاضریت میں شامل کرنا خود اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے ساتھ مخلوق کو شریک کرنے جیسا ہے کیونکہ لامکان میں تو صرف واجب الوجود ذات ہی متصف ہو سکتی ہے نہ کہ کوئی مخلوق۔ یہ عقیدہ ہر پہلو سے مردود ہے اور خود بریلوی دعویٰ ظنیات کا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں تو قطعی انداز اور صریح الفاظ میں انکار پر حکم کفر مراد لیا گیا ہے یہ اصولی تضاد خود ان کے موقف کی تردید ہے۔

حوالہ جات مطلوب ہوں تو مانگ سکتے ہیں پیش کر دوں گا۔

تمہارا یہ کہنا کہ کسی عقیدے کے ظنی یا قطعی ہونے کا فیصلہ مضمون کرتا ہے خود تمہارے اصولِ دین کے خلاف ہے کیونکہ اگر قطعی و ظنی کی تعیین مضمون سے ہو تو پھر یہی معیار تمہارے دوسرے عقائد مثلاً حیات النبی یا عذاب قبر پر بھی لاگو ہوگا اور انکار کرنے والے کو تم کافر یا گمراہ نہیں کہہ سکتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم قطعی و ظنی کی تعیین کبھی مضمون سے کرتے ہو کبھی منہج سے کبھی جذبات سے اور کبھی مخالف کو گمراہ ثابت کرنے کے لئے اپنی مرضی سے بدل لیتے ہو۔

رہی بات یہ کہ اللہ کی کوئی صفت ابدی و ازلی ہے اور مخلوق کی صفات اکتسابی ہیں تو جواب یہ ہے کہ اگر کسی صفت کا مفہوم و مدلول ہی یکساں ہو خواہ وہ ذاتی ہو یا تفویضی اشتراک لازم آتا ہے۔ مثلاً علم محیط کا مفہوم ایک ہے خواہ وہ اکتسابی ہو یا ذاتی جب نبی کو جمیع ماکان ومایکون کا علم دیا جائے یا جسم سمیت ہر مکان میں مانا جائے تو یہ مفہوم الٰہی صفت میں اشتراک ہے اور یہی شرک فی الصفات ہے۔

اب اگر تم جسم کے ساتھ ہر جگہ موجودگی نبی کے لئے مانتے ہو اور ساتھ یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ کی شان ہے کہ کوئی مکان اس سے خالی نہیں تو دونوں باتوں کو ملا دو اور بتاؤ اشتراک کہاں سے نہیں نکلتا کیا اللہ تعالیٰ جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر ہے جس طرح تم نبی کے لیے کہتے ہو ہر جگہ بمع جسم تشریف فرماہیں۔

مزید یہ کہنا کہ مجذوب تیس شہروں میں جمعہ پڑھ لے یا کسی پیر کی روحانیت ہر جگہ ہو یہ سب تمہاری خودساختہ قیاسات ہیں نہ قرآن سے ثابت نہ صحیح احادیث سے اور اگر یہی اصول تم نے مان لیا تو ہر خرافات اور باطل دعویٰ کو تفویض واذن کا لیبل چسپاں کر کے توحید کا دروازہ بند کر دوگے۔

کیا کسی نبی یا ولی نے یہ فرمایا کہ میرا جسم مثالی یا جسم اطہر تمام مقامات پر بنفسہ موجود ہے اگر نہیں تو پھر تمہارے اقوال دلائل شرعیہ سے خالی اور صرف جذباتی شور ہیں۔

آخر میں اگر ظنیات کی بنیاد پر بھی عقیدہ ہو اور وہ عقیدہ توحید کے خلاف جائے تو وہ ظنی نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی ظنی دلیل سے نبی کی ہر جگہ حاضری بمع جسم ثابت ہوتی ہو تو تمہیں یہ وضاحت کرنی ہو گی کہ یہی صفت اللہ کی نہیں تو پھر وہ کس کی ہے اور اگر اللہ کی ہے تو مخلوق کو اس میں شریک کیوں کیا جارہا ہے۔

تمہارا یہ الزام کہ دیوبندی حضرات بعض عقائد کو قطعی کہہ کر بھی منکر پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے اس پر تمہارا استدلال مغالطہ پر مبنی ہے۔ قطعی کا مطلب دو ہوتا ہے ایک قطعی الثبوت اور دوسرا قطعی الدلالت ان دونوں میں فرق کیے بغیر قطعی کہہ دینا علمی سطح پر ناقص استدلال ہے۔

جب کوئی عقیدہ ایسا ہو جس پر امت کا اجماع نہ ہو نہ نص قطعی الثبوت والدلالت موجود ہو تو وہ عقیدہ اگرچہ کسی کے نزدیک کتنا ہی اہم یا بنیادی ہو اس کا منکر قابل کفر نہیں یہی فرق ہے عقائد ایمانیہ اور عقائد ایمانیہ غیر ضروریہ میں ختم نبوت پر ایمان نہ لانا کفر ہے کیونکہ وہ قطعی الثبوت بھی ہے اور قطعی الدلالت بھی۔ اس کے برعکس عذاب قبر کی کیفیت یا حیات النبی کے طرزِ وقوع پر اختلاف رہا ہے اسی لیے ان کے منکر کو گمراہ یا خارج از اہل سنت تو کہا گیا لیکن کافر نہیں۔

اب تم خود ہی دیکھ لو کہ ایک طرف تم بریلوی عقائد میں حیات النبی حاضر و ناظر بمع جسم کو "قطعی" کہہ کر اس کے منکر کو "مرتد" اور "مشرک" کہہ رہے ہو تو بتاؤ تمہارے ہاں کیوں نہ کفر کا فتویٰ لگے؟

جب تمہارے اپنے علماء جیسے خواجہ قمر الدین سیالوی احمد یار نعیمی اور مفتی فیض احمد اویسی اسے قطعی کہہ کر انکار پر ارتداد اور کفر کا فتویٰ لگا چکے تو اب تمہیں اپنی کتب کی روشنی میں یہ بتانا ہو گا کہ وہابی یا دیوبندی جو اس عقیدے کے منکر ہیں ان پر تم فتویٰ کیوں نہیں چلاتے؟ یا صاف کہو کہ تمہارے اکابر غلطی پر تھے

علمی دیانت یہ ہے کہ یا تو مان لو کہ یہ عقائد ظنی ہیں تو ان کے منکر پر کفر کا فتویٰ واپس لو، یا مان لو کہ یہ قطعی ہیں تو ان کے منکر کو کافر بھی تسلیم کرو بیچ کی راہ صرف دھوکہ ہے۔

اسی لیے بار بار عرض کیا کہ تم ظنیات پر قطعیات کا حکم لگا کر شرک وارتداد کے فتوے چلاتے ہو اور جب ہم تمہارے تضادات پیش کریں تو موضوع بدل کر ادھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتے ہو۔

یہی تمہارے موقف کی علمی کمزوری اور منہج کی بے ربطی ہے جس پر گرفت اب عوام بھی سمجھنے لگے ہیں۔

تمہارا ادعویٰ بار بار ایک ہی نکتہ پر الجھا ہوا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تم خود اپنے سوال کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے تم یہ مطالبہ کرتے ہو کہ مقام متعددہ پر بمع جسم ہونا اللہ کی صفت ہے یا نہیں تو پہلے یہ واضح کرو کہ تم خود نبی کریم کے لیے بمع جسم حاضر و ناظر مانتے ہو یا نہیں اگر ہاں تو یہ صفت تم نے ایک مخلوق کو دی جس کا ہر مقام پر جسم کے ساتھ حاضر ہونا عقلاً ممتنع ہے۔ تو پھر یہ کسبی وہبی یا تفویضی صفت کس نے عطا کی کیا کوئی ایسی قدرت بغیر اذن الٰہی ممکن ہے اگر اذن کے ساتھ ہے تو تمہارے عقیدے میں اذن الٰہی کے ساتھ بھی ایک مخلوق کے لیے صفات الٰہیہ کا ظہور ممکن ہے جو تمہارے اصول توحید کو خود تمہارے ہاتھوں سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔

دوسری بات تم نے بار بار کہا کہ ظنیات ہمارے نزدیک شرک نہیں تو پھر خواجہ قمرالدین سیالوی احمد یار نعیمی اور اویسی صاحب کے فتوے کس پر صادر کیے گئے ان کے نزدیک حاضر و ناظر بمع جسم کا انکار کفر و ارتداد ہے اور وہ اسے قطعی عقیدہ مانتے ہیں تو یا تو تم ان فتووں سے لاتعلقی کا اعلان کرو یا تسلیم کرو کہ تمہارے ہاں بھی ظنیات پر شرک اور ارتداد کے فتوے موجود ہیں۔

یہ تمہاری پرانی چال ہے کہ جو الزام تم پر ہو اسے الٹا اہلسنت پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہو لیکن اب ہم تمہارے اصول سے جواب دے رہے ہیں۔

تم نے کہا حاضر و ناظر بمع جسم انبیاء کی شان ہے۔

تم نے کہا یہ عقیدہ قطعی ہے۔

تمہارے اکابر نے اس کے انکار پر ارتداد کا فتویٰ دیا۔

توبتاؤ کیاجو اس عقیدے کا منکر ہے وہ کافر نہیں اگر نہیں تو اپنے اکابر کے فتووں سے توبہ کرو۔

اگر ہے تو دیوبندیوں کے کفر کا فتویٰ آج ہی سرکاری طور پر جاری کرو ورنہ مان لو کہ ظنیات پر قطعی کا لیبل لگا کر کفر کے فتوے صادر کرنا جہالت ہے۔

مناظرانہ گرفت یہی ہے کہ تمہارے دو دعوے آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔

دعویٰ نمبر ایک یہ عقیدہ قطعی ہے۔

دعویٰ نمبر دو اس کا انکار شرک یا کفر نہیں۔

جبکہ اصول عقیدہ کے مطابق قطعی عقیدے کا انکار کفر ہوتا ہے اب فیصلہ تمہارا ہے تضاد ختم کرو یا اصول عقیدہ بدل دو۔

عبید الرضا

حماد صاحب اس بندے کو خاموش کراؤ یہ میری ٹرم میں بول رہا ہے بار بار اصول کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

یہاں سے اس نے بعد والی گفتگو پہ کلام کیا اصولوں کی خلاف ورزی کی۔

(کیونکہ موصوف ہماری گزشتہ تحریرات پہ کلام ختم کر چکے تھے پھر ہماری باری میں ہم اپنے دلائل اور امتیاز دیوبندی کارد پیش کر رہے تھے وقت کا تعین نہ تھا کہ کب تک گفتگو ایک مناظر کرے گا رات کافی ہونے کے باعث گزشتہ گفتگو کا تسلسل صبح ممکن ہوا یہ ساری گفتگو امتیاز کی اس درمیان کی تھی جو اوپر پیش ہوئی اگر موصوف کوئی نئ گفتگو کرنی تھی تو پہلے ہماری سابقہ گفتگو کا جواب دیتے جو پورے مناظرے میں موصوف نہ دے سکے اس نے اپنی سابقہ گفتگو کی اختتامی نشانی بھی لگائی تھی جس کے بعد بندہ ناچیز نے جوابی گفتگو کی۔)

حماد منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب آپکو اینڈ نہیں لکھنا تھا چلو اب امتیاز صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

امتیاز دیوبندی

اینڈ صبح کے وقفے تک تھا میسج پڑھ کر فیصلہ کریں۔

عبید الرضا

تمہاری عقل پہ افسوس ہوتا ہے اگر پہلے والی گفتگو جاری رکھنی تھی تو بعد والی گفتگو پہ اینڈ کے بعد کلام میرے کلام مکمل ہونے سے پہلے تمہاری شکست کی دلیل فاش ہے۔

حماد منتظم مناظرہ

اینڈ نہیں لکھنا تھا صرف صبح کا وقفہ لکھنا تھا کیونکہ اپ نے خود کہا اینڈ وہاں لکھنا جہاں گفتگو کی اگلے کو اجازت ہو۔

عبید الرضا

ایسے نہیں ہو گا ہر رعایت امیتاز کو دی جارہی ہے یہ یک طرفہ ثالثی نہیں چلے گی اب اس نے رات گھٹیا زبان استعمال کی آپ کی جانب سے خاموشی رہی۔

امتیاز دیوبندی

سیاق وسباق سباق چیک کریں کیا لکھا ہے کہ کل مزید کل مزید۔

اصول الشاشی میں بیان تقریر پڑھ لو متکلم اپنی بات کی وضاحت کر دے تو معنی متعین مخاطب کو اجازت نہیں۔

حماد منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب نے رات کہا گفتگو جاری ہے اور اینڈ بھی نہیں لکھا۔

امتیاز دیوبندی

اینڈ کی تفصیل پڑھ لیں محترم قبلہ حماد صاحب۔

(دیوبندی مفتی اپنے ہی رشید احمد گنگوہی کے مطابق حماد صاحب کو قبلہ کہہ کے فعل حرام کا مرتکب ہوا)

حماد منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب اپنے اینڈ لکھا اس لیے ابھی گفتگو کا حق ارسلان صاحب کو جاتا ہے۔

امتیاز دیوبندی

جی نہیں کل مزید کے الفاظ پر انصاف کریں۔

حماد صاحب کل مزید کل مزید اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ لکیر کا فقیر ہے ارسلان یا آپ سمجھانا نہیں چاہتے۔

حماد منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب اگر اینڈ کے بغیر مزید لکھتے تو آپکو ضرور حق ہوتا۔

امتیاز دیوبندی

اینڈ صبح کل کل کل کل مزید یہ کیا مطلب ہوتا ہے؟

حماد منتظم مناظرہ

جیسے ارسلان صاحب نے اینڈ کے بغیر مزید لکھا۔ تو انکا حق ہے ابھی گفتگو کا۔

عبید الرضا

اس کی زبان ہو لگام دیں میرے میسجز ڈیلیٹ کر رہا ہے یہ شخص۔

امتیاز دیوبندی

نگران کو اجازت ہے آپ خاموش رہیں وہ مجھ سے مخاطب ہوں تیری جہالت بند کی ہے۔

عبید الرضا

ناظرین ابھی دیکھیں امتیاز کیسے مناظرہ سے بھاگ رہا ہے۔ تو کہاں سے نگراں ہے جاہل شخص۔

منتظم مناظرہ

چلو ابھی اپنے دونوں کے مجھے منتظم تسلیم کیا ہے تو امتیاز صاحب آپکی جتنی گفتگو ہو چکی اب آپ ارسلان صاحب کے بعد گفتگو جاری کریں گے۔ آپکی جتنی گفتگو ہو چکی اب ارسلان صاحب اسکا جواب دیں گے۔

عبید الرضا

پہلے یہ جاہل شخص اپنی بدزبانی پہ معافی مانگے گا یہاں۔

منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب اگر اب اپنے میسج ڈیلیٹ کیے تو آپکی شکست تسلیم کی جائے گی۔

عبید الرضا

جو میرے میسجز ڈیلیٹ کئے اس پہ معافی مانگے۔

امتیاز دیوبندی

بدزبانی حماد صاحب آپ اسکو تیار کر کے آتے ہیں پھر بیچارہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

عبید الرضا

اول تیری طرف سے کی گئی جواب آغزل کے تحت برداشت کرا بھی۔

امتیاز دیوبندی

حماد صاحب دونوں کی ایڈ من شپ ہٹا کر فیصلہ صادر فرمائیں ہم تیار ہیں آپ جو فیصلہ کریں۔

لیکن افسوس آخر میں اپنی اسی بات سے مکرتے ہوئے منتظم صاحب کے مطالبات پورے کرنے سے انکار کر دیا

منتظم مناظرہ

یا اپنے ارسلان صاحب کو ایڈ من شپ سے ہٹایا تب بھی آپکی شکست تسلیم ہو گی۔

امتیاز دیوبندی

بیٹا بڑے بڑے تیرے چار پائی پر اٹھا کر ہسپتال بھیجے ہیں میں نے۔ میں نہیں آپ دونوں کو ہٹا دیں فیصلہ لکھیں۔

عبید الرضا

اب یہ پھر شرائط کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

امتیاز دیوبندی

تم بھی اپنی زبان بھی چیک کرو چیخو مت اب۔

عبید الرضا

اگر میری جانب سے پہلے ایسی زبان کا استعمال کیا گیا تو امتیاز ثبوت پیش کرے و گرنہ اسکی شکست کا اعلان کیا جائے۔

امتیاز دیوبندی

حماد صاحب فیصلہ تحریر کرتے ہیں آپ یا میں تحاریر جاری رکھوں۔

منتظم مناظرہ

چلو ابھی اپنے دونوں کے مجھے منتظم تسلیم کیا ہے تو امتیاز صاحب آپکی جتنی گفتگو ہو چکی اب آپ ارسلان صاحب کے بعد گفتگو جاری کریں گے۔ آپکی جتنی گفتگو ہو چکی اب ارسلان صاحب اسکا جواب دیں گے۔

امتیاز دیوبندی

یہ کیا ہے مجھے جاہل شخص کہا میں نے تجھے لکیر کا فقیر کہا۔

عبید الرضا

اگر اس شخص نے ابھی تحریر پیش کی جس کا اسے اصولی زرا بھی حق نہیں تو اسکی شکست کا اعلان کیا جائے گا۔

منتظم مناظرہ

ابھی دونوں موقوف کریں اپنے بات کو دیکھیں منتظم اس لیے ہوتا ہے تاکہ معاملات جہاں خراب ہوں انہیں واپس صحیح سمت میں لائے۔ ناکہ کسی کی شکست کا تعجیلا اعلان خلاف ورزی ضرور ہوئی لیکن میں چاہتاہوں دوبارہ شرائط کا پاس رکھا جائے۔ اور احسن انداز سے وہ گفتگو جاری کریں جنہیں میں کہا یعنی ارسلان صاحب۔

امتیاز دیوبندی

حماد صاحب آپکا فیصلہ آیا لیکن یہ بندہ پھر بھی بول رہا ہے شکست کس کی۔

عبید الرضا

اول یہ شخص اپنی بدزبانی پہ معافی طلب کرے گا ابھی۔

منتظم مناظرہ

ابھی حضور تھوڑا سا توقف فرمائیں تاکہ معلامات درستگی کی طرف لائے جا سکیں۔

امتیاز دیوبندی

نہیں مان رہا آپکی بات۔

عبید الرضا

ہم نے ابھی تک آپ کی مانی ہے حماد بھائی۔ لیکن یہ شخص ہٹ دھرمی دیکھا رہا ہے بار بار۔

منتظم مناظرہ

چلیں امتیاز صاحب آپ ابھی زرا خاموش ہوں۔

عبید الرضا

رات اس نے اصولوں کی خلاف ورزی کی ابھی پھر کی۔

امتیاز دیوبندی

حماد صاحب اگر میں پھر بولوں گا یہ چیخے گا کہ خلاف ورزی ہوئی اور منتظمین کا فیصلہ نہ ماننا بھی خلاف ورزی شرائط کی ہوتی ہے۔

(اس اپنی کہی ہوئی بات سے امتیاز خود مکر گیا جب منتظم مطالبے کے لئے ان کو تیار کر تا رہا مگر یہ ان کا فیصلہ تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوا)

میں تو چپ ہوں انکو روکیں۔

منتظم مناظرہ

جی جی حضور اسی خلاف ورزی کو میں ہائی لائٹ کر چکا۔ اور میں امتیاز صاحب کو پابند کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

عبید الرضا

اسکی زبان اب بھی دیکھ لیں۔ شرائط مناظرہ حاضر وناظر -:

1۔ موضوع مناظرہ حاضر وناظر ہے۔

2۔ اہلسنت اپنے دعوی پہ دلائل کے پابند ہوں۔

3۔ دلائل دعوی کے مطابق پیش کئے جائیں گے۔

4۔ فریق مخالف مستند دلائل پیش کرنے کا پابند ہو گا۔

5۔ مستند دلائل سے مراد ان علماء کے دلائل جو اکابرین علماء ہوں۔

6۔ خلط مبحث سے اجتناب کیا جائے گا۔

7۔ اصطلاحات جس فن کی ہوں اس کے مطابق عقیدہ کو دیکھا جائے گا۔

8۔ مناظرہ تحریرا ہو گا۔

9۔ بدزبانی وبدکلامی سے اجتناب ہو گا۔

10۔ طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کیا جائے گا۔

منتظم مناظرہ

چلیں اب دونوں چپ نہیں ہوں گے ؟

امتیاز دیوبندی

میں پابند ہوں مان لیا کہ وہ گفتگو شروع کرے اگرچہ رات کا وقفہ دیا تھا پھر بھی آپکی بات مانی لیکن ارسلان کو پابند کرنے کی کوشش فرمائیں۔

عبید الرضا

ان شرائط کی بار بار خلاف ورزی امتیاز نے کی ہے۔

منتظم مناظرہ

دونوں چپ ہوں گے تو میں گفتگو کو اگلے لائحہ عمل پر متعین کروں گا۔جی بلکل کی اور میں انہیں اس پر کئی بار ٹوکا۔

عبید الرضا

مجھے دبانے کے لئے خاموش نہ ہو یہ اپنی بدزبانی اور میسج ڈیلیٹ کرنے کی وجہ سے آپ کا فیصلہ تسلیم کرنے کو تیار ہے؟

منتظم مناظرہ

لیکن اس وجہ سے ان کی شکست کا فوری علان ناروا ہے منتظم شرائط کی پابندی کرواتا ہے۔جب کوئی فریق مسلسل شرائط توڑے گا تب غور و فکر سے اس کی شکست کا اعلان ہو گا تعجیلا اعلان اچھا نہیں۔

عبید الرضا

یہ رات کو بھی ایسا کر چکے ہیں۔امتیاز کے بقول اس سے رات کو گفتگو جاری کرنے کا کہا تو سوال ہے کہ میری گفتگو سے پہلے کی گفتگو جاری رکھنی چاہئے تھی یا میری بعد والی گفتگو کا جواب؟

منتظم مناظرہ

فی الحال تو میں دونوں کو کہہ رہا ہوں خاموش ہو جائیں لیکن کوئی نہیں ہو رہا۔ امتیاز صاحب جمعہ کے خطبہ میں اپنے صاحب کو بولنے سے بول کر چپ کروا رہے ہیں۔

امتیاز دیوبندی

کئی بار شرائط کی خلاف ورزی کب ہوئی وہ رات گیارہ بجے سو کر اٹھا اور وقفہ کا میسج بھی پڑھا اینڈ کا مطلب صبح تک بھی پڑھا۔ پھر تحاریر شروع کر دی تھی یہ کیا خلاف ورزی نہیں ہوئی؟ پھر آکر صبح بول پڑا یہ خلاف ورزی نہ ہوئی؟ درمیان میں رات بھی میسج کرنے لگا کہ اتنی لمبی تحاریر کیوں اینڈ کرو یہ خلاف ورزی نہیں؟ بندے کو ریمو کیا یہ خلاف ورزی نہیں ہوئی؟

(دیوبندی عثمان کو سور کی تصویر ری ایکٹ کرنے پہ ریموو کیا جس پہ اس کو اول تنبیہ کی گئی پھر وہی عمل دہرانے پہ اسے ریموو کیا)

پھر بھاگ گیا آپ کو بلاک کر کے (یہ بھی امتیاز دیوبندی نے جھوٹ بولا) پھر واپسی ناراضگی کرتا رہا یہ خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

میں خاموش ہوں اسکا مطلب یہ ہو گیا کہ آپ مجھے کہیں خلاف ورزی کئی بار ہوئی؟

عبید الرضا

میں نے ابھی تک نہ کوئی بے اصولی کی نہ شرائط مناظرہ سے ہٹا آپ منصف ہیں آپ کو آپ کے منصب کا پابند کرنا بھی ہمارا حق ہے۔

منتظم مناظرہ

ابھی بڑے ادب سے گزارش ہے دونوں اپنی گفتگو موقوف کریں کچھ وقت کے لیے تاکہ معاملات درستگی کی طرف آجائیں۔

امتیاز دیوبندی

کئ بار شرائط کی خلاف ورزی کب ہوئی۔ وہ رات گیارہ بجے سو کر اٹھا اور وقفہ کا میسج بھی پڑھا اینڈ کا مطلب صبح تک بھی پڑھا۔

پھر تحاریر شروع کر دی تھی یہ کیا خلاف ورزی نہیں ہوئی؟

پھر آکر صبح بول پڑا یہ خلاف ورزی نہ ہوئی؟

درمیان میں رات بھی میسج کرنے لگا کہ اتنی لمبی تحاریر کیوں اینڈ کرو یہ خلاف ورزی نہیں؟

بندے کو ریمو کیا یہ خلاف ورزی نہیں ہوئی؟؟؟؟

(دیوبندی عثمان کو سور کی تصویر ری ایکٹ کرنے پہ ریموو کیا جس پہ اس کو اول تنبیہ کی گئی پھر وہی عمل دہرانے پہ اسے ریموو کیا)

پھر بھاگ گیا آپ کو بلاک کر کے (یہ بھی امتیاز دیوبندی نے جھوٹ بولا)۔

پھر واپسی ناراضگی کرتا رہا یہ خلاف ورزی نہیں ہوئی

میں خاموش ہوں اسکا مطلب یہ ہو گیا کہ آپ مجھے کہیں خلاف ورزی کئ بار ہوئی؟

منتظم مناظرہ

ابھی دونوں خاموش ہو جائیں۔ ورنہ میں سمجھوں گا مجھے منتظم ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔

امتیاز دیوبندی

صبر کریں اب انکو آپ خاموش کرائیں مجھے بعد میں۔ آپ اسکی زبان بند کریں میں نے آپکا فیصلہ تسلیم کیا تھا۔

منتظم مناظرہ

چلو اب میسج نا کرنا جب تک میں نا کہو انہیں خاموش کروانا میرے ذمہ۔

امتیاز صاحب آپ فی الحال خاموش رہے بڑے ادب سے آپکا میسج اب نا آئے۔

امتیاز دیوبندی

میں نے کہا تھا دونوں کو ایڈمن شپ سے ہٹا دیں پھر معاملات صاف کریں آپ نے نہیں سنی بات اب نقصان آپکے سامنے ہے۔

عبید الرضا

جھوٹ پہ جھوٹ بولتے جاؤ تم نے اینڈ لکھا میں نے جوابا تحاریر لکھیں تم نے وقفہ دیکھ کہ اپنی تحاریر بھیج دیں۔ اور جھوٹ بولا کہ گزشتہ گفتگو جاری ہے حالانکہ میری بعد والی گفتگو پہ تم نے تبصرہ کیا تمہارا جھوٹ یہاں سے ہی واضح ہو گیا۔

میں نے رات End کا نشان بھیجا اسے پہلے تم پوچھ چکے تھے میرے دو میسج کے بعد کہ گفتگو ختم ہوئی جبکہ میں نے سات میسجز کے بعد پوچھا اگر یہ شکست ہے تو دو کے بعد پوچھنا تو بدرجہ اولی شکست ہے۔

عثمان کو ریمو و اس کی حرکات ہے سبب کیا۔ حماد بھائی سے نہ ناراض ان کو بلاک کیا ہے جھوٹ کی حد ہوتی ہے۔

امتیاز دیوبندی

اوکے۔

منتظم مناظرہ

نہیں تو دوسرا راستہ بھی ہے میرے پاس اگر نہیں خاموش ہوتے دونوں تو وہ اپناتا ہوں۔

امتیاز صاحب آپ کا میسج اب نا آئے۔

امتیاز دیوبندی

آپ ایڈ من شپ سے فی الحال ہٹائیں دونوں کو۔

منتظم مناظرہ

میں نے دونوں کو خاموش کروانے کی بہت کوشش کی تا کہ معاملات حل ہوں۔ لیکن دونوں بولتے رہے اسی وجہ سے عارضی طور پر مجبوراً دونوں کو ایڈ من شپ سے ہٹایا۔

اب میری گزارش دونوں کے لیے یہ ہے ارسلان صاحب اپنی رات والی گفتگو جاری کریں

1۔ جب تک ایک فریق End نہیں لکھتا دوسرا گروپ میں کسی طرح میسج نہیں کر سکتا ہاں منتظم کو شکایت پرسنل میں کرے گا۔

2۔ اب اگر امتیاز صاحب ایڈ من بننے کے بعد اپنے کوئی میسج گروپ میں کیا تو آپکی شکست تسلیم کی جائے گی میں پہلے ہی آپکو تنبیہ کر رہا ہوں۔

3۔ پیچھے جتنا تنازع ہوا اس کو دوبارہ دونوں فریق محل کلام ہر گز نہیں بنائیں گے۔

4۔ اگر کسی فریق نے اپنے مد مقابل کو ایڈمن شپ سے ہٹایا یا اسکا میسج ڈیلیٹ کیا تو بلا مہلت اسکی شکست تسلیم کی جائے گی۔

لہذا اب ارسلان صاحب اپنی گفتگو جاری کریں جب مکمل ہو تو اینڈ لکھیں۔ اگر دونوں متفق ہیں تو اس تحریر سے تو رینگٹ کریں۔

عبید الرضا

یہاں سے پھر بندہ ناچیز کی گفتگو کا آغاز ہوا اور امتیاز دیوبندی کو اصولی شکست ہوئی۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنی بنیاد ہی جھوٹ پہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ وہ رات کو یہ کہہ کر گئے کہ بقیہ گفتگو کل کروں گا۔ انکی تحاریر میں کوئی تسلسل سابقہ گفتگو کے ساتھ نہیں بلکہ میری گفتگو کے جواب میں تحاریر موصوف پیش کر رہے ہیں ان کا کذاب ہونا اور اصولوں کی خلاف ورزی کرنا یہاں سے ہی ثابت ہو چکا ہے۔

جب آپ کو ہمارے نظریہ کا علم نہیں تو پہلے ہمارے نظریات کو پڑھ لیں میں اپنی سابقہ گفتگو جاری رکھوں گا پھر ان شاء اللہ عزوجل ان تحاریر کا جواب تب تک امتیاز دیوبندی کوئی تحریر پیش کرنے کا مجاز نہیں ہو گا۔

منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب اپنے میری تحریر نہیں پڑھی۔ اب میری گزارش دونوں کے لیے یہ ہے ارسلان صاحب اپنی رات والی گفتگو جاری کریں۔

1۔ جب تک ایک فریق End نہیں لکھتا دوسرا گروپ میں کسی طرح میسج نہیں کر سکتا ہاں منتظم کو شکایت پرسنل میں کرے گا۔

2۔اب اگر امتیاز صاحب ایڈ من بننے کے بعد اپنے کوئی میسج گروپ میں کیا تو آپکی شکست تسلیم کی جائے گی میں پہلے ہی آپکو تنبیہ کر رہا ہوں۔

3۔ پیچھے جتنا تنازع ہوا اس کو دونوں فریق دوبارہ محل کلام ہر گز نہیں بنائیں گے۔

4۔اگر کسی فریق نے اپنے مد مقابل کو ایڈ من شپ سے ہٹایا یا اسکا میسج ڈیلیٹ کیا تو اسکی شکست تسلیم کی جائے گی۔

لہذا اب ارسلان صاحب اپنی گفتگو جاری کریں جب مکمل ہو تو اینڈ لکھیں۔

ارسلان صاحب اسے دوبارہ پڑھیں اور یہ بتائیں کہ آپ نے خلاف ورزی کہاں کی۔ابھی آتے ہی پہلے میسج میں آپ نے خلاف ورزی کی۔

عبید الرضا

محترم تحریر کے جواب ہیں یہ جو امور اس میں زیر بحث آئیں گے وہ تو ہوں گے اس میں خلاف ورزی کا کوئی امر نہیں۔ابھی مجھے گفتگو کرنے دیں گے یا آپ ان کی غلطیوں کو چھپانے میں لگے ہیں بس؟

منتظم مناظرہ

آپ صرف اپنی اس گفتگو کا جواب دیں جو دلائل سے متعلق ہے۔

پچھلے تنازعہ پر اب کلام کیا تو آپ شکست تسلیم ہو گی۔مہلت صرف ایک بار تنبیہ کر رہا ہوں تا کہ عذر نا ہو۔

عبید الرضا

تحاریر کا تر کی باتر کی جواب پیش کروں گا اس کی ترتیب یوں گی تب تک کوئی نہیں بولے گا۔

میری سابقہ گفتگو جو رہتی ہے پھر امتیاز نے جو تحاریر بھیجیں ان کا جواب تب تک آپ امتیاز صاحب کو پابند کریں گے۔

منتظم مناظرہ

پچھلی بات نا کریں بس ختم وہ بات آپ اپنی گفتگو جاری رکھیں دلائل سے متعلق، امتیاز صاحب آپ کا میسج نا آئے ارسلان کی باری ہے۔

امتیاز دیوبندی

شکست کا اعلان کریں محترم جناب حماد صاحب اوپر آپ نے کہا تھا اب ہر گز خلاف نہ کی جائے۔

منتظم مناظرہ

جی بلکل وہ پابند ہیں۔ ارسلان صاحب اب آخری دفعہ کہہ رہا ہوں پچھلے بات کیے بغیر گفتگو جاری کریں۔

1۔ جب ایک فریق گفتگو کرے گا دوسرے کو ایڈمن شپ سے ہٹایا جائے گا اینڈ لکھنے تک تو ابھی ارسلان صاحب ایڈمن ہوں گے صرف جب اینڈ لکھیں گے تو امتیاز صاحب ایڈمن بنیں گے اور جواب دیں گے۔

چار جزئیات لکھیں میں نے سب کے ساتھ شکست مشروط نہیں کی دیکھ لیں۔

ارسلان صاحب اب اگر اپنے پچھلے بات کی تو بلا مہلت شکست تسلیم کی جائے گی آپ کی اپنی گفتگو شروع کریں دلائل سے متعلق اب میری گزارش دونوں کے لیے یہ ہے۔ ارسلان صاحب اپنی رات والی گفتگو جاری کریں۔

1۔ جب تک ایک فریق End نہیں لکھتا دوسرا گروپ میں کسی طرح میسج نہیں کر سکتا ہاں منتظم کو شکایت پرسنل میں کرے گا۔

2۔ اب اگر امتیاز صاحب ایڈمن بننے کے بعد اپنے کوئی میسج گروپ میں کیا تو آپکی شکست تسلیم کی جائے گی میں پہلے ہی آپ کو تنبیہ کر رہا ہوں۔

3۔ پیچھے جتنا تنازع ہوا اس کو دونوں فریق دوبارہ محل کلام ہر گز نہیں بنائیں گے۔

4۔اگر کسی فریق نے اپنے مد مقابل کو ایڈ من شپ سے ہٹایا یا اسکا میسج ڈیلیٹ کیا تو اسکی شکست تسلیم کی جائے گی۔

لہذا اب ارسلان صاحب اپنی گفتگو جاری کریں جب مکمل ہو تو اینڈ لکھیں۔

تین نمبر شکست کے ساتھ مشروط نہیں ہے چار نمبر اور دو نمبر شکست کے ساتھ مشروط ہیں۔

ارسلان صاحب اپنی گفتگو جاری کریں آپ ایڈ من ہیں۔

عبید الرضا

اب موصوف یہ بتائیں صفات تکوینیہ جو مخلوق کے لئے مانے کیا وہ شرک جلی کا مرتکب ہوتا ہے؟

پھر صراطِ مستقیم میں امور تکوینیہ کو جو مخلوق کے لیے مانا گیا وہ شرک ہوا کہ نہیں؟

اب جسم گنبد خضریٰ میں ہے اور جسم مثالی کئی مقامات پہ ہے اس سے تعدد اجسام قطعالازم نہیں آتا

کروڑوں محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے پہ یہاں تم لوگوں کیوں فتوی نہیں جڑتے؟

تمھیں پہلے کہا کئی جہات ہونے سے کبھی تضاد لازم نہیں آتا۔

تم حیات النبی ﷺ کی عذاب قبر کی جہات بیان کرو پھر تمہارے قائم کردہ اصول سے اسے تضاد کا پلندہ ثابت کرتا ہوں۔

مثل کف دست دیکھنا یہ بھی ظنی امر ہے۔

بیک وقت کئی مقام پہ ہونا یہ بھی ظنی امر ہے۔

وگرنہ تھانوی کے مطابق ایک بزرگ تیس شہروں میں شب باش ہوتا ہے۔

امتیاز کے نزدیک یہ صفت اللہ جل شانہ کی ہے۔

ایک تو یہ اللہ جل شانہ کہ ذات کو مقید کر کے اور مقسم مان کے کفر کر چکا،

پھر تھانوی ان مجذوب کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر مشرک ہوا۔

دعوی واضح ہے کہ ہمیں وضاحت دینے کی ضرورت نہیں کجی روی تیری ہے ہم عوام کو بتا رہے ہیں وگرنہ دعوی توحید اتنا واضح ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کیوں اس پہ دلائل دیتے رہے؟

یہ بچگانہ اعتراض تیری کم علمی کو ظاہر کرتا ہے۔

اور اصطلاحات سے بھاگنا واضح ہے کہ تم کو معلوم ہے اگر اصطلاحات پہ گفتگو کہ تو پورا دیوبندی مذہب دھڑام ہو جائے گا۔ ہم اصطلاحات میں نہیں الجھے بلکہ تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔

اب تم ایک متنازع عقیدہ کو قطعی و ظنی کی اصطلاحات سے بچاتے ہو اور توحید کو مجروح کرتے ہو تو ہمارے نظریہ حاضر و ناظر سے ایک ماشہ برابر توحید پہ زد نہیں آتی۔

بلکہ تمہاری سوچ کے مطابق معاذ اللہ توحید ملیامیٹ ہوتی ہے۔

حیات النبی ﷺ کو اس میں لانا غیر علمی چال نہیں بلکہ اصطلاحات کی پابندی ہے۔

اسکا تعلق براہ راست حاضر و ناظر کی بحث سے ہے۔

بار بار شرائط مناظرہ سے خود انحراف کر رہے ہو الزام ہمیں دے رہے ہو۔

باقی تمہیں شمہ برابر سمجھ نہیں آ رہی۔

تنقیحات سے ہم نے انکار نہیں کیا تم ابھی تک تنقیحات کے نام پہ گفتگو کو طول دے رہے ہو۔

سب سے اول تو ہمارے لوازم پہ فتوی شرک عائد نہیں ہوتا تمہارے لوازم پہ شرک ضرور عائد ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کو تیس شہروں میں حاضر مانو شرک نہ ہو؟

پیر کو مرید کے ساتھ ہر وقت حاضر وناظر مانو شرک نہ ہو؟

ذات الہی کو تم نے مقید کیا یہ کفر نہیں؟

نبی پاک ﷺ کے لئے صرف "ص" لکھو پورا درود نہ لکھو اس پہ بھی تو گھر کے فتوؤں سے گستاخ و بے ادب ہو چکے ہو۔

عبد الحفیظ کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی روح اللہ لکھتا ہے:

" محض اسم مبارک تحریر کرنا اور صلوۃ و سلام نہ لکھنا بڑی گستاخی اور بڑی محرومی ہے۔ یہ سارے حوالہ جات ہب النسیم کے ہیں اس کا نام ہب النسیم۔۔ مولانا اشر فعلی تھانوی۔۔نے ہی رکھا تھا مزید براں اس پر۔ محمد اعزاز علی صاحب۔۔اور۔۔ مفتی محمد شفیع۔۔کی تقریظیں موجود ہیں۔"

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ و کراہت صلعم صللم ص106 مکتبہ عمر فاروق)

نوٹ: اس حوالے سے (۱) دیوبندی اشر علی (۲) اعزاز علی (۳) محمد شفیع (۴) روح اللہ (۵) نظام الدین شامزئی (٦) الیاس گھمن کا پیر متفق ہیں"

اب یہ اپنے گھر کے فتوے سے بے ادب و گستاخ ہو چکے ہیں۔

منتظم مناظرہ

موضوع سے انحراف نا کریں۔ نام اقدس کے ساتھ " ص" پر اعتراض کا محل یہ نہیں۔

عبید الرضا

اگر دو جہتیں تسلیم کرنا آپ کے نزدیک تضاد ہے تو بتائیں نانوتوی کے نزدیک نبی پاک ﷺ کی روح کا بدن سے اخراج نہیں ہوا جبکہ امت کا اجماع ہے کہ اخراج ہوا اب یہاں کیا جواب دیں گے ؟ اسے تضاد کا نام دیں گے ؟

پھر نبی پاک ﷺ کو حیات دنیوی حاصل ہے یا برزخی اس کی جہات بیان ہوئی ہیں اب اسے تضاد کا نام دیں گے یا جہات کا؟

مماتیوں سے مناظرے کے وقت بریلوی بن جاتے ہو اور بریلویوں سے مناظرے کے وقت مماتی ایسے نہیں چلے گا؟

دیوبندی تضادات کا نام دے رہا ہے حالانکہ ہم نے واضح کیا یہ جہات ہے اس تضاد کا نام دینا تمہاری سوچ کا تضاد ہے۔

پھر تضادات اگر بالفرض ہوں بھی تو دیکھو ابو ایوب دیوبندی کیا کہتا ہے:

اب بقول ابو ایوب ان کے پاس ایک ہی حربہ رہ جاتا ہے کہ:

"علماء اہل سنت کی وہ عبارات تلاش کریں جن میں تضاد پایا جاتا ہو"

پھر بقول ابو ایوب "ان عبارات میں تو تضاد نہیں ہوتا بلکہ وہابیہ کی موٹی عقل اور تعصب کا کوئی علاج نہیں"

اگر کسی نے اپنی تحقیق کی بنا پہ کوئی رائے قائم کر دی تو بقول ابو ایوب:

"یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں"

باقی چارپائی کے نیچے جھاڑو پھیریں یہ جملے آپ کے گھر کے ہیں اسے بازاری جملہ آپ نے خود کہا لہذا مبارک ہو آپ نے تسلیم کر لیا کہ آپ کے گھر والے بازاری زبان استعمال کرتے ہیں۔

اب میں ہر ہر جز کی تفصیل بیان کروں گا بے فکر رہیں۔ مزے اب آپ لیں۔

اب کی ٹرن مقید نہیں تھی اب اصولی طور پہ میری ٹرن ہے جو مقید نہیں لہذا برداشت کریں اب تضادات ہمارے دعوی میں نہیں بقول ابوایوب تماری عقل میں تضاد ہے۔

اب بونگیاں کون مار رہاہے سب دیکھ چکے تمہارے عقیدے سے تو توحید بھی محفوظ نہ رہی جسم اقدس گنبد خضرا میں ہی ہے۔

بیک وقت کئی مقام پہ جلوہ فرماہونا جسم مثالی کی صورت میں ہے جیسے تھانوی نے نانوتوی کے واقعے میں خود تسلیم کیا۔ کہ دیوبند میں وہ جسم مثالی کے ساتھ آئے اور تصرف کس نے کیا روح نے

اب بتایا جائے نانوتوی کے کئی جسم لازم آئے؟

قبر میں نانوتوی کی لاش تھی یا نہیں؟

پھر ایک بزرگ مجذوب بیک وقت تیس شہروں میں جمعہ پڑھیں کیا یہ توحید کے متصادم نہیں؟ کتنے جسم ان کے لازم آئے؟

وہ جسم مثالی تھا کہ جسم حقیقی؟

کیا جسم مثالی نماز کا مقید ہوتا ہے؟

اگر شے جامد کہیں حرکت کر کے جائے تو جائز اگر متحرک شے جائے تو کیوں کر شرک ہو گا؟

اب یہ امکان جمع بین المتضادین تھانوی صاحب جمع کر کے محال عقلی کو وقوع بنا چکے ہیں۔

تھانوی صاحب کہتے ہیں:

"ہم نے قلندریہ کو دیکھاہے اور سناہے کہ ان کو ترک فرائض میں ذرا باک نہیں تھا جیسے کہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی و خوجہ کرک کرئی قلندر و غیرہ وغیرہ اور ہم نے خود دیکھاہے کہ شیخ حسین سرہرپوری پھر

جونپوری قلندر سارے فرائض کے تارک تھے باوجودیکہ بڑے زبردست عالم۔تھے اور حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ شیخ محمد فخر الدین جونپوری سے ہم نے کہا کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے شیخ مذکور نے فرمایاہم نہیں کہہ سکتے کہ حسین نماز نہیں پڑھتے شیخ حسین وہ خداوندی کے ایک مردشہ سوار ہیں لیکن انکاطریق قلندریہ ہے اور ہمارا طریق تصوف"

(بوادر النوادر ص399)

اس کے آگے لکھتاہے:

"عزیز من قلندریہ کابظاہر فرائض ترک کرنایاتواس وجہ سے حق تعالی سبحانہ وتعالی نے انکومرتبہ روحی عطافرمایاہے اور قدرت دی ہے کہ یہ سبب تجسد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک وقت میں چند جگہ ظاہر ہوں پس اگر کسی مقام میں ترک فرائض ان سے معلوم ہو تو ممکن ہے کہ اسی وقت دوسرے مقام میں (دوسرے جسد سے) فرائض ادا کر لیتے ہوں"

(بوادر النوادر ص399)

لیجئے جناب! اس عبارت کوبار بار پڑھیں ہوش بگوش پڑھیں اور جو تنقیح آپ ہم سے طلب کر رہے ہیں وہ تھانوی صاحب سے کیجئے کیونکہ موصوف نے قلندریہ کے لئے ایک جسم نہیں کئی جسم تسلیم کئے ہیں اور ایک مقام پہ نہیں کئی مقامات پہ تسلیم کئے ہیں اب آپ ارشاد فرمائیں روح عبادت کی مکلف ہوتی ہے؟

جسم مثالی عبادت کامکلف ہے؟

پھر تھانوی صاحب نے جو کہا"دوسرے جسد سے فرائض ادا کر لیتے ہیں" یہ ایک بزرگ کے کتنے جسم تسلیم کر رہے ہیں؟ پھر ان کے لئے تسلیم کیاجارہاہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو قدرت بخشی ہے کہ ایک حالت میں ایک وقت میں چند جگہ ظاہر ہوں یہ شرک نہیں تو آپ کے نزدیک کیاہے؟

پھر یہی تھانوی صاحب آپ پہ مزید قیامت کبرا قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ (محمد خضرمی مجذوب) ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھاہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔"

(جمال الاولیاء ص253)

اب یہاں ارشاد فرمائیں کہ بیک وقت تیس شہروں میں جو نماز جمعہ ادافرماتے یہ جسم مثالی کہ ساتھ تھا کہ جسم حقیقی کے ساتھ؟ کئی کئی شہروں میں بیک وقت شب باشی یہ جسم مثالی کے ساتھ کہ جسم حقیقی کے ساتھ؟

اب دیکھتے ہیں شرک کی توپ سے کتنے گولے تھانوی پہ برستے ہیں؟

یہی "در توجیہ زیارت کعبہ حسناء بعضے اولیاءرا" کے تحت لکھتا ہے:

"اگر بیت معظم کسی مقبول امتی کے لئے حرکت کرے تو کیا استبعاد ہے"

(بوادر النوادر ص56)

مزید لکھتا ہے:

"سو جنت جو کہ حق تعالیٰ کے تجلی خاص کادار ہے حدیث نمبر4 میں اُس کا مشتاق ہونا بعض امتیان مقبولین کی طرف وارد ہے تو کعبہ کا اشتیاق بھی کسی مقبول امتی کی طرف کیا مستبعد ہے پس ان حدیثوں سے خود زیارت وطواف کا استبعاد تو دفع ہو گیا"

آگے لکھتا ہے:

"کہ بحث نقلی تھی اب صرف یہ بحث عقلی باقی رہی کہ خانہ کعبہ اتنا بھاری جسم ہے یہ کیسے منتقل ہو سکتا ہے سو اول تو ان اللہ علی کل شی قدیر میں اس کا جواب عام موجود ہے۔ دوسرے (حدیث نمبر7) کے ضمیمہ میں جواب خاص بھی

ہے جو خصائص کبری جلد اول (ص160) میں نقل کیا ہے بتخرج احمد وابن ابي شيبة والنسائي والبزاز والطبرانی وابی نعیم بسند صحیح اور یہ سب گفتگو قول اوّل کے متعلق تھی۔ رہا قول ثانی کہ یہ ناممکن ہے استفسار یہ ہے کہ آیا عقلاً ناممکن ہے یا شرعاً یا عادۃ اول کا انتفاء ظاہر ہے اگر شق ثانی ہے۔ تو معترض کے ذمہ اس کا ثبوت ہے"

(بوادر النوادر ص56)

اب تھانوی نے تو دلیل نقلی و عقلی سے اس کا وقوع مانا کہ کعبہ بعضے بزرگوں کی زیارت کو جاتا ہے اور کہتا ہے جو اسکا انکار کرے اس کے ذمہ دلیل ہے اگر نبی پاک ﷺ کئی مقامات پہ حاضر ہوں تو کچھ بعید نہیں۔

تھانوی مزید لکھتا ہے:

"اب ایک شبہ باقی ہے وہ یہ کہ جس اسکی مکذب ہے کیونکہ تاریخ میں کہیں منقول نہیں کہ کعبہ اپنی جگہ سے غائب ہوا ہو سو ایسا ہی شبہ حدیث سابع کے ضمیمہ میں ہوتا ہے سو جو اُس کا جواب ہے وہی اس کا جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اُس وقت اتفاق سے کعبہ کا دیکھنے والا کوئی نہ ہو اذا اراد اللہ تعالیٰ شیئاً ھیل واسبابہ اور یہ اُس وقت ہے جب یہی جسم منتقل ہوا ہو ورنہ اقرب یہ ہے کہ کعبہ کی حقیقت مثالیہ اس حکم کا محکوم علیہ ہے جس طرح حدیث (نمبر 2) میں آپ نے بلال رضہ کی مثال کو دیکھا تھا۔ ورنہ بلال رضہ یقیناً اُس وقت زمین پر تھے"

(بوادر النوادر ص57)

لیجئے جناب!

اب تھانوی صاحب پہ فتووں کی بوچھاڑ کیجیے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مثال اس نے بیان کی کہ آپ ایک وقت میں زمین پہ بھی تھے اور عرش پہ بھی لہذا جو فتوی آپ ہم پہ لگاتے ہیں اولا آپ کو چاہئے اس میں سے کچھ حصہ تھانوی کو دیں۔

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القاء کرے گی۔ مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

(امداد السلوک ص10، الشہاب الثاقب ص61،62، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

اس عبارت میں حسب ذیل فائدے ہیں۔

1۔ پیر کا مریدوں کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔

2۔ مرید کا تصور شیخ میں رہنا

3۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔

4۔ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

5۔ پیر مرید کو القا کرتا رہے۔

6۔ پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔

اب یہاں پیر کی روحانیت کا عالم دیکھیں کہ پیر تو ان چھ صفات کا حامل ہو گیا مگر رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ صفات ماننا وہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا۔

اب موصوف کو اگر حاضر و ناظر کا پوچھنا ہی تھا تو جا کے گنگوہی کی قبر پہ جا کر اس سے سوال کرتا کہ "روحانیت" کیا ہے ؟

پھر آپ کے بزرگ اہل حدیثوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حاضر ناظر کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ غیر مقلدین نبی کریم ﷺ کو حاضر مانتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:

"بعض عارفین کا قول ہے تشہد میں ایھا النبی کا یہ خطاب ممکنات اور موجودات کی ذات میں حقیقت محمدیہ کے سرایت کرنے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں"

(مسک الختام ص244)

(المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ ص214)

موصوف یہاں کہہ رہے ہیں یہ صوفیانہ خرافات ہیں۔ تو موصوف مناظر کو چاہئے ان صوفیاء پہ حکم کفر شرک جڑ دیں۔ قطعی و ظنی کے نام سے کون فرار ہو رہا ہے سب دیکھ چکے ہیں۔

جب حیات النبی ﷺ پہ مناظرہ ہو مماتیوں سے تو یہ دیوبندی بریلوی بن جاتے ہیں جاتے بریلوی جماعت سے مناظرہ ہو تو یہ مماتی بن جاتے ہیں۔ چلو تم جسم سے ماننے کو اشتراک تسلیم نہیں کرتے ؟

ناظرین دیکھ لیں موصوف مناظر کیا کہہ گئے۔

تم ظنی سمجھتے کس چیز کو ہو ؟ صفت ظنی ہوتی ہے کیا یا نظریہ ظنی ہوتا ہے جب تمہیں یہ فرق معلوم نہیں تو مناظرہ کرنے کیسے آ گئے ؟

دوغلا پن نہ کریں جو مماتیوں کے خلاف ظنی و قطعی مانتے ہو ہمارے مقابل آ کے مماتی کیوں بن جاتے ہو ؟

لامکان ذات کے لئے جسمانی انتقال کا عقیدہ کون رکھتا ہے؟

یہ عقیدہ اہلسنت کا نہیں تمہارا ہے جو کہ کفر ہے جو اللہ جل شانہ کے لئے انتقال تسلیم کرے وہ کون ہوتا ہے؟

اللہ جل شانہ ہی لامکان ہے۔

نبی پاک ﷺ کے لئے کل مکان ہے۔

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جسکا مکاں نہیں

جب اللہ جل شانہ کے لئے مکان ثابت نہیں وہ لامکان تو تمثیل کیسی؟

کفر صریح تو اس ذات لامکان کے لئے انتقال ماننا ہے جو تم کر چکے۔

تم قطعی و ظنی سے بھاگ کر اصل موضوع سے بھاگ رہے ہو تمہیں ہے اگر ان اصطلاحات کی تشریح کی جانب آئے تو تمہاری گنگا الٹی بہنا شروع ہو جائے گی۔

ہم نے پہلے کہہ دیا نہ اس کے منکر کی تکفیر نہ تضلیل پھر اکسانا کیسا؟ فضولیات میں وقت برباد کر رہے ہو

دیوبندی محمد عثمان اس شخص کا ری ایکٹ دیکھ کے اسے ریموو کریں ورنہ میں خود اسے ریموو کر رہا ہوں۔

دیابنہ کے اتہامات کا رد

1۔ نبی پاک ﷺ کا جسم اقدس روضہ انور میں ہے کئی وقت پہ آپ کا موجود ہونا ممکن ہے۔

جواب: جیسے اوپر دلائل سے پیش کر چکا کہ تھانوی ایک بزرگ کو تیس شہروں میں حاضر و ناظر مانا۔

پھر قلندریہ کو کئی مقامات پہ حاضر مانا۔

اب یہ بزرگوں کو امام الانبیاء سے بڑھانا ہوا کہ نہیں؟

بار بار اپنی تربیت کا مظاہرہ کرنے پہ ریمو و کیا گیا امید ہے حماد بھائی بھی رضامندی ظاہر کریں گے۔

2 ۔ جسم ہر جگہ نہیں مگر مشاہدہ ہر جگہ۔

جواب: یہ بچگانہ بات ویسے ذیب نہیں دیتی تھی تمہیں سورج کا جسم ایک ہے روشنی ہر جگہ دیتا ہے۔

تیرے گنگوہی کا پیر ایک ہے مگر ہر مرید کے ساتھ اس کی روحانیت اگر یہ شرک نہیں تو نبی پاک ﷺ سے تم نے اپنے پیروں ہو بڑھا دیا کہ نہیں؟

موصوف کے حکیم الاسلام کی چند تصریحات آپ کے سامنے بھی رکھتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ امتیاز اور اس کے والد ساجد جس کی کتاب سامنے رکھ کے یہ مناظر بنا بیٹھا ہے کو اپنے گھر کی کتب سے کتنی شناسائی ہے قاری طیب دیوبندی لکھتا ہے:

"کتاب و سنت میں بڑے بڑے دقیق مسائل جیسے ذات و صفات حشر و نشر، جنت و نار، میزان و صراط وغیرہ کو مثالوں ہی سے سمجھایا گیا ہے حجت و برہان سے نہیں کہ یہ استدلالی راستہ خالی امور کے سمجھنے سمجھانے کا ہے ہی نہیں اور بے کیف انسان کیفیات کو محض لفظی ہیر پھیر سے سمجھ ہی نہیں سکتا۔"

(آفتاب نبوت ص 15)

اب اس عبارت کو بار بار دیکھیں کہ ذات و صفات، حشر و نشر، جنت و نار، میزان و صراط جو کہ ضروریات دین سے ہیں ان کو سمجھانے کے لئے قاری طیب کے بقول مثالیں بیان کی گئیں خود قاری طیب نے قطعی مسئلہ ختم نبوت سمجھانے کے "آفتاب" کو ہی چنا اور پوری کتاب اسی پہ لکھی۔

آگے چل کے لکھتا ہے:

"اس سے واضح ہے کہ سراج منیر سے حضور کو آفتاب سے تشبیہہ دیا جانا لغت کے عین مطابق ہے، تفاسیر کو دیکھا جائے تو ان کی رو سے بھی سراج کے معنی چراغ اور آفتاب دونوں کے لئے جاسکتے ہیں۔"

(آفتاب نبوت ص 24)

آخر کتاب میں لکھتا ہے:

"طلوع آفتاب کے بعد دن میں صرف آفتاب ہی مفید خلائق اور کار گذار ثابت ہو سکتا ہے۔ دن میں ستاروں کا کام نہیں رہتا کہ رہنمائی کا کام کر سکیں، مہر حال اس تمثیل سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا تاریخ الادیان ہونا اور اپنے دورہ میں اس میں نجات کا منحصر ہونا اور اسکا اسی مشینی تمدن اور عالمی مدنیت کے دورہ میں آنا اس تمثیل سے ثابت ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آفتاب نبوت بشری ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہو گا کہیں بلاواسطہ اور کہیں بالواسط روشنی اس کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔

اول ما خلق اللہ نوری کنت نبیا وادم بین الماء والطین انا اول من تشق منه الغبراء۔ انا أول من یفتح باب الجنه فانا اللبنة و انا خاتم النبیین

سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا میں اس وقت بھی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان میں تھے اور ان کے ڈھانچے کا خمیر ہی کیا جارہا تھا، سب سے پہلے میں ہی قبر سے اٹھوں گا۔ سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھولونگا۔

پس میں ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ غرض بشری ازل سے بشری ابد تک اولیت کے ساتھ اور خاتمیت کے ساتھ یہی نور چمکتا رہا اور چمکتا رہے گا نہ اسکے لئے انتہا ہے نہ اختتام اور اسی کے فیضان سے کائنات چمکتی رہی اور مختلف روپوں میں چمکتی رہے گی"

(آفتاب نبوت ص239)

لیجئے جناب! اب اگر آپ کو روحانیت و نورانیت کی سمجھ نہیں آئی تو ہم افسوس ہی کر سکتے ہیں آپ کے باپ نے تو واضح کر دیا حضور ﷺ کی نورانیت کو اختتام نہیں کائنات انہی کی وجہ سے قائم ہے اب یہ ہے روحانیت و نورانیت مصطفی ﷺ۔

علامہ سعید احمد اسد صاحب اس کی توضیح بیان فرماتے ہیں:

"ہم اہل سنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی نہیں کرتے۔ ہم یہ دعوی کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضری میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔"

(مسئلہ حاضر و ناظر ص6)

اب یہاں دیکھیں کہ سعید احمد اسد صاحب نے وضاحت بیان فرمادی کہ نبی پاک ﷺ کا جسد اقدس گنبد خضری میں جلوہ گر ہے لیکن حضور ﷺ اپنی روحانیت، نورانیت اور علمیت کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں۔

جیسے قاری طیب نے آفتاب کی مثال بیان کر کے ختم نبوت کا عقیدہ سمجھایا جو قطعیات سے ہے تو اہلسنت کے نزدیک تو حاضر و ناظر کا مسئلہ ظنیات میں سے ہے۔

3۔ حاضر و ناظر کے منکر پہ فتاوی تکفیر۔

جواب: ظنی دعویٰ حیات النبی کے بارے میں مگر منکر کی تکفیر ابو جہل سے بھی سخت کی اسکا کیا بنے گا؟

صفات الٰہیہ جیسے اوصاف تب ہوتے جب اللہ جل شانہ کے لئے تو انتقال ثابت کرتا

لہذا آئیں بائیں نہ جائیں سید ھا مدعے پہ آئیں۔

4۔لامکان کی صفت اللہ جل شانہ کی ہے مخلوق کی نہیں۔

جواب: مکان مخلوق کے لئے ہیں لہذا اشتراک والا دعویٰ باطل ہوا۔

5 ۔صفات الٰہیہ کو مخلوقات کے لئے ماننا شرک ہے کیا؟

جواب: کیا صفات الٰہی کا مخلوق میں تسلیم کرنا شرک ہے ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تواتر سے "**اللہ رسولہ اعلم**" کہنا ثابت ہے اب وہابیہ کیا اس پہ بھی شرک کے فتوے جڑیں گے ؟

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ-وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ-اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ

سورۃالتوبہ(59)

ترجمہ: کنزالایمان

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اللہ جل شانہ اپنی جانب بھی اٰتٰىهُمُ کی نسبت فرما رہا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کی جانب بھی اب وہابیہ قرآن کریم پہ بھی شرک کے فتوے لگائیں گے ؟

فضل کی نسبت اپنی طرف بھی پھر اپنے رسول ﷺ کی طرف بھی اب یہاں بھی وہابیہ کی شرک کی فیکٹری کھلے گی؟

پھر قرآن مجید نے وہابیہ پہ کیسا قہر گرایا دیکھیں سورۃ التوبہ آیت نمبر 74 دیکھیں

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

اب اَغْنٰىهُمُ اور فَضْلِهٖ ۚ کی نسبت کو دیکھیں قوم وہابیہ پہ قہر عظیم گرا ان کے شرک کے فتوؤں سے تو قرآن مجید بھی معاذ اللہ محفوظ نہ رہا۔

اب وہابیہ جن کو ثالث مان چکے وہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت ج 1 ص 15 پہ فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٍ.

"وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے"۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ سبحانہ و تعالی نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء منجملہ اسماء حسنی بھی ہیں اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالی اپنے حبیب مسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ دار بنایا۔ اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالی کے تمام اسماء صفات سے متخلق و متصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا۔ مثلا نور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول آخر ظاہر باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

التوبہ (128)

اب رؤف ور حیم صفات الٰہی ہیں لیکن اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس سے متصف فرمایا

پھر فرمایا:

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

سورۃ مریم (19)

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو جبرائیل علیہ السلام پہ بھی جا کے لگیں گے جو مریم علیہ السلام کو کو کہہ رہے ہیں میں تجھے ستھرا بیٹا دوں گا۔

پھر فرمایا:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ

سورۃ السجدہ 11

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو عزرائیل علیہ السلام پہ بھی لگیں گے۔

خیر اس پہ دلائل کثیر موجود ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنی صفات سے بندوں کو متصف فرمایا اب اگر وہابیہ کو شرک کے فتوے لگانے کا شوق ہے تو پہلے جا کے ان آیات بینات پہ فتوے لگائیں العیاذ باللہ۔ وہابیہ سے بعید نہیں کہ وہ یہ بھی کر گزریں۔

6۔ منکر کی تکفیر و تضلیل کیوں نہیں کرتے؟

جواب: عقیدہ ظنی ہے تو حکم بھی ظنی والا میں نے تجھ سے پوچھا تھا۔

قطعی کی اقسام و ظنی کی اقسام بیان کر۔

قطعی کی کس قسم کے منکر کا حکم کیا ہے الگ الگ بیان کر۔

ظنی کے منکر کا حکم الگ الگ بمطابق اقسام بیان کر۔

حیات النبی ﷺ کے منکر کے بارے میں اپنا موقف یہاں بیان کرو تا کہ میں یہ آپ کی خوش فہمی بھی دور کر دوں۔

حیات النبی ﷺ کو تم لوگوں کہا ظنی مگر دفاع قطعی سے بڑھ کے کر رہے ہو تو خود اسی جرم کا ارتکاب کر چکے۔

7۔ متعدد امکنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: متعدد امکنہ سے مراد اوپر بیان ہو چکی ایک مجذوب کے تیس شہروں میں ہونے قلندریہ کے مختلف شہروں میں ہونے کا جو جواب وہاں دو گے وہی یہاں قبول کرنا؟

پھر متعدد امکنہ پر جلوہ فرما ہونا شرک کیسے ہو گا کیا تعدد اجسام اللہ جل شانہ کے لئے مثالی مانو گے؟

8۔ ظنی پہ قطعی طرح ہم نے کوئی غلو نہیں کیا؟

جواب: اوپر واضح کر چکے منکر کی نہ تکفیر نہ تضلیل پھر الزام غلو، غلو تو دیوبندی حیات النبی ﷺ پہ کرتے ہیں عقیدے کو ظنی کہہ کر غلو قطعیات بڑھ کے ہے۔

9۔ علمی اصطلاحات ہماری دلیل ہیں نہ کہ راہ فرار۔

جواب: اگر یہ راہ فرار ہے تو مماتیوں سے گفتگو کے وقت تم خود بھاگتے ہو پھر؟

10۔ یہ تعریف تمہاری پیش کردہ ہے۔

جواب: ہماری تعریف کردہ نہیں تمہارے گھر سے پیش کی ہیں جس کے تم یہاں مماتیوں کی طرح منکر بنے بیٹھے ہو۔ فضائل کی تعریف کرو اگر یہ صفت خاصہ ہے تمہارے پیر شیطان کو حاضر وناظر مان کر مشرک ٹھہرے کہ نہ ٹھہرے؟

ایک مجذوب کو بیک وقت کئی شہروں میں حاضر وناظر ماننے کے بعد تم کہاں سے مسلمان رہے؟

11۔ شرائط مناظرہ سے آپ نے انحراف کیا۔

جواب: شرائط مناظرہ سے کس نے انحراف کیا سب نے دیکھا۔

12۔ آپ نے مماتیوں کو بطور ڈھال استعمال کیا۔

جواب: مماتیوں پہ اعتراض بطور ڈھال نہیں بلکہ تمہیں تمہارے اصول کا پابند کر رہا ہوں کہ دوغلا پن نہ کرو

13۔ آپ الزامی مناظرہ چھیڑ رہے ہیں۔

جواب: سائل بن کے ہم الزامی مناظرہ نہیں چھیڑ رہے اپنی عادت ہمیں نہ بتاؤ تضاد تضاد کی رٹ یہ الزامی مناظرہ و مجادلہ نہیں تو کیا ہے۔ تمہارا خصم اس وقت دعوی بیان کر چکا تو اس پہ کلام کی جرات نہ ہوئی

الفاظ کی ہیر پھیر کے سوا کچھ نہیں اوپر تفصیل سے اس پہ کلام ہو چکا امتیاز تکرار کر کے شاید ثابت کرنا چاہتا ہے وہ بڑا علمی بندہ ہے اس کے علم کی قلعی کھل گئی ہے۔

موصوف نے دعوی کیا کہ ہم اہلسنت معاذ اللہ حقیقتاً صفات الٰہی مخلوق میں ثابت کرتے ہیں ان کو قیامت تک کی مہلت ہے اس پہ ایک مستند دلیل پیش کریں ورنہ اپنے کذب پہ توبہ کریں۔

تمہارا کفر تو یہ تم نے اللہ جل شانہ کے لئے انتقال مانا ہے پہلے تو متعدد مکانات میں مقامات پہ بمع جسم کے ہونا اگر شرک ہے تو پہلے یہ صفت الہی ثابت کرو۔

مگر نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

اب لیں ہم نے الزامایہ سوال کیا اور یہ اس کو ہمارا نظریہ سمجھ بیٹھے مفتی صاحب الزامی سوال یا جواب خصم کا نظریہ نہیں ہوتا۔ یہ سوال تم لوگوں کا تھا کہ جب کسی اور مقام پہ جائیں گے تو اصل مقام پہ جسم نہ ہو گا۔

تو یہ شان تم (متعدد جگہ پہ متعدد اجسام کے ساتھ ہونا) نے اللہ کے لئے مانی اور کفر کا ارتکاب کیا۔

اگر یہ شرک ہے تو اس صفت کا ثبوت اللہ جل شانہ کے لئے کرنا لازم ورنہ فتوی شرک باطل۔

نبی پاک ﷺ کے لئے ہر وقت ہر جگہ ہم نے نہ دعوی کیا نہ ہمارا موقف۔

پھر کہنا کہ اعلان ربوبیت ہے یہ بھی الزام ہے جس سے برات کرنا بھی تیرے ذمہ۔

پھر اہلسنت جسم ساتھ ہر جگہ ہونے کے قائل نہیں ہم تفصیل سے گفتگو کر چکے۔

اسکا تعلق روحانیت و نورانیت سے ہے۔

تعددی ذوات والے عذر لنگ کو ہم آفتاب نبوت قاری طیب سے ڈھا چکے ہیں۔

نہ اس سے عقیدہ حلول لازم آتا ہے نہ تعددی اجسام حقیقی و گرنہ مجذوب کے واقعے میں تیس اجسام کیا امتیاز ماننے کو تیار ہے؟

تمہاری محدودیت فہم کی ہے اگر وسعت ہوتی تو اب تک تسلیم کر چکے ہوتے۔

اہلسنت کا نظریہ ہے کہ اللہ جل شانہ مکان سے پاک ہے اب ہر جگہ یہ مکان ہے جبکہ گھمن صاحب کیا کہتے ہیں اب ان کے فہم کی الجھن کو دیکھیں جن کی قرآن فہمی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ وہ سر گوشی کرنے والے میں اللہ کو ایسے موجود مانتے ہی جیسے عام لوگ ہو۔

جب اعتراض کا محل باطل تو اپنے اعتراضات کے محل کو دیکھو۔

ہم ان کا بطلان واضح کر چکے اب جو اللہ جل شانہ کے لئے ذاتی وجود تسلیم کرے اسکا کیا حکم ہے ؟

ہماری دلیل الٹی نہیں تمہارے فتوی شرک کو کاٹ رہی ہے۔

اللہ جل شانہ جسم سے پاک انبیاء اجسام رکھتے ہیں۔

اللہ جل شانہ کے لئے کہنا کہ وہ متعدد مقامات پہ بمع جسم العیاذ باللہ موجود ہے کہنا جائز ہو گا کیا؟

یا یہ شان مخلوق کی ہے ؟ اگر اسے تم شرک کہتے ہو تو یہ شان بھی خالق کی ثابت کرو۔

لو جی اب موصوف نے عذاب قبر، سماع موتی کو ظنیات سے کہا۔

اس کو اگر یہ قطعیات سے بڑھ کے اہمیت دیں گے تو بقول ان کے شرک ہو گا کہ نہیں ؟

اب جب یہ ان امور کو ظنیات میں شمار کر چکے تو ان کے منکر کو کافر و مرتد کہنا کیسا ہو گا؟

یعنی جن دیوبندیوں نے فروعی مسئلہ عذاب قبر حیات النبی کو ایسے بیان کیا کہ منکر ان کا ابو جہل وابو لہب سے بدتر ہے انہوں نے آپ کے قاعدے کے مطابق شرک کا ارتکاب کیا۔

ہم نے صفات الٰہی کو حقیقتاً مخلوق کے لئے تسلیم نہ کیا۔

مجازاً صفات کو تسلیم کیا قرآن مجید سے اس پہ دلائل پیش کر چکا۔

علم الکلام کے مبادیات سے تمہاری آگہی نظر آگئی اللہ جل شانہ کا کذب عقلا محال تو امکان کا قول کر کے ویسے ہی تم لوگ گمراہی پھیلا چکے ہو۔

الٰہی صفات کو ذاتی طور پہ کوئی مخلوق کے لئے نہیں مانتا نہ مطلقا کوئی تصرف مانتا ہے نہ کوئی وصف ذاتی تسلیم کرتا ہے۔

اپنے اس الزام کو اپنے پاس رکھ کے شرک کا فتوی تھانوی و گنگوہی پہ دیجئے۔

کثرت مکان والی رٹ کا تفصیلاً جواب دے چکا۔

اللہ جل شانہ کے حاضر و ناظر ہونے پہ آگے تفصیلا کلام آرہاہے۔

ہمارے کسی اکابر نے اگر ایسا لکھا تو پہلی بات کسی کی ذاتی رائے حجت نہیں ہوتی۔

جیسے ساجد خان نے امام غزالی کی ذاتی رائے یزید سے متعلق رد کر دی۔

پھر ابن تیمیہ کے کئی تفردات سرفراز گکھڑوی نے گنوائے۔

پھر اگر کسی نے ایسا کہا بھی تو ہم پہلے کہہ چکے یہ باب الفضائل وظنیات سے ہے۔

علامہ اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے عقیدے کی توضیح بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا یہ معنی ہرگز نہیں ازاںہ وھم وھابیہ دیوبند یعنی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر ایک کے سامنے ہر جگہ موجود ہے اور چل پھر رہی ہے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے ہر جزو میں موجود ہوتی ہیں۔ اسی طرح روح دوعالم ﷺ کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری وساری ہے جس کی بناء پر حضور ﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرماہوتے ہیں۔ اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے آپکی زیارت کرتے رہتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی انہیں اپنی نظر عنایت سے محظوظ فرماتے ہیں"

دلوں کا چین ص 13

حاضر و ناظر کا ثبوت ص 5

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حاضر وناظر ہونے کا وہی مفہوم ہے جو ہم بیان کر آئے کہ آپ اپنی روحانیت ونورانیت کے لحاظ سے حاضر وناظر ہیں نہ جسم بشری کے لحاظ سے ہر جگہ ہر وقت حاضر و نظر ہیں۔

پھر اویسی صاحب دلوں کا چین ص 14 پہ ہی اس امر کو بہتان عظیم کہہ کے سرفراز گکھڑوی کے اتہامات کا رد فرمارہے ہیں۔

اب اصول الشاشی کا قاعدہ امتیاز دیوبندی صاحب ہمیں سمجھا رہے تھے اب وہ قاعدہ انکو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

مولانا اویسی صاحب کی عبارت تمہارے عقیدہ کے لوازم کے تحت تھی اس کا جواب دینے کے بجائے اسے اپنا مستدل بنالیا اویسی صاحب کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ عقیدہ مخالفین میں مسلم ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر ہے اب اس کے تحت آپ نے امام شعرانی کا قول نقل فرمایا"

اس کے تحت فرمایا:

: کہ نبی پاک ﷺ جب بارگاہ الوہیت سے کسی وقت جدا نہیں تو تمہارے قاعدے سے جب اللہ جل وعلا ہر جگہ ہر آن موجود ہے تو امام شعرانی کی عبارت کے تحت نبی پاک ﷺ اس سے جدا نہیں"

باقی اویسی صاحب کا عقیدہ ہم گزشتہ تحریر میں پیش کر چکے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت پہ اس کی تحت گفتگو گزر چکی۔

مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے اپنی جانب سے بات نقل نہ کی بلکہ علامہ نور الدین حلبی رحمتہ اللہ علیہ کا حوالہ ذکر فرمایا موصوف کو اگر غبار نکالنا ہے تو علامہ حلبی پہ نکالے فتوی لگانا ہے تو ان پہ لگائے کیونکہ وہ ناقل ہیں

انوار قمریہ کا حوالہ تمہیں مفید نہیں کیونکہ جو نبی پاک ﷺ کے فضائل کا انکار بغض کے سبب کرتا ہے وہ واقعتاً کافر ہے۔

اب حیات النبی ﷺ کے انکار پہ دیوبندی مماتیوں کو ابو جہل سے بدتر کافر کہہ چکے ہیں ایک جانب تم کہتے ہو یہ ظنی نظریہ ہے تو کافر کہنے والے کا کھاتے میں گئے ؟

14 و15 میں الفاظ کی ہیرا پھیری کی بس باقی ان پہ تبصرہ گزر چکا۔

ان شاء اللہ عزو جل مزید اس پہ گفتگو ہو گی ابھی اختتام نہیں ہوا۔

یہ گفتگو تاریخی گفتگو ہو گی۔

اس انداز پہ خود مجبور کیا ہے موصوف نے ہمیں ہم تو تسلسل سے گفتگو کر رہے تھے۔ احباب سے پیشگی معذرت۔

ان شاء اللہ عزو جل بقیہ گفتگو یہاں سے آگے ہو گی۔

منتظم مناظرہ

مجھے ایک مشورہ درکار ہے تمام گروپ ممبران سے کہ اگر دونوں مناظرین کو اپنی باری کا مخصوص وقت دیا جائے جیسے ایک کی باری تین گھنٹے اس کے بعد دوسرے کی باری شروع تو آپ حضرات کا کیا خیال ہے

جو لوگ میری اس بات سے متفق ہیں وہ یہ رینکٹ کریں۔

اور جو متفق نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک مناظر کی مرضی چاہے وہ اپنی باری پورا ہفتہ لے تو وہ یہ رینکٹ کریں۔

اور میں یہ فیصلہ بغیر دونوں مناظرین کے مشورے اور اتفاق کے بغیر نہیں کروں گا۔

جب اس پر ارسلان صاحب اور امتیاز صاحب متفق ہوں گے تب یہ اس لیے ہے تاکہ تطویل نا ہو

اور مناظرہ احسن انداز سے جلد از جلد اختتام تک پہنچے۔

عبید الرضا

یہ ہوئی نابات۔ اب موصوف نے خود تسلیم کیا کہ اگر شرک لازم نہ آئے تو کوئی حرج نہیں۔ اب ظنی پہ دلائل بھی ظنی ہی ہوتی ہے۔ تو اب ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی صورت اشتراک لازم نہیں آتا۔ تو شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ کے تعدد اجسام امتیاز کو ثابت کرنے ہوں گے۔ وہ مثالی اجسام ہوں کیا یہ ثابت کر سکتے ہیں؟

پھر کیا اس ذات کے لئے یہ مکان ثابت کریں گے؟

یہ اشتراک اس صورت میں ہو سکتا ہے بصورتِ دیگر اہلسنت کا یہ نظریہ قطعاً نہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ ہماری عبارت میں تضاد ہے۔ تو ہم ابو ایوب دیوبندی سے پیش کر چکے کہ یہ عقل کا تضاد ہے باقی کوئی تضاد نہیں۔ نبی پاک ﷺ کا جسم اقدس گنبد خضرا میں موجود ہے۔

آپ کا دنیا میں سیر کرنا آپ کا کثیر علماء کے جنازوں میں جانا علماء نے بیان فرمایا ہے۔ پھر تیس شہروں میں ایک بزرگ کو حاضر و ناظر مانا تھانوی نے تو فتوی شرک لگے گا یا نہیں؟ نانوتوی مرنے کے بعد دیوبند مدرسے میں جسم مثالی کے ساتھ آتا ہے شرک نہیں ہوا۔ بقول گنگوہی کہتا ہے اگر نبی پاک ﷺ مجلس مولود میں باذن الہی تشریف لائیں تو کچھ بعید نہیں۔

گنگوہی میاں لکھتے ہیں:

"فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں"

تالیفات رشیدیہ ص152

اب یہاں ارشاد فرمائیں کہ باعلام الہی جو حاضر جان رہا ہے وہ ذات کو جان رہا ہے کہ صفات کو جان رہا ہے ؟

اب گنگوہی کے نزدیک پیر ایک جگہ رہ کر سب مریدوں کے ساتھ روحانی طور پہ حاضر و ناظر ہے تو اب یہ شرک نہ ہوا؟

کیونکہ آپ کے نزدیک تو حاضر وہ ہوتا ہے جو جسم کے ساتھ موجود ہو۔ کیونکہ جو موجود نہیں وہ حاضر نہیں۔

مثل کف دست دیکھنا

کنز العمال کی حدیث مبارکہ

"إِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيمَة"

اب نبی پاک ﷺ ایک مقام پہ تشریف فرماہیں دنیا کے حجابات آپ سے اٹھا دیے گئے۔

آپ بیک وقت کئی مقامات پہ تشریف فرماہوں جیسا کہ اوپر تفصیلاً بیان ہو چکا۔ اور گنبد خضرا سے جسم اقدس کہیں نہ غائب ہو ممکن ہے۔ اس میں اصلا کہیں تضاد نہیں۔ آفتاب کی مثال سے قاری طیب کے حوالے سے تفصیلاً بیان ہو چکا۔

حیات برزخی سے پہلے آپ یہ تو تعیین کر لو کہ دیوبندیوں کے نزدیک وہ حیات برزخی ہے یا حیات دنیوی؟

پھر برزخ کا اطلاق دیوبندی مذہب میں کس مقام پہ ہوتا ہے ؟

ہم نے دلائل سے پیش کر دیا کہ یہ یہ عقیدہ ظنی ہے نہ توحید کے متصادم ہے نہ اہلسنت کے نزدیک اللّٰہ جل شانہ جسم کے ساتھ حاضر و ناظر ہے۔

وہ علم سمع بصر قدرت کے ساتھ حاضر و ناظر ہے یہی اسکی شایان شان ہے۔

نبی پاک ﷺ کا حاضر وناظر ہونا اس میں زمین آسمان کا فرق ہے دیابنہ کو شان رسول اللہ ﷺ ہضم نہیں ہوتی ہر جگہ اشتراک کا راگ الاپنے کے بعد امت کو مشرک بنانے پہ تلے ہیں۔

آج اس مناظرہ میں دیوبندیوں نے شرک کا فتوی لگا کہ گویا یہ ثابت کیا کہ معاذ اللہ، اللہ جل شانہ بیک وقت کئی مقامات پہ ہو سکتا ہے۔

اگر نہیں تو اشتراک کیسے ہوا؟ دیابنہ کے نزدیک اللہ جل شانہ کے کئی جسم مثالی ہیں العیاذ باللہ۔ اگر نہیں تو اشتراک کیسے ہوا؟ دیابنہ کہ نزدیک اللہ جل جلالہ کا جسم ایک جگہ مقید ہے اور دنیا اس کے سامنے مثل کف دست ہے۔

اگر نہیں تو اشتراک کیسے ہوا؟

اسے کہتے ہیں:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

علامہ شاطبی کی بات تمہارے خالد محمود نے پیش کی جو ظنی نظریات کو پیش کرنے کے لئے تھے

اب سماع الموتی کو ہی لیں اسے آپ ظنی کہتے ہیں۔

جب آپ ہمارے خلاف ہوتے ہیں تو من دون اللہ سے ولی نبی مراد لیکر جملہ آیات جو من دون اللہ سے متعلق ہیں انبیاء و اولیاء پہ چسپاں کر دیتے ہیں۔

جب سماع الموتی کی باری آتی مماتی آپ کے مقابل سماع الموتی کی نفی پہ آیات پیش کرتے ہیں آپ جھٹ سے بریلوی بن جاتے ہیں۔ ایسا دوغلا پن کہیں نہیں دیکھا۔ ہم نے قطعیت کا دعوی ہی نہیں کیا نہ ہمارے دعوی سے ایسی بات لازم آتی ہے۔

ہم نے فضائل وظنیات کا کا دعوی کیا جس کے بارے میں تمہارا قاعدہ بھی یہ ہے فضائل میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے۔ جب ہمارا دعوی قطعیت کا ہے نہیں تو تمام دلائل ظنیہ متظافر ہو کر قطعیت کو پہنچے یہ سوال ہی عبث اب بتاؤ کہ سماع الموتی پہ آپ کے دلائل ظنی جمع ہو کر کیا قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں؟ اگر تمہارے مفہوم کو لیا جائے تو تمام ظنی امور کو فائیدہ قطعیت دینا لازم۔

یا تواتر لفظی و معنوی ہونا لازم اب جب قطعیت و تواتر کے درجہ کو کوئی امر پہنچے تو کیا اس کی منکر کی تضلیل و تکفیر نہیں ہوتی؟

تجھ کو طے کرنے ہیں ہزاروں دشت ابھی

مضطرب تو کیوں پہلی ہی منزل میں ہے

میں بار بار پوچھ رہا ہوں امتیاز دیوبندی :

قطعی کی تعریف و اقسام

ظنی کی تعریف و اقسام

پھر بمطابق قسم منکر و قائل کا حکم بیان کرے۔

اس کے جواب کے لئے یہ تحریر دوبارہ پڑھیں:

عقائد قطعی و ظنی ہوتے ہیں دیوبندی اقرار

اب عقائد کی دو اقسام ہوتی ہیں اول قطعی دوئم ظنی اسکا اقرار خود دیابنہ نے کیا دیابنہ کا خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے:

"عقائد بھی دو قسم کے ہیں (ا) عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ۔ اسلام کے عقائد قطعیہ کا انکار کفر ہے۔ لیکن عقائد ظنیہ کا انکار گمراہی ہے کفر نہیں سو حدیث کی کتابوں میں فضائل اور مناقب کے ابواب میں دی گئی احادیث سے عقائد کا استنباط اپنی جگہ درست ہو گا اور صحابہ میں فضائل کی ترتیب بھی درست ٹھہرے گی۔

اہل سنت کے ان عقائد کے لئے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے یا یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور یہ کہ عذاب قبر روح اور اس جہاں والے جسد سے ہی (گو وہ ریزہ ریزہ کیوں نہ ہو گیا ہو) متعلق ہے۔ اسی اصول پر مبنی ہیں اور یہ بات کہ عقائد کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اپنے عموم پر نہیں ہے۔ بعض عقائد دلائل ظنیہ سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

بعض اخبار احاد جو اپنی اپنی جگہ متفرق ہیں اگر کسی قدر مشترک پر جمع ہو جائیں تو ان سے بھی ایک ایسا یقین ملتا ہے کہ اس پر عقیدے کی بناء رکھی جا سکتی ہے۔ حضرت علامہ شاطبی مالکی (۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

وانما الادلة المعتبرة ههنا المستقرأة من جملة ادلة ظنية تظافرت على معنى واحد حتى افادت القطع فان للاجتماع من القوة ما ليس للافتراق ولاجله افاد التواتر القطع وهذا نوع منه فاذا حصل من استقراء ادلة المسئلة مجموع يفيد العلم الدليل المطلوب وهو شبية بالتواتر المعنوی

الموافقات جلد ا ص ۳۶

ترجمہ: " اس مقام پر جن دلائل کا اعتبار کیا جا سکتا ہے وہ ہیں جو ادلہ ظنیہ سے استقراء ایک بات پر مجتمع ہو جائیں ان ظنی دلائل کا کسی ایک بات پر مجتمع ہو جاتا اس میں وہ قوت آ جاتی ہے جو علیحدہ علیحدہ ان دلائل کو حاصل نہ تھی تواتر بھی اسی وجہ سے قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور یہ (اخبار احاد سے استقراء ملنے والا) تواتر بھی دراصل اسی تواتر کی ایک

قسم ہے جب کسی مسئلہ کے دلائل کا استقراء کرتے ہوئے ایسی مجموعی بات مل جائے جس سے یقین حاصل ہو تو یہ وہی دلیل ہے جو یہاں درکار تھی یہ تواتر معنوی سے ایک ملتی جلتی بات ہے۔"

دسویں صدی کے مجدد محدث کبیر ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) نے عذاب قبر کے داخل عقائد ہونے میں اسی اصول سے استدلال کیا ہے"

تجلیات آفتاب ج1 ص71

محمود عالم صفدر دیوبندی لکھتا ہے:

"حضرت نے واقعہ سنایا کہ منکرین حیات انبیاء عام طور پر یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ ایک مرتبہ ان کے ایک مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی اس نے کہا عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ جب وہ مجھ سے بات کر رہے تھے تو اس وقت بچوں کو تعلیم الاسلام پڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا تعلیم الاسلام میں عقائد بھی درج ہیں۔ اس میں جو یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ تھا اور والد کا نام عبد اللہ تھا، یہ کسی آیت کا معنی ہے؟ آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، آپ ﷺ کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے، یہ قرآن پاک کی کن آیات میں لکھا ہوا ہے؟ وہ آیات سنائیں اس پر وہ بہت پریشان ہوا۔

اصول:

عقیدے کے لئے قرآن میں ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کا قطعی ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ قطعیت تواتر سے ثابت ہو جائے۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عقیدہ کا قرآن سے ہونا ضروری ہے ان کا یہ اصول غلط ہے۔

حضرت اوکاڑوی نے سنایا کہ جب احمد سعید چتروڑ گڑھی سے میرا مناظرہ تھا تو اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ میں یہ شرط لگاؤنگا کہ عقیدہ قرآن سے دکھاؤ، وہ اپنی سوچ پر خوش بھی تھا۔ جب اس نے یہ لکھا تو میں نے جواب میں لکھا کہ آپ عقائد کی کون سی کتاب مانتے ہیں؟ تو اس نے کہا شرح عقائد نسفی، تو میں نے کہا آپ عقیدے کے بارے میں جو شرط

لکھیں، شرح عقائد نسفی کے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کر دیں۔ یا پھر ان عقیدوں کا انکار کر دیں کہ ہم ان عقیدوں کو مانتے کیونکہ یہ ہماری شرط پر پورے نہیں اترتے۔ دیدہ باید۔"

تسکین الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص57

اب یہی عذاب قبر کا عقیدہ خالد محمود کے نزدیک ظنیات کے قبیل سے ہے۔

الیاس گھمن میاں لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک اہل السنت والجماعت کے اس عقیدہ حیات کا منکر کافر نہیں گمراہ ہے، اس لئے کہ اس عقیدے کے لئے ثبوت یا دلالت میں کسی ایک اعتبار سے ظنیت ہمارے راستے میں خارج نہ ہو گی جس عقیدہ کے لئے ثبوت و دلالت دونوں کی قطعیت ضروری ہے اس کا منکر کافر ہوتا ہے، جن عقائد کے انکار سے حکم کفر نہیں آتا ان کے لئے ثبوت و دلالت دونوں کی قطعیت لازم نہیں اور اسی وجہ سے بعض ایسے امور کا منکر کافر نہ ہو گا۔ عقائد کی یہ تفصیل اسی طرح کتب کلام میں بھی موجود ہے"

فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ ص149

دیوبندیوں کا اکابر نور محمد تونسوی لکھتا ہے:

"اہل اشاعت اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہمیشہ اس بات کی رٹ لگائے پھرتے ہیں کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے یا تو نص قطعی درکار ہے یا پھر احادیث متواترہ اس باب میں خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی اب بندہ عاجز مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اسعقیدہ کے ایک ایک جز کو قرآن کی نص قطعی سے ثابت فرمائیں یا پھر احادیث متواترہ سے مہربانی فرما کر علماء کے اقوال پیش نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ کے ہاں حجت نہیں ہیں جب خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی تو اقوال علماء کی گاڑی کیسے چلے گی"

عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا حکم ص15

اب ہم سے دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرنے والے اپنے ابا جان کی یہ عبارت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے پڑھیں ظنیات پہ ہم سے دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرنا ان کے باپ کے اصول کے مطابق مماتیت ہے۔ پھر آپ کے باپ کے نزدیک تو خبر واحد سے بھی عقیدہ ثابت ہو سکتا ہے تو نبی پاک ﷺ کے فضائل پہ دلائل کثیر موجود اس سے اہلسنت کا موقف بدرجہ اولی ثابت ہوتا ہے۔

اب جس شخص کو اپنے اکابرین کی عبارات کی سمجھ نہ آئے وہ مناظرہ کرنے چلا آئے تو افسوس ہی ہو سکتا ہے۔

اب موصوف کا مطالبہ کہ باذن الہی تشریف لے جانا اس پہ تواتر یا نص قطعی ہے؟

پہلے تو گنگوہی کا حوالہ ہم پیش کر چکے گنگوہی کی بات کا درجہ ان کے نزدیک نص قطعی سے بڑھ کے ہے

جب ظنی ہے تو مختلف فیہ ہے تو اس پہ واویلا کیسا؟

یہ مطالبہ کہ اسے قطعی کہو تو یہ زور زبردستی اپنی ہفوات دوسروں پہ مسلط کرنے والی بات ہے۔

ہم نے اوپر اپنے اکابرین سے واضح کر دیا کہ اس عقیدہ کے منکر کی تکفیر و تضلیل نہیں۔

سماع الموتی پہ نص قطعی پیش کرنا اور تواتر پیش کرنا اب تمہارے زمہ رہا۔

نص قطعی جس سے عقیدہ ثابت ہو جیسے ختم نبوت کا اس عقیدہ کو دیوبندیوں نے ختم نبوت جیسا کہا اب بتاؤ قرآن کی کا نص سے یہ عقیدہ قطعی طور پہ ثابت ہے؟

نانوتوی نے انبیاء کی ارواح کے اخراج کا انکار کیا کوئی اس پہ نص تو دور کی بات ضعیف دلیل بھی پیش کر دو جو امت کے اجماع کے مخالف نہ ہو۔

ہم نے اوپر دلائل سے واضح کیا کہ ہر عقیدہ پہ آیت قطعی کا مطالبہ بقول دیوبندی علماء مماتیوں کا کام ہے

پھر ماسٹر صفدر کے مطابق یہ قادیانیوں کا کام ہے۔

اب دلیل خاص کا مطالبہ کر کے یہاں آپ مماتیوں و قادیانیوں کی شاگردی اختیار کر چکے۔

جسے الزامی جواب کی خبر نہیں جو اپنے گھر کے حوالوں کو ہمارے طے کردہ اصول کہہ رہا ہے وہ بھی مناظر بن گیا۔

اب خلط مبحث کا شکار کون ہے آشکار ہو گیا ہے۔ ہم نے ظنی پہ مطالبہ قطعی سا کیا یا دیوبندی مناظر نے کیا وہ سب دیکھ چکے۔

فضائل پہ ہی گفتگو ہے اگر سمجھ رکھتے ہو تو۔

اب موصوف نے کہا بیک وقت موجود ہونا یہ شرک فی الصفات ہے تو اوپر جمال الاولیاء کا حوالہ دیکھ لیں اب یہاں نہ تمثیل ہے روحانیت بلکہ جسمانی طور پہ تیس شہروں میں جمعہ پڑھنا صراحت سے ذکر ہے اب یہ شرک فی الصفات کا ارتکاب تو تھانوی صاحب کر چکے۔

اب روحانیت کا حوالہ ہم اوپر پیش کر چکے کہ گنگوہی کے نزدیک پیر کی روحانیت ہر مرید کے ساتھ ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔

سورج کی مثال قاری طیب سے پیش کر چکا۔

پھر تھانوی نے اولیاء کے بارے میں لکھا کہ ان کے لئے زمین سمیٹ دی جاتی ہے اب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ایسا نظریہ کیونکر شرک ہو گا؟

نبی پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ کنز العمال سے پیش کر چکا لیکن شاید موصوف سمجھنا نہیں چاہتے۔

نبی پاک ﷺ کی روحانیت پوری دنیا میں موجود ہے۔

سوال:

تو جسم کو متعدد مقامات پہ ماننا کیسے ظنیات ہے؟

یہ سوال انتہائی مضحکہ خیز ہے پھر یہ سوال تھانوی صاحب سے کیجئے کہ ایک بزرگ کو تیس شہروں میں کیسے حاضر و ناظر مان لیا؟

جب انبیاء کے سماع پہ اختلاف نہیں تو دیگر کا سماع ظنی کیسے ہوا؟ انبیاء کے سماع پہ اختلاف نہیں تو منکر کی تکفیر و تضلیل کیوں نہیں؟

تھانوی کا قول علم محیط سے متعلق دیکھ کے لگتا ہے ہوش اڑ گئے ہیں آپ کہہ رہے تھے کس نے ایسا لکھا اب تھانوی سے دیکھایا تو برا مان گئے علم محیط باذن الٰہی ہو تو کفر نہیں یہ قرآن مجید کی کس نص سے ثابت ہے؟

علم محیط کا دعوی وقوع کا کسی اہلسنت نے نہیں کیا اب تھانوی یہ فرق مٹا کے مشرکوں کی فہرست میں شامل ہو چکا۔

ہم سے دلیل قطعی کا مطالبہ کرنے سے پہلے مماتیوں کو دلائل قطعیہ پیش کرو جب ہم وضاحت کر رچکے کہ یہ مسئلہ ظنیات میں سے ہے تو اس پہ دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے مماتی مطالبہ کرے کہ عذاب قبر پہ نص قطعی پیش کرو اور تم کہو کہ یہ لو فلاں عالم کا حوالہ فلاں عالم کا حوالہ۔

نبی پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی جہات کا بیان

ناظرین کرام! علمائے اہلسنت کی تصریحات گزر چکیں اب اس کے بعد چند امور سامنے آئے کہ نبی پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا کیا مطلب ہے۔

1۔ نبی پاک ﷺ کا جسد اقدس گنبد خضری میں موجود ہے۔

2۔ آپ ﷺ اپنے جسد اقدس کے ساتھ کہیں بھی تشریف لے جاسکتے ہیں۔

3۔ وہ جسد اقدس جسم مثالی کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔

4۔ تمام امت کے اعمال آپ ﷺ پہ پیش کیے جاتے ہیں۔

5۔ آپ ﷺ اپنی نورانیت وروحانیت کے ساتھ حاضر وناظر ہیں۔

6۔ تمام عالم کو آپ ﷺ ہتھیلی کی مثل مشاہدہ فرمارہے ہیں۔

7۔ آپ ﷺ بیک وقت کئی مقامات پہ موجود ہوسکتے ہیں روضہ رسول ﷺ کبھی بھی جسد اقدس سے خالی نہ ہوا۔

ضروری بات جو سمجھنے لائق ہیں جس پہ ہم بار بار زور دے رہے ہیں کہ یہ عقیدہ ظنیات سے ہے اور ظنیات میں قطعیت نہیں ہوتی جس کو جتنی تحقیق ہوئی اس نے اس کے مطابق لکھا اور یہ وہابیہ کو تسلیم شدہ امر ہے کہ تحقیق الگ الگ ہو سکتی ہے جو کہ مذموم امر نہیں۔ اس مسئلہ کے ظنی ہونے پہ جمہور اہلسنت کے علمائے کی تصریحات اس لئے ہی پیش کی ہیں کہ یہ مسئلہ بھی ظنی ہے۔

پھر ہم واضح کر چکے نص قطعی کا مطالبہ عقیدۂ قطعی میں کیا جاتا ہے۔ جمہور اہلسنت کے نزدیک یہ عقیدہ ہرگز قطعی نہیں بلکہ ظنی واز قبیل فضائل ہے۔ جیسا کہ تفضیل رسل کو شرح عقائد اور نبراس میں عقیدۂ ظنی قرار دیا گیا۔ لہٰذا دلیل قطعی کا مطالبہ حماقت ہے۔

بدیہی امور پر دلیل کا مطالبہ کرنا مناظرۂ رشیدیہ کے مطابق اور عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا جسمِ ظاہری کے ساتھ ہر جگہ موجود نہ ہونا بدیہی امر ہے۔ اس پر دلیل کا مطالبہ کرنا جہالت وحماقت کا مظاہرہ کرنا ہے۔

موصوف بار بار تکرار کرنے کو نجانے کیا سمجھتے ہیں۔ یہاں آخری سطور دیکھیں:

"کہ نبی پاک ﷺ کو بمع جسم کے حاضر مانا جائے تو یہ صفت اللہ جل شانہ جیسی بن جاتی ہے۔ العیاذ باللہ"

دیوبندی مناظر ہر جگہ بمع جسم ہونا اللہ جل شانہ کی صفت ثابت کرے منہ مانگا انعام پائے یا اس کفر سے یہاں توبہ کرے۔

موصوف بار بار فتوی شرک لگاتے ہوئے زرا بھی خوف الٰہی محسوس نہیں کر رہے۔

ہم یہاں ان کے فتوی شرک کی جڑ کو کاٹنے کے لئے ان کے گھر سے حوالہ پیش کرتے ہیں تا کہ یہ شرک کا نام لیتے ہوئے عار محسوس کریں۔

نور الحسن بخاری لکھتا ہے:

مسئلہ حیات الموتی کا ہے حیات الانبیاء کا نہیں کہتا ہے اصل بحث تو عام موتی جن میں کفار و مشرکین شامل ہیں وہ ہیں غلطی سے بحث حیات الانبیاء کی چھڑ گئی"

حیات الاموات ص8

یہاں موصوف کا استدلال دیکھیں کہ عام موتی حتی کہ کفار تک کی حیات پہ نصوص موجود ہیں نصوص بھی کیسی صریح اب بتائیں وہ نصوص صریحہ کون سی ہیں؟ پھر اس نظریہ کو قطعی بھی نہ کہا اب نصوص صریحہ سے ثابت شدہ عقیدہ قطعی نہیں ہوتا؟ اب بتائیں اگر کفار و مشرکین تک کی حیات ان کے نزدیک نصوص صریحہ سے ثابت ہے تو انبیاء و اولیاء کی حیات و کفار و مشرکین کی حیات میں (معاذ اللہ) کیا فرق ہے؟

اس میں انبیاء کی کیا خصوصیت؟

اب یہ کفار و مشرکین کے لئے شرک فی النبوۃ کا ارتکاب ہے کہ نہیں؟

ان کفار و مشرک میں فرعون، ابو جہل، ابو لہب شامل ہیں کہ نہیں؟

پھر کفار و مشرکین حیات پہ انبیاء کی حیات کو قیاس کرنا یہ توہین ہے کہ نہیں؟

(دیوبندی اصول سے بتایا جائے)

موصوف ظنی سے نجانے بار بار کیا سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر گھر کی ہی کتب دیکھ لیتے تو شاید یہ نوبت نہ آتی کہ ہم ان کو ان تعریفات کو سمجھانے لگے ہیں۔

حبیب اللہ تونسوی لکھتے ہیں:

"جمہور ائمہ کرام سماع موتی کے قائل ہیں حضرات کبار صحابہ کرام سماع موتی کے قائل ہیں جیسے کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابہ اور امت کے بہت سے جلیل القدر ائمہ دین بلکہ جمہور ائمہ کرام کا رجحان سماع موتی کی طرف ہے، اسی طرح اکابر دیوبند کا رجحان بھی سماع اموات کی طرف ہے جیسا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے مکتوب مندرجہ جمال قاسمی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود حضرت نانوتوی اس مسئلہ میں ایک جانب پختہ ہو جانے سے منع کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

سماع اموات کے قصہ میں اول تو یہ معروض ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے دوسرا یہ کہ ضروریات دینی اور عقائد ضروریہ میں سے نہیں اس کی تنقیح قرار واقعی تو بعد مرگ ہی معلوم ہو گی، اگر بعد مرگ ہم نے اوروں کا سلام و پیام سن لیا تو سماع نہیں سنا تو عدم سماع متحقق ہو جائے گا، علاوہ برین طرفین میں بڑے بڑے اکابر اگر ایک طرف بالکل ہو رہے تو کسی نہ کسی طرف والوں کو برا سمجھنا پڑے گا اس لئے اہل اسلام کو یہ ضروری ہے کہ ایسے مسائل میں خواہ مخواہ ایسے پکے نہ ہو بیٹھیں کہ دوسری طرف کو بالکل باطل سمجھ لیں۔

جمال قاسمی ص۹

اب یہ ظنیات کے باب کا اصول نانوتوی صاحب نے بیان کر دیا کہ کہ ایسے پکے نہ ہو بیٹھو کہ اپنے مخالفین کو باطل سمجھ لیں۔ اب ہم کب سے کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ظنیات کے باب سے ہے اس میں کسی کی رائے الگ ہو سکتی ہے ہم نہ اس کے منکر کی تکفیر ہے قائل نہ تضلیل کے لیکن ہمارے مخاطب شخص بار بار ہمیں مشرک کہہ کر جمیع امت کو مشرک بنانے پہ تلے ہیں۔

ہمیں شرک کا طعنہ دینے سے پہلے حبیب اللہ تونسوی کی عبارت پڑھ لیں اگر کسی کو حاضر و ناظر باذن الہی ماننا شرک ہے تو سمیع و بصیر ماننا کیوں شرک نہ ہوا؟

اگر نبی پاک ﷺ کے فضائل کا کوئی بوجہ بغض انکار کرے گا وہ کافر ہے۔

باقی حاضر و ناظر ظنی مسئلہ ہے اس کے انکار پہ صرف کسی پہ کوئی حکم نہیں آسکی وضاحت ہم کر چکے۔

اس پہ ہم اوپر تفصیلی کلام کر چکے نمازی نماز میں نبی پاک ﷺ کو حاضر جانے۔

باقی نماز کے ساتھ جڑنے سے اگر قطعیت ثابت ہوتی ہے تو تمہارے ملاؤں نے کفار کی حیات پہ نصوصِ صریحہ تسلیم کی ہیں یعنی تم لوگوں کے نزدیک حیات النبی تو ظنی لیکن حیات ابو جہل و ابو لہب قطعی ہے؟

مقیاس کا اسکین پیش کریں گے تو اس پہ بھی بات ہو گی ہمارے پاس موجود نسخہ میں کئی مقامات پہ بیک وقت حاضر ہونا موجود ہے اس پہ **ما کنت تقول فی ھذا الرجل** سے آپ نے استدلال کیا۔

جب کافر کی حیات سے تم لوگوں نے حیات الانبیاء کا عقیدہ پیش کیا تو حدیث مبارکہ کی روشنی میں نبی پاک ﷺ کا بیک وقت کئی قبور میں ہونا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے لہذا ڈنڈی مارنے کے بجائے نبی پاک ﷺ کی عظمت کا اقرار کرو۔

موصوف نے پھر کہا مکان و زمان میں ہونا اللہ جل شانہ کی صفت ہے العیاذ باللہ۔

وہ زمان و مکان سے پاک ذات وہابیہ کی افتراپردازیوں کے سبب کیسے زہر بحث ہے العیاذ باللہ تعالی۔

باقی دیوبندی مولویوں نے صاف لکھا اگر کوئی بغض کی وجہ سے حیات النبی ﷺ کا انکار کرے گا وہ کافر ہے۔

یہی موقف علماء اہلسنت کا ہے اگر بغض کی وجہ سے حاضر و ناظر کا انکار کرو گے تو علماء کا فتوی درست بصورت دیگر ظنی مسئلہ کا انکار باعث تکفیر و تضلیل نہیں۔

حیات النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم وعذاب قبر پہ کس وجہ سے تم قطعی و ظنی ہونے کا اطلاق کرتے ہو میں نے نانوتوی سے پیش کر دیا جسے قطعی و ظنی کا فرق معلوم نہیں وہ میدان مناظرہ میں ہے افسوس تو یہ ہے۔

ہم اپنی مرضی سے نہیں کہتے اگر منکر کے دل میں بغض ہو اسکے لئے حکم اور ہوتا ہے۔

اگر محض علمی مغالطہ ہو اس کے لئے حکم اور اصول تکفیر پڑھانے والے پہلے حکم تضلیل تو سیکھ لو۔

تم نے شاید قطعی الثبوت و قطعی الدلالت نام کہیں سے دیکھ کر یہاں لکھ دیے دونوں کے منکر کا حکم شاید تمہیں معلوم نہیں۔ تمہارے مذہب میں تو ظنی کوئی عقیدہ ہوتا ہی نہیں پھر بتاؤ حیات النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم قطعی الثبوت ہے کہ قطعی الدلالت، عبارت النص ہے کہ دلالتہ النص؟

پھر کفار و مشرکین کی حیات جن پہ بقول بخاری نصوص صریحہ موجود ہیں وہ قطعی الثبوت ہیں کہ قطعی الدلالت؟

پھر ان کے منکر کا حکم کیا ہو گا؟

یا یوں پوچھوں کہ ابو جہل و لہب، فرعون کی حیات جو نصوص صریحہ سے بقول بخاری ثابت ہے ان کے منکر کا حکم بتایا جائے۔ فتوؤں سے توبہ تمہیں کرانی چاہئے اپنے اکابرین کو ہم نے قطعی و ظنی پہ تفصیلی کلام کر دیا۔

امید واثق ہے جو متلاشی حق پڑے گا حق کی راہ پائے گا۔

کئی امور ابھی رہتے ہیں لیکن احباب کی فرمائش پہ ہم فی الحال گفتگو سمیٹ رہے ہیں۔

منتظم مناظرہ

اب امتیاز صاحب رات دو بجے تک جوابات دے سکتے ہیں صبح پھر دلائل کے پہلے دور میں ارسلان صاحب اپنی تین گھنٹے کی باری لیں گے صبح دلائل کے دور سے پہلے میں وقت کے تعین کے حوالہ سے چند قانون ذکر کر دوں گا۔

امتیاز دیوبندی

سامعین گرامی!

افسوس صد افسوس جب فریق مخالف نے "نبی کریم ﷺ کے بمع جسم عنصری بیک وقت کئی مقامات پر حاضر و ناظر ہونے" کا دعویٰ پیش کیا تو ہم نے اس دعویٰ پر چند تنقیحی سوالات و دعویٰ میں موجود مفروضاتی خرابیاں پیش کیں پیش کیں تا کہ بات دلائل کے وقت صرف اور صرف دعویٰ اور اس کے دلائل *

پر مرکوز رہے۔

مگر افسوس بجائے اس کے کہ وہ ان سوالات کا اصولی جواب دیتا موصوف الزامی جوابات کی طرف بھاگ گیا وہ بھی موضوع سے انحراف رُخ موڑنے کی چالیں اختیار کیں جیسے حیات النبی ﷺ، سماع الموتی، کشف و کرامات، ارواحِ اولیاء، اللہ کے جسم مثالی یا مقید ہونے جیسے کلمات، اشتراکِ فی الصفات کا غلط مفہوم پیش کرنا یہ تمام باتیں موضوعِ مناظرہ سے ہٹ کر تھیں۔

جبکہ مناظرہ کی شرائط میں یہ بات طے تھی کہ موضوع سے انحراف نہیں کیا جائے گا۔

لٰہذا اب جہاں جہاں انحرافی موضوع پیش کیا گیا تھا۔ اس پر صرف کاٹے کا نشان دیا جائے گا۔

✖ یہ نشان جہاں جہاں موضوع سے انحراف کیا گیا یا اس پورے پیراگراف یا بات ✖ کا نشان لگا دیا جائے گا تا کہ بات بکھرنے نہ پائے مناظرہ اپنے مرکز پر قائم رہے۔

شرائط مناظرہ حاضر و ناظر

1۔ موضوع مناظرہ حاضر و ناظر ہے۔

2۔ اہلسنت اپنے دعوی پہ دلائل کے پابند ہوں۔

3۔ دلائل دعوی کے مطابق پیش کئے جائیں گے۔

4۔ فریق مخالف مستند دلائل پیش کرنے کا پابند ہو گا۔

5۔ مستند دلائل سے مراد ان علماء کے دلائل جو اکابرین علماء ہوں۔

6۔ خلط مبحث سے اجتناب کیا جائے گا۔

7۔ اصطلاحات جس فن کی ہوں اس کے مطابق عقیدہ کو دیکھا جائے گا۔

8۔ مناظرہ تحریرا ہو گا۔

9۔ بدزبانی وبد کلامی سے اجتناب ہو گا۔

10۔ طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کیا جائے گا۔

احباب شرائط مناظرہ دیکھ لیں۔

میں شرط بھی بتا دیتا ہوں جس کے خلاف ورزی ہوتی رہی۔ جس شرط کی صریح خلاف ورزی کی گئی ہے وہ ہے

شرط نمبر 6 "خلطِ مبحث سے اجتناب کیا جائے گا"

مخالف نے بارہا موضوع حاضر و ناظر سے ہٹ کر حیات النبی ﷺ، سماع الموتی، کشف و کرامات، روح اولیاء اور دیگر غیر متعلق امور چھیڑ کر خلط مبحث کیا جو واضح طور پر "شرط نمبر 6" کی خلاف ورزی ہے۔

اب ہم انکے جوابات پر تبادلہ مختصرا کرتے ہیں تا کہ انکو وقت دیا جائے اپنے دعوے پر دلائل کا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اب جسم گنبد خضریٰ میں ہے اور جسم مثالی کئی مقامات پہ ہے اس سے تعدد اجسام قطعا لازم نہیں آتا۔

موضوع سے انحراف تم حیات النبی ﷺ کی عذاب قبر کی جہات بیان کرو پھر تمہارے قائم کردہ اصول سے اسے تضاد کا پلندہ ثابت کرتا ہوں۔

موضوع حیات النبی نہیں ہے۔

❌ وگرنہ تھانوی کے مطابق ایک بزرگ تیس شہروں میں شب باش ہوتا ہے موضوع اولیاء نہیں۔

❌ پھر تھانوی ان مجذوب کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر مشرک ہوا موضوع اولیاء نہیں۔

(موصوف یہ کہتے رہے کہ موضوع اولیاء نہیں پھر کس منہ سے شیطان کو پیش کرتے رہے اولیاء اور انکی ارواح کو حاضر و ناظر جانا شرک نہ ہوا معاذ اللہ شرک ہوا تو امام الانبیاء ﷺ کی باری)

دعویٰ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیک وقت ہر جگہ جسم عنصری کے ساتھ حاضر و ناظر ہونا ممکن ہے۔

مگر یہاں بحث جسم مثالی، حیات فی القبر، کشف و کرامات اور ارواحِ اولیاء کی طرف موڑ دی گئی جو صریح موضوع سے انحراف ہے۔ لہٰذا ایسی تمام باتوں پر ❌ کا نشان لگا کر رد کیا۔

کیونکہ یہ شرط نمبر 1 (موضوع کا التزام) اور شرط نمبر 6 خلطِ مبحث سے اجتناب کے خلاف ہے

ایک بزرگ کو تیس شہروں میں حاضر مانو شرک نہ ہو؟

❌ پیر کو مرید کے ساتھ ہر وقت حاضر و ناظر مانو شرک نہ ہو؟

دونوں نکات کشف و کرامات، ارواحِ اولیاء سے متعلق ہیں موضوع سے انحراف ہے۔

❌ ذاتِ الٰہی کو تم نے مقید کیا یہ کفر نہیں؟

❌ درود نہ لکھنے پر فتووں کی بات

یہ موضوع حاضر و ناظر سے خارج ہے محض شخصی الزام تراشی اور موضوع کو کو جذباتی رخ دینے کی کوشش اس مکمل تحریر میں دعویٰ پر مشتمل سوالات کا صحیح جواب دینے کے بجائے الزامی طرز موضوع سے انحراف اور شخصی حملے کیے گئے جو مناظرہ کی کئی شرائط (6) کے بر خلاف ہیں۔

ممبران کا وقت ضائع کیا موصوف نے آتا جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

موصوف نے مناظرہ کی ابتدا میں جو دعویٰ سامنے رکھا تھا اسی دعویٰ کی روشنی میں چند علمی و تنقیحی سوالات اٹھائے تاکہ اصل موقف کی نوعیت واضح ہو اور اس میں موجود اشکالات کا ازالہ کیا جا سکے لیکن افسوس کہ بجائے ان سوالات کے علمی و اصولی جواب دینے کے مخالف فریق نے بارہا موضوع سے ہٹ کر دیگر عنوانات جیسے حیات النبی ﷺ، سماع موتی، کشف و کرامات، روحانیت اولیاء اور الزاماتی انداز میں دیوبندی اکابر کے اقوال پر طویل مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کر دیا مناظرہ کی طے شدہ شرائط کے خلاف موصوف لگا رہا۔

ہم موضوع سے ہٹے تمام اعتراضات پر صرف ✖ کا نشان لگائیں گے چاہتے تو ہر ہر جز کا تفصیلی جائزہ لیکر جوابات عرض کرتے اگر موصوف کو شوق ہو تو اگلا موضوع حیات النبی ﷺ، ارواح اولیاء، کشف و کرامات رکھے اور علماء دیوبند کا نظریہ سننے کی جسارت کرے۔

منتظم صاحب نے روکا بھی تھا۔ماشاء اللہ ! بڑے ادب و احترام کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے مناظرے کے منتظم و نگران صاحب نے تو خود انہیں موقع پر ہی مؤدبانہ انداز میں روک دیا تھا کہ جناب موضوع حاضر و ناظر ہے مہربانی فرما کر وہیں رہیں سوالات کے جوابات دیں مگر موصوف نے نہ ماننا تھا نہ مانا جب دلیل نہ ملی تو فوراً پانی میں مدھانی مارنا شروع کر دی اور پھر وہی پرانی عادت-:

کبھی حیات النبی ﷺ۔

کبھی کشف۔

کبھی کرامات۔

گویا دعویٰ گم اور عنوان گولا ایسا محسوس ہوا جیسے تیر مارنے نکلے تھے مگر نہ کمان سیدھی تھی نہ نشانہ بس ہواؤں میں تیر چلاتے رہے اور پھر بھی سمجھتے رہے کہ جوابات اچھے جا رہے۔

کہاں دعویٰ جسم کے ساتھ حاضر وناظر کا اور کہاں جسم مثالی کی پناہ گاہیں یہ مناظرہ ہے یا بچوں کی کہانی کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ موضوع پر آپ کسی تحریر میں نظر نہیں آتے دامنِ استدلال تھامتے چلو ہم تو اب کا ٹالگا کر صرف مسکرائیں گے ❌۔

اگر دو جہتیں تسلیم کرنا آپ کے نزدیک تضاد ہے تو بتائیں

" ❌ موضوع دو جہتیں نہیں بلکہ جسم کے ساتھ ایک وقت میں کئی مقامات پر موجودگی ہے۔

نانوتوی کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا بدن سے اخراج نہیں ہوا جبکہ امت کا اجماع ہے کہ اخراج ہوا اب یہاں کیا جواب دیں گے ؟

(حیات النبی ﷺ موضوع نہیں)

پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات دنیوی حاصل ہے یا برزخی اس کی جہات بیان ہوئی ہیں اب اسے تضاد کا نام دیں گے یا جہات کا؟

(حیات دنیوی یا برزخی موضوعِ مناظرہ نہیں ہے)

مماتیوں سے مناظرے کے وقت بریلوی بن جاتے ہو اور بریلویوں سے مناظرے کے وقت مماتی ایسے نہیں چلے گا

❌ دیوبندی تضادات کا نام دے رہا ہے حالانکہ ہم نے واضح کیا یہ جہات ہے اس تضاد کا نام دینا تمہاری سوچ کا تضاد ہے

موضوع سے انحراف صرف طعن۔

جی بڑی موضوع سے متعلق تفصیلات دی آپ نے مزہ آگیا

✖جی کاٹے دیکھ کر مزہ لیتے رہیں۔اب بونگیاں کون مار رہا ہے سب دیکھ رہے

بیک وقت کئی مقام پہ جلوہ فرما ہونا جسم مثالی کی صورت میں ہے

(جسم مثالی موضوع کا حصہ نہیں اصل دعوی جسم عنصری کے ساتھ حاضری کا تھا)

جیسے تھانوی نے نانوتوی کے واقعے میں خود تسلیم کیا کہ دیوبند میں وہ جسم مثالی کے ساتھ آئے اور تصرف کس نے کیا روح نے۔

(کشف کا ذکر موضوع سے انحراف ہے)

اب بتایا جائے نانوتوی کے کئی جسم لازم آئے۔

✖

پھر ایک بزرگ مجذوب بیک وقت تیس شہروں میں جمعہ پڑھیں کیا یہ توحید کے متصادم نہیں؟

اس بزرگ کی مثال کئی بار ہو چکی۔

(کسی بزرگ کی کرامت کا بیان یا دعویٰ مناظرہ کے اصل موضوع سے انحراف)

کتنے جسم ان کے لازم آئے؟

اک چھکی لے لیں قاری ارشد مسعود لکھتے ہیں:

"جس آدمی کو الزامی جواب سمجھنے کی اہلیت نہ ہو اسے میدان مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے"

کشف القناع ج 1 ص 398

(موصوف میں عقل سمجھ ہوتی تو ہم یہ اصول ابو ایوب دیوبندی سے پیش کر چکے تھے اور الزامی جواب کا طعنہ ہمیں دے رہے ہیں)

باقی حوالہ جات تو دلائل میں آئیں گے۔

پوری تحریر میں اولیاء کے کشف کرامات ✕۔

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

"مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے "

یہاں شیخ کی روح کا ذکر موضوع سے انحراف ہے۔

مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں مثال موضوع کے عنوان پر دلیل نہیں بنتی۔

پھر فرمایا شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القاء کرے گی پھر پورا تعلق شرط ہے... حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے... اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے

یہ تصوف کی بات ہے عنوان پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

یہ تمام باتیں روحانیت القاء پیر و مرید کے تعلق اور صوفیانہ کشف و الہام پر ہیں۔

مزید ساری تحریر عنوان کے خلاف۔

سوالات ہم نے آپ کے دعویٰ پر اٹھائے ان کا براہ راست جواب دیتے اسکی توضیح بیان کرتے

لیکن آپ نے نہ تو دعویٰ کی وضاحت میں کوئی وضاحت پیش کی نہ ہمارے سوالات کا سامنا کیا

بلکہ آپ چل پڑے-:

حیات النبی ﷺ۔

سماع موتی۔

کشف و کرامات۔

روح اولیاء۔

صوفیاء کے مجذوبانہ احوال۔

دیوبندی اکابر کے اقتباسات۔

مسلسل موضوع سے انحراف کرتے رہے اور شرط نمبر 1 اور 6 کی خلاف ورزی کی

اور سن لیں کل آپ نے اپنے دعوی پر دلائل دینے ہیں وہ قرآن و حدیث اجماع وغیرہ سے کہیں آپ پھر واپس چل پڑیں پھر دیکھتے ہیں جیسے دعوے کی توضیحات میں آپ نے بونگیاں ماریں۔

دلائل کا تعین درست کرنا ورنہ کاٹے۔

تین دن آپ نے ضائع کیے ایک میسج کر کے پھر فرار سارا سارا دن انتظار ہم آپکی بونگیوں کو عشاء کے بعد جلد ختم کر دیں گے۔

آپکے باجے بجا کر۔

نماز کے بعد آتا ہوں کاٹے سے علاج ہو گا۔

پھر حیات النبی ص ﷺ ، ✖حاضر و ناظر کے دعوی پر چند توضیحات مانگی تھیں۔

✖ظنی دعویٰ حیات النبی کے بارے میں مگر منکر کی تکفیر ابو جہل سے بھی سخت کی

جواب:

یہ بحث حیات النبی ﷺ پر نہیں موضوع حاضر و ناظر بالجسم العضری سے انحراف ہے صفات الٰہیہ جیسے اوصاف تب ہوتے جب اللہ جل شانہ کے لیے تو انتقال ثابت کرتا۔

جواب:

اللہ تعالی کے لیے انتقال ثابت کرنا ہم نے نہیں کہا یہ جھوٹا الزام ہے اسکی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

------------ ✖ ------------

لہذا آئیں بائیں نہ جائیں سید ھا مدعے پہ آئیں۔

درست کہا میں تو رٹ یہی لگا رہا ہوں کب سے کہ اصل دعویٰ پر بات ہو۔

✖لا مکان کی صفت اللہ جل شانہ کی ہے مخلوق کی نہیں اشتراک والا دعویٰ باطل ہوا

جواب :

1۔اشتراک کا الزام ہمارا نہیں آپ کے دعویٰ سے لازم آرہا تھا جس پر سوالات کیے گئے یاد رہے۔

آپ مسلسل موضوع تبدیل کرتے رہے ان چیزوں پر بات چھیڑ دی جن پر نہ دعویٰ تھا نہ ہم نے انکار کیا کئی بار اسکا اوپر جواب دیا چکا۔ آپ کے اکابر حاضر و ناظر کے عقیدے کو قطعی العقیدہ کہتے ہیں بلکہ اس کے منکر کو صریح کافر بھی لکھا ہے لہذا یہ دعویٰ کہ عقیدہ ظنی ہے آپ کے اکابر کے خلاف ہے پہلے اپنے موقف کو ان سے ہم آہنگ کریں۔

✖ باقی رہا حیات النبی ص کا مسئلہ تو اس پر یہاں موقف دینا موضوع سے انحراف ہے کیونکہ مناظرہ کا اصل دعویٰ نبی کریم ﷺ کا جسم عنصری کے ساتھ بیک وقت کئی جگہ حاضر وناظر ہونا ممکن ہے۔

رہا قطعی و ظنی کی اقسام کا تفصیلی ذکر تو اس کی یہاں ضرورت نہیں وہ بحث دلائل کے سیاق میں آئے گی۔

یہاں موضوع حاضر وناظر بمع جسم عنصری بیک وقت کئی جگہ ہونا ہے۔نہ کہ حیات النبی وﷺ اس لیے اس اعتراض کا یہاں ذکر ہی موضوع سے انحراف ہے۔

آپ کے اپنے اکابر نے حاضر وناظر کو قطعی مانا ہے اور منکر کو کافر لکھا ہے لہٰذا جرم کا ارتکاب اگر کہیں ہوا ہے وہاں ہوا ہے۔

(اب اگر یہ جرم تھا تو بقول دیوبندی مفتی اسکا ارتکاب اس کے اپنے حیات النبی ﷺ ،سماع الموتی اور عذاب القبر کے موضوع پہ کر چکے ہیں)

اک مجذوب کے تیس شہر کتنی بار کاٹے لگاؤں۔

مجذوب مزار والے موجودہ سنبھالے آپ موضوع مجذوب کبھی چلائیں گے پریشان مت ہوں۔

(جو دوران مناظرہ جواب نہ دے سکا وہ پھر جواب دینے کا مدعی ہے)

کئی بار جواب ہو چکا تین چار تحاریر میں وہی پرانی عادت۔

دلائل میں پیش کیجئے گا رب نے چاہا تو آپکے اکابر آپکے خلاف پیش کرنا میرا کام ہے۔

اویسی صاحب کی عبارت دلائل کی باری یں آپکو سمجھاؤں گا۔وہ آپکے خلاف نظر آئیں گے استدلال نہیں سمجھا آپ نے۔

فیض احمد اویسی نے علامہ نور الدین کی بات نقل کی لیکن استدلال غلط کیا اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کی کوشش تھی۔

ہمیں پھر بھی فیض اویسی کا فائدہ وقت پر ان شاء اللہ۔

جی تضادات ہیں آپکے اکابر کے اگر ضرورت ہوں تو اک دو پیش کر دیتا ہوں باقی دلائل کے وقت پیش کروں گا۔

یہی کنزالعمال دلیل میں کل پیش کرنا اس حدیث کا جائزہ آپکے سامنے رکھیں گے۔ سمجھ پڑ جائے گی کہ دعوے کے مطابق ہے یا نہیں باقی اگر ابھی اس پر تبصرہ کروں تو کل پھر کرنا ہے۔

کیوں کہ دلائل میں اپنے اپنے دعوے پر احادیث پیش کرنی ہیں یہی حدیث کل دعوے میں پیش کر دینا پھر جواب سننا عقل ٹھکانے لگا دوں گا۔

(ہم نے یہ حدیث بطور دلیل کئی بار پیش کی موصوف کو کلام کرنے کی جرات نہ ہوئی)

موضوع سے انحراف۔ علامہ شاطبی کی جو آپ نے پیش کی ہے وہ دراصل وہ آپکے کے خلاف جاتی ہے نہ آپکے کے حق علامہ شاطبیؒ کا یہ قول نقل کیا۔

إنما الأدلة المعتبرة ههنا المستقرأة من جملة أدلة ظنية تظافرت على معنى واحد حتى أفادت القطع

عبارت کا مفہوم آپکے کے خلاف حجت ہے۔ علامہ شاطبی فرما رہے ہیں کہ:

جب ظنی دلائل کثرت و تظافر سے ایک ہی مفہوم پر مجتمع ہو جائیں اور وہ یقین قطعیت پیدا کر دیں تب وہ حجتِ قطعی کا درجہ پاتے ہیں ورنہ انفرادی ظنیہ دلائل نہ عقیدہ بنتے ہیں نہ کفر و ایمان کا مدار بنتے ہیں۔

اب سوال آپ کے عقیدے نبی ﷺ جہاں چاہیں جب چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں پر کیا وہ تمام دلائل ظنیہ متظافر ہو کر قطعیت کے درجہ پر پہنچے؟ نہیں نہ کوئی تواتر لفظی ہے نہ تواتر معنوی نہ کوئی یقینی مفہوم حاصل ہے بلکہ آپ کے دلائل متفرق، مختلف تاویلات پر مبنی ضعیف اور مغالطوں سے بھرے ہیں لہٰذا شاطبیؒ کی شرط کے مطابق یہ

عقیدہ نہ قطعی بنانہ ظنیہ کو جمع کر کے قطعیت ملی تو آپ کا دعویٰ اسی قاعدہ کے تحت بے حجت اور مردود ہے اگر آپ شاطبیؒ کے قاعدے کو مانتے ہیں تو؟

تو پھر آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ظنی دلائل اگر تعدد کے باوجود یقین کا فائدہ نہ دیں تو وہ نہ عقیدہ بنتے ہیں نہ ان پر تضلیل و تکفیر ہو سکتی ہے اور اگر ان سے شرکیہ یا کفریہ لوازم نکلتے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کو صفاتِ خالصہ الٰہیہ میں شریک کرنا تو پھر باطل عقائد پر مبنی ظنیات کو قطعیت کا درجہ دینا بدعت اور تحریف فی الدین کہلاتی ہے۔

آپ کی پیش کردہ عبارت آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف ایک تلوار ہے کیونکہ اس میں ظنیات کو اس وقت معتبر کہا گیا ہے جب وہ:

تعداد میں بہت ہوں۔

ایک ہی مفہوم پر جمع ہوں۔

یقین کا درجہ حاصل کر لیں۔

جبکہ آپ نہ تو تعداد پیش کر سکتے ہیں نہ ان کا مفہوم ایک نہ اس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور نہ امت کا اجماع ہے۔

بلکہ آپ صرف عوامی تاثر اور جذباتی قیاس سے صفاتِ الٰہیہ کو مخلوق میں منتقل کر کے شرک کی وادی میں جا پہنچے ہیں لہٰذا شاطبیؒ کی عبارت کا درست اطلاق آپ کے نظریے کو رد کرتا ہے حجت نہیں بناتا۔

(موصوف شاید قرآن مجید کی آیات پہ اقوال مفسرین، احادیث اور اقوال اکابرین امت دیکھ کے اندھے ہو چکے تھے)

کئی بار اسکا جواب دیا گیا سوالات وہیں کے وہیں رہ گئے ہیں۔

جمال الاولیاء موضوع نہیں۔

الزامی جواب موضوع کے خلاف ہے۔

کرامت ہے موضوع اولیاء کی کرامات نہیں۔

مماتی مولوی سے بات ہو گی تو پیش کر دیں گے آپ کیوں مماتی مماتی مماتی مماتی پوری پوری تحریر لکھ ماری۔

حیات النبی سید الکائنات (نور الحسن) لیکن یہاں یہ حوالہ دینا درست نہیں۔

اوپر اک مثال دی تھی پھر دیتا ہوں پھر دوبارہ اک پچکی لے لو۔

آپکا مولوی کہتا ہے کہ جسکو الزامی جوابات سمجھنے کی اہلیت نہ ہو اسکو مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے۔

حبیب اللہ تونسوی سماع موتی ارے یار تجھے خود بھی عقل تھی یا بس جواب مار تارہا بس سماع موتی ❌

ناظرین دیکھ لیں اسکا حوالہ سماع موتی کتاب بھیج دی۔

ناظرین کرام کی خدمت میں

الحمد للہ ! ______________________

آپ سب نے مشاہدہ فرمایا کہ مناظرہ کے دوران ہم نے پورے ادب اور اصولی طریقے سے کچھ سوالات طلب کیے تھے ہم نے موضوع سے متعلق تمام تحاریر کا بغور مطالعہ کیا اور اصل دعوے پر صاف واضح اور علمی سوالات رکھے ۔موضوع تھا حضور ﷺ کا جسم کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر حاضر ہونا۔______________________ کچھ ہم نے سوالات قائم کیے تھے کہ دعوی کی کافی سارا تضاد ہے۔بجائے اسکے کہ تضادات کو حل کرتے ______________________ جواب میں کیا ملا؟

کبھی "حیات النبی ﷺ" کی بحث کبھی "سماع موتی" کی طرف رخ کبھی "کشف و کرامات" کے واقعات اور بار بار "اکابر دیوبند کے مجذوبوں" کے تذکرے۔

ہم نے پچھلی تمام تحاریر کا مکمل وواضح جائزہ لیتے ہوئے ان میں موجود مغالطوں انحرافات اور اصولی لغزشوں کی نشاندہی کر دی ہے ہر مقام پر اختصار کے ساتھ مناسب رد اور وضاحت فراہم کی گئی تا کہ ناظرین کے لیے معاملہ صاف اور حقیقت واضح ہو جائے۔

اب گفتگو کا اگلا مرحلہ شروع ہو گا دلائل مخالف فریق اپنے دعوے پر قرآن حدیث اجماع اور معتبر اقوال کی روشنی میں براہِ راست دلائل پیش کریں گے۔ پچھلے جوابات حوالہ بازی یا غیر متعلقہ واقعات کی طرف پلٹنے کی کوئی گنجائش نہیں جو دعویٰ کیا گیا تھا اب دلائل سے اس کا اثبات لازم ہے۔

ناظرین خود دیکھیں گے کہ دعویٰ کہاں تک بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔ بریلوی مناظر ارسلان کا دعوی احباب پڑھ لیں:

نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرماہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جب آپ چاہیں جہاں چاہیں جسمانی طور پر جاسکتے ہیں اور ایک وقت میں ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں

اس دعوی پر دلائل پیش کریگا اک بندہ بار بار مطالبہ کر رہا تھا شاید وہ مطالبہ مناظر صاحب بھی کر کے پھر اپنی صفائیاں پیش کرے۔

تو پھر ہمیں تفصیل کی اجازت ہو گی اس وقت صرف ہم نے کاٹے لگائے کاٹے کی وجوہات بھی ہم تفصیل سے بیان کرتے بات پھر لمبی تحاریر کی طرف مڑ جاتی پھر انکے جوابات دیناضروری ہوتا وہ مطالبہ یہ ہے۔

انہوں نے مثالیں پیش کی ہیں تو جواب عرض ہے کہ قیاس کے شرائط تو پڑھے ہوں گے مثلاً قیاس کے درست ہونے کے لیے مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان علتِ مشترکہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے:

1۔ اتحاد علت مقیس اور مقیس علیہ میں جو حکم لگایا جارہا ہے وہ ایک مشترک علت کی بنیاد پر ہو۔

2. علت منصوصہ علت شریعت سے منصوص۔

3۔ علت مؤثر فی الحکم ہو وہ علت شرعاً موثر ہو یعنی وہی علت ہو جس پر شریعت نے حکم کو مبنی کیا ہو۔

4۔ فرع و اصل میں علت کا تحقق ہونا مقیس اور مقیس علیہ دونوں میں علت فعلاً پائی جاتی ہو۔

5. اصل کا حکم ثابت بالنص ہو اصل مقیس علیہ کا حکم قرآن سنت اجماع یا قیاس سابق سے ثابت ہو محض گمان پر نہ ہو۔ ورنہ قیاس مع الفارق اصل اور فرع میں ایسا فرق نہ ہو جو قیاس کو باطل کر دے۔

جب مقیس و مقیس علیہ میں علتِ مشترکہ پائی جائے وہ شرعی طور پر موثر ہو اور حکم نص یا اجماع سے ثابت ہو تو قیاس درست ہوتا ہے اگر ان میں فرق ہو یا علت واضح نہ ہو تو قیاس باطل کہلائے گا۔

اسی بنیاد پر کشف و کرامات یا حیات النبی ﷺ جیسی مثالوں کو حاضر و ناظر کے دعوے پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ان میں علتِ مشترکہ نہیں یہ بات وضاحت طلب ہے کہ کسی دعوے کی وضاحت کے لیے محض مشابہ مثالوں سے استدلال کافی نہیں ہوتا بلکہ فقہاء و اصولیین کے نزدیک قیاس کی صحت کے لیے علتِ جامعہ کا پایا جانا شرط ہے۔

قاعدہ

إذا اختلفت العلة بطل القياس

جب علت مختلف ہو تو قیاس باطل ہوتا ہے آپ اپنے دعوے پر وضاحتی بیان دینے کے لیے

حیات النبی ﷺ، سماع موتی، کشف و کرامات کو بطور قیاس یا استدلال پیش کرنا قیاس کی شرائط کے خلاف ہے۔

1۔ حیات النبی ﷺ کا تعلق برزخی حیات سے ہے جسمانی احاطۂ مکانی سے نہیں۔ اور ہمارا اختلاف مماتیوں سے کیفیت پر ہے۔

2۔ سماع موتی ایک سماعتی ادراک ہے، جسمانی تصرف یا تعددِ مقام سے اس کا ربط نہیں۔

3۔ کشف و کرامات خرق عادت روحانی امور ہیں جن میں دوام تعدد یا جسمانی حلول نہیں پایا جاتا

لہٰذا ان مثالوں سے آپ کا مذکورہ دعویٰ نہ قیاس کے اعتبار سے ثابت ہوتا ہے نہ اصولِ استدلال کے مطابق یہ تنقید ان مثالوں کے بیان پر نہیں تھی۔۔۔ بلکہ ان سے غلط طریقہ استدلال پر ہے

کیونکہ غلط بنیاد پر صحیح نتیجہ بھی معتبر نہیں ہوتا اور مخالف فریق اگر کہے کہ خصم کو الزام دینا مقصود تھا تو

الزام کی بنیاد وہ مثالیں تھیں جو خود خصم نے دیگر مسائل سے پیش کیں مگر وہ مثالیں اس مسئلے حاضر وناظر سے اصولاً و نوعیتاً مختلف تھیں۔ مثال دینا الزام کا باعث نہیں ہوت مگر جب کوئی غیر متعلقہ مسئلے

جیسے حیات النبی ﷺ، سماع موتی، کشف و کرامات سے قیاساً استدلال کرے تو یہ قیاس باطل ہوتا ہے کیونکہ ان مسائل کی کیفیت حقیقت اور دائرہ اثر حاضر وناظر سے مختلف ہے۔

مقیس اور مقیس علیہ میں علتِ جامع نہ ہو تو قیاس فاسد الاعتبار ہوتا ہے۔ لہٰذا، ہمارا اعتراض مثالوں پر نہیں بلکہ ان مثالوں سے استدلال کرنے کے طریقے پر ہے۔ جب تم نے دیگر مسائل سے حاضر وناظر پر قیاس کیا تو ہم نے اسی محلِ قیاس پر کاٹے لگائے۔

پس الزام کا سبب تمہارا قیاسِ فاسد نہ کہ ہماری تنقید ہوگی۔ موضوع سے انحراف کیا ہم نے صرف خلطِ مبحث پر گرفت کی۔

منتظم مناظرہ

دعوی، جواب دعوی دونوں مکمل ہوئے دعوی پر تنقیح والزامات مکمل ہوئے جواب دعوی پر بھی الزامی سوالات آچکے۔

مناظرے کا اگلہ مرحلہ

دعوی وجواب دعوی پر دلائل کا دور اس کے متعلق میں چند شرائط وضوابط ذکر کرتا ہوں وقت کے تعین کے حوالہ سے چند شرائط۔ مناظرہ کے اگلے مراحل کی ترتیب کے حوالہ سے چند باتیں۔

وقت کے تعین کے ضوابط

1۔ تین گھنٹے کی ٹرن ہو گی

2۔ مناظر جب اپنی ٹرن شروع کر چکے گا تو وہ پابند ہو گا بلا وقفہ با تسلسل تین گھنٹے لے مثلا 8:00 سے 11:00 اس کی ٹرن مکمل ہو جائے گی درمیان میں وقفہ کی اجازت نا ہو گی۔

3۔ اگر کسی مناظر کی مصروفیت حائل ہو تو وہ ایڈمن نہیں بنے گا اپنی باری کا جب فراغت ہو گی تب ایڈمن بنے گا اور تسلسل سے اپنے تین گھنٹے لے گا۔

مناظرہ کے مراحل

ارسلان صاحب اپنے دعوی پر دلائل دیں گے۔

پھر ان دلائل کا رد امتیاز صاحب کریں گے اور الزامی سوالات کریں گے۔

پھر ان کے رد کا جواب ارسلان صاحب کریں گے اور ساتھ الزامی سوالات کریں گے۔

پھر دونوں کو الزامی جوابات کی ایک ایک ٹرن دی جائے گی۔

یہاں دلائل کا اجمالی دور مکمل ہوا۔

پھر الزامی سوالات کے جوابات کسی بھی ایک فریق کے رہ گئے ہوں گے ان کا مطالبہ منتظم کرے گا۔

اور جوابات دینے کا پابند کرے گا۔

اس کے بعد مناظرہ اختتام پزیر ہو گا۔

ارسلان صاحب کی باری شروع ان کا وقت 11:12 تک ہے۔

عبید الرضا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام!

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

ہم نے واویلا سن رکھا تھا کہ دیوبندی مناظر امتیاز دلائل کے انبار لگا دیں گے اور ہماری گرفت کا جواب دیں مگر ہمیں حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہوا کہ جو شخص علمی اصطلاحات کو سمجھنے سے قاصر ہے وہ مناظر بن کے آ گیا۔

موصوف کی خلاف ورزیاں

موصوف ہمیں بار بار شرائط کی خلاف ورزی کا طعنہ دیتے ہیں مگر الحمد للہ رب العالمین ہماری جانب سے اب تک کسی شرط کی خلاف ورزی نہ ہوئی۔

منتظم صاحب کو میں نے توجہ دلائی کہ امتیاز صاحب بار بار شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں مگر ان کی جانب سے کوئی تنبیہ ان کو نہ کی گئی حالانکہ طے ہو چکا تھا کہ اب شرائط کی خلاف ورزی شکست کی دلیل ہو گی اصولی طور پہ دیوبندی مناظر مناظرہ ہار چکا ہے ثبوت ملاحظہ ہوں۔

موصوف شروع سے ہی بدزبانی کرتے آرہے ہیں مگر ہمارا بڑا پن کہ ابھی تک ہم نے ان کو ان کی زبان میں جواب نہیں دیا۔

ورنہ منہ میں زبان ہم بھی رکھتے ہیں

موصوف کی علمی غلطیوں سے آگہی کے بعد ہم دلائل کی جانب بڑھیں گے۔

حیات النبی ﷺ اور سماع الموتی کی اصطلاحات سے فرار

ہم نے سماع الموتی و حیات النبی ﷺ سے اصطلاحات اور موصوف کے گھر کے فتاوی جات اور بقول ان کے تضادات پیش کئے جس کا جواب تو ان سے بن نہ سکا اسے موضوع سے انحراف کہہ کر جان چھڑائی اور ہمیں قیاس مع الفارق کا طعنہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی۔

حالانکہ یہ قیاس مع الفارق نہیں حیات النبی ﷺ اور حاضر وناظر یہ لازم وملزوم ہیں جو حیات النبی ﷺ کا قائل ہے اسے حاضر وناظر کا قائل ہونا پڑے گا۔

بصورت دیگر مماتیوں کی طرح عقیدہ اپنالے یا نجدیوں کی طرح عقیدہ اپنالے اس پہ ہم آگے چل کر دلائل قاہرہ قائم کریں گے کہ حیات النبی ﷺ اور حاضر وناظر لازم وملزوم ہیں۔

یہاں نہ قیاس مع الفارق ہے نہ باطل استدلال بلکہ ان کو قیاس مع الفارق کے تحت جدا کہنا کم علمی ونادانی اور اکابرین کی تصریحات کے خلاف ہے۔

قیاس فاسد کن کا اہلسنت کا یا وہابیہ کا

افسوس کا مقام تو یہ ابو جہل و ابو لہب کفار و مشرکین کے سماع سے استدلال کر کے انبیاء کرام علیہم السلام کا سماع ثابت کرنے والے دیوبندی اب ہمیں قیاس مع الفارق کا طعنہ دے رہے ہیں۔ جسے نص کی اقسام کا علم نہیں جسے قطعی و ظنی کی اقسام و ان کے جدا جدا احکامات کا علم نہیں وہ بھی میدان مناظرہ میں اتر آیا۔

اب مقیس و مقیس علیہ میں فعلا علت ماننے پہ بتاؤ سماع الموتی کفار و مشرکین اور سماع الانبیاء میں کیا علت فعلا مشترک ہے؟ اب بقول تمہارے کفار و مشرکین کے سماع پہ نصوصِ صریحہ موجود ہیں انبیاء علیہم السلام کے لئے قیاس ہائے دیوبندی تیری قسمت۔

کشف و کرامت پہ جواب

پھر موصوف کی علمی کم فہمی کشف و کرامت کو بار بار زیر بحث لا رہے ہیں اول تو آپ کے بزرگوں نے کشف و کرامت کو عقیدہ میں شمار کیا ہو تو آپ کے جواب کی کیا حیثیت رہی؟ پھر آپ کی علمی کم فہمی یہ ہم بار بار اسے ظنیات و فضائل میں شمار کر رہے ہیں۔ اور آپ ضد پہ اڑے ہیں معجزہ و کرامت فضائل میں سے ہی ہے اور ظنیات میں سے ہی لہذا ہمارا دعوی الحمد للہ رب العالمین یہاں سے ہی ثابت ہو چکا ہے۔

برداشت کا دامن تھوڑا وسیع کیجیے ہم نے آپ کی زبان پہ آپ کو نمونے دیکھا دیے شرائط کی خلاف ورزی بار بار آپ کی جانب سے ہوئی مناظرہ اصولی طور پہ ختم ہو چکا تھا۔

جمال الاولیاء اور امداد السلوک کے حوالوں سے فرار

آپ کے ہاں تیس شہروں میں جمعہ پڑھنا جسم کے ساتھ ہے یا خیالی اس کا جواب آپ نے اب تک نہ دیا نہ قیامت کی صبح تک دیں گے۔ پیر کی روحانیت ہر مرید کے ساتھ ہے اسکا جواب نہ دیا سوائے کرامت کے اگر پیر کی کرامت اس کا فضل ہے نبی کا معجزہ کیوں باب فضل میں سے نہیں؟

کیا بطور معجزہ نبی پاک ﷺ کئی مقامات پہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟

کیا آپ کے لئے زمین سمیٹی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

جیسا کہ ہم جمال الاولیاء سے پیش کر چکے۔

ولی کی ایک صدا میرا یہ قدم کل ولیوں کی گردن پہ تمام اولیاء سنیں۔

اور نبی پاک ﷺ کے لئے بطور معجزہ ایسا فضل ماننا شرک کب سے ہوا؟

خیر یہ تو ان کی جوابی تحاریر پہ تنقیدی جوابات تھے جن کا جواب صبح قیامت تک ان پہ قرض رہے گا۔

مسئلہ حاضر وناظر پہ اہلسنت کا مقدمہ

اب ہم دلائل کی جانب بڑھنے سے پہلے اہلسنت کا مقدمہ آپ کے سامنے رکھیں گے۔

1۔ نبی پاک ﷺ کے حاضر وناظر ہونا باب الفضائل اور ظنیات سے ہے۔ جس کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے۔

2۔ پھر آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی مختلف جہات ہیں۔

3۔ آپ ﷺ امت کے اعمال پہ حاضر وناظر ہیں۔

4۔ امت کے اعمال آپ ﷺ پہ پیش کیے جاتے ہیں۔

5۔ آپ ﷺ روضہ انور میں تشریف فرماہیں۔

6۔ آپ بیک وقت کئی مقامات پہ حاضر ہوسکتے ہیں۔

7۔ آپ ﷺ کی روحانیت ونورانیت عالم میں حاضر وناظر ہے۔

8۔ آپ ﷺ دنیا کو مثل کف دست ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

9۔ آپ ﷺ جہاں چاہیں باذن الٰہی تشریف لے جاسکتے ہیں اور عالم میں تصرف فرماسکتے ہیں۔

10۔ لیکن جسد اطہر سے روضہ انور کبھی خالی نہیں ہوا۔

اسی پہ اہلسنت کا مقدمہ ہے اب کسی عالم نے کس جہت کا بیان فرمایا کسی نے کس کا جیسا کہ یہ باب الفضائل وظنیات سے ہے تو اس کے منکر کا حکم ہم پہلے بیان کر چکے نہ تکفیر نہ تضلیل لیکن دیوبندیوں کے نزدیک جیسے حیات النبی ﷺ کا انکار بسبب بغض کیا جائے تو کفر ہے ایسے ہی نبی پاک ﷺ کے کسی فضل کا انکار بسبب بغض کفر ہے اسی پہ اہلسنت کے علماء کے فتاوی موجود ہیں۔

مسئلہ حاضر وناظر پہ قرآنی دلائل

دلیل نمبر1:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا (45) وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (46)

ترجمہ: کنزالایمان

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

اب یہاں ہم سب سے اول دیکھتے شاھد سے ہمارا استدلال کس حد تک درست ہے۔

شاہد کے معنی حاضر وناظر ہونے کا ثبوت

لغت قرآن کی مستند ترین کتاب "مفردات" میں امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُورُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ إِمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ

یعنی شہود وشہادت حاضر ہونا ہے دیکھنے کے ساتھ آنکھ سے ہو یا بصیرت سے۔

مجمع بحار الانوار میں ہے:

وَالشَّاهِدُ مِنْ أَسْمَائِهِ لِأَنَّهُ يَشْهَدُ يَوْمَ الْقِيمَةِ الْأَنْبِيَاءَ عَلَى الْأُمَمِ بِالتَّبْلِيغِ وَيَشْهَدُ عَلَى أُمَّتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ أَوْ هُوَ بِمَعْنِى الشَّاهِدِ اللحَالِ كَأَنَّهُ النَّاظِرُ إِلَيْهَا

اور شاہد اسماء النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے میں سے ہے یعنی آپ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ان کی تبلیغ کے بارے گواہی دیں گے اور اپنی امت پہ بھی گواہی دیں گے اور عدالت کی تصدیق فرمائیں گے کیونکہ شاہد حال کا مشاہدہ کرنے کے معنی میں ہے

مجمع البحار میں ہے:

وَأَنَا شَهِيدٌ أَى أَشْهَدُ عَلَيْكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ فَكَأَنِّى بَاقٍ مَعَكُمْ (ط) أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ أَى يَشْفَعُ وَأَشْهَدُ بِأَنَّهُمْ بَذَلُوا أَرْوَاحَهُمْ لِلّٰهِ وَفِيهِ أَنَّ تَعْدِيَّتَهُ يُنَافِيهِ فَمَعْنَاهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ أُرَاقِبُ أَحْوَالَهُمْ وَأَصُونُهُمْ مِنَ الْمُكَارِهِ

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں شہید ہوں تمہارے اعمال کی تم پہ گواہی دینے والا میں تمہارے ساتھ ہوں میں ان پہ شہید ہوں یعنی شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا انہوں نے رضائے الٰہی کے لئے اپنی ارواح کو خرچ و قربان کیا۔

اس پہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اسکا متعدی ہونا اس معنی کے منافی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کا محافظ ہوں اس کے حالات کا نگران اور انہیں مکروہات سے بچانے والا اب غور فرمائیں۔

"شاهد الحضور مع المشاهدة بالبصر" کا ہی نہیں بلکہ الحضور مع المشاهدة بالبصيرة کا بھی مجموعہ ہے اس سے ہمارا موقف حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کی جہات:

1۔ اعمال کا پیش ہونا

2۔اعمال پہ حاضر وناظر ہونا

3۔بالبصر و بالبصیرۃ روحانی وجسمانی طور پہ حاضر وناظر ہونا ثابت ہوا۔

اقوال مفسرین اور معنی شاھد

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہم اقوال مفسرین دیکھتے ہیں تفسیر جمل میں ہے:

قوله على من ارسلت اليهم اى تترقب احوالهم وتشاهد اعمالهم و تتحمل الشهادة على ما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ما هم عليه من الهدى والضلال تؤديها يوم القيمة اداء مقبولا فيما لهم وفيما عليهم

مدارک میں ہے:

(يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا) على من بعثت اليهم بتكذيبهم وتصديقهم

جلالین میں ہے:

شاهدًا على من ارسلت عليهم

بیضاوی میں ہے:

(شاهدًا) على من بعثت اليهم بتصديقهم وتكذيبهم ونجاتهم وضلالهم

اسی طرح روح المعانی میں ہے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا على من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ما هم عليه من الهدى والضلال وتؤديها يوم القيمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم

اب ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ مبعوث فرمائے گئے کس لئے امتوں کی تصدیق کے لئے۔

انہیں ضلالت و گمراہی سے نکالنے کے لئے ان کے احوال کا مشاہدہ فرمانے کے لئے۔

اس سے اہلسنت کا موقف واضح ہوا کہ کہ نبی پاک ﷺ پہ امت کے احوال پیش کئے گئے۔

اب ارسلت الی الخلق کافة حدیث مبارکہ اور ان اقوال مفسرین سے واضح ہوتا ہے آپ جملہ مخلوقات کے گواہ ہیں۔ پھر ہم بحار الانوار سے پیش کر چکے و اما شهيد أي أشهد اس سے یہ امر واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ امت کے احوال پہ حاضر وناظر ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ساجد خان دیوبندی اپنا ثالث مانتا ہے وہ اس مسئلہ پہ فیصلہ کن تحریر فرماتے ہیں:

وباچندمیں اختلافات و کثرت مذاهب که در علماء امت است که یك کسی را در میں مسئله خلافی نیست که آنحضرت له بحقیقت حیات بی شائبه مجاز و توهم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجهان آن حضرت را مفیض و مربی است

فرماتے ہیں ہر چند کہ اس قدر اختلافات اور کثرت مذاہبِ کے علماء امت میں کسی کو اس مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ حقیقت حیات کے ساتھ بے شبہ مجاز وبلا توہم تاویل دائم وباقی اور اعمال امت پہ "حاضر وناظر" ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی جانب متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں

مکتوبات بمع حاشیہ اخبار الاخیار ص 151

لیجیے جناب! یہ وہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہیں جن کی ثقاہت کا اقرار تھانوی صاحب کو بھی ہے۔ وہ واضح اقرار کر رہے ہیں کہ کسی کو اس مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا اب اگر کسی نے اختلاف کیا ہے تو وہ اس چیز کی فکر کرے کہ اسکا نظریہ کب کی پیدائش ہے۔

اسی آیت مبارکہ پہ مذہب اہلسنت کی تائید و تصدیق

امام علّامہ محمد علی بن علّان صدّیقی مکّی مصنّف دلیل الفالحین (شرح ریاض الصالحین) [وفات 1075ھ] رحمہ اللہ- فرماتے ہیں:

"گزشتہ دلائل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم -اپنے جسدِ مبارک اور اپنی روح دونوں کے ساتھ -نہ کسی زمانے سے غائب ہیں اور نہ کسی جگہ سے۔"

اور فرمایا:

"بندوں کے تمام اعمال پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حاضری کی گواہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

گواہ وہی ہو سکتا ہے جو جس پر گواہی دے رہا ہے اُس کے ساتھ موجود ہو اور اُس کے حالات کو دیکھ رہا ہو۔ لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر عالم پر گواہ ہیں، اُس میں موجود ہیں؛ اور اسی لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت کے کسی فرد کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کوئی تقابل نہیں ہو سکتا...

اور انہوں نے فرمایا:

"انبیائے کرام علیہم السلام مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، جنہیں مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ بھی ہیں، اور حاضِر بھی ہیں جسم کے اعتبار سے بھی اور معنی کے اعتبار سے بھی۔"

اور فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کی گواہی مسلسل ہے؛ اس لیے آپ ﷺ کا تمام عوالم میں حاضر ہونا ضروری ہے، اور اسی سے یہ کائنات آپ ﷺ سے زمانے اور مقام دونوں میں بھر جاتی ہے۔"

اِتحافُ أھلِ الإسلام والإیمان بأنَّ المُصطفی لا یُخلَی عنہُ زمان ولا مکان

دلیل نمبر2:

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

البقرۃ143

دلیل نمبر3:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

سورۃ النساء41

شاہد و شہید کے معنی پہ ہم اوپر گفتگو کر چکے ہیں۔

شرح الشفاء میں شہید کے معنی ہیں:

الشھید من الشھود بمعنی الحضور و معناہ العالم

شہید شہود سے مشتق ہے اور شہید کے معنی حضور اور حضور کے معنی عالم کے بھی ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ثالثی کا اعلان بھی ساجد خان نے کیا وہ لکھتے ہیں۔

شاھدا ایك عالما و مطلعا

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ بر متدین بدین طور کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناھان شمار او درجات ایمان شمار او اخلاص و نفاق شمار او لھذا شہادت او در دنیا و آخرت بہ حکم شرع در حقیقت امت مقبول و واجب العمل است"

ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نور نبوت سے بر دیندار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے، تو حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ِایمان کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسی لیئے حضور ﷺ کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

تفسیر عزیزی

اب اس عبارت کے تحت نبی پاک ﷺ نور نبوت کے ذریعے اپنے امتی کے رتبہ و مقام مراتب ایمان نیکی و بدی سے واقف ہیں خلوص و نفاق کا تعلق دل کے حالات سے ہے شاہ صاحب کی عبارت کے مطابق نبی پاک ﷺ امتی کے احوال سے واقف ہیں۔

یہی معنی حاضر و ناظر کا ہم نے دعوی میں پیش کیا کہ آپ پہ امت کے احوال پیش کئے جاتے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

ومعنی شھادت الرسول علیھم اطلاعہ علی رتبۃ کل معتدین

خازن و مدارک میں ہے:

و یعلم بعد التھم

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لان روح النبی ﷺ شاھدۃ علی جمیع الارواح و اسلوب والنفوس بقولہ ﷺ اول ما خلق اللہ نوری

آپ امت کی گواہی دیں گے کیونکہ آپ ﷺ کی روح مبارک تمام ارواح قلوب و نفوس کو دیکھ رہی ہے

تفسیر مدارک میں ہے:

الی شاھد علی من کفر بالکفر و علی من نافق بالنفاق و علی من آمن بالایمان

آپ ﷺ کفار کے کفر منافقین کے نفاق اور مومنین کے ایمان کی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

ہم درجن بھر کتب تفاسیر سے نبی پاک ﷺ پہ اعمال امت پیش ہونے اور ان کے گواہ ہونے کی تصریحات پیش کر سکتے ہیں متلاشی حق کو ایک حوالہ جبکہ ضدی شخص کو سینکڑوں حوالے ناکافی ہوتے ہیں۔

ان دلائل قاہرہ وباہرہ سے واضح ہوتا ہے نبی پاک ﷺ امت کے احوال و اعمال سے باخبر ہیں اور یہی معنی حاضر و ناظر کا ہم بیان کر چکے۔

دلیل نمبر4:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

النحل(89)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

قرآن مجید کی جامعیت سے نبی پاک ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پہ استدلال

ناظرین کرام!

مذکورہ آیت نبی پاک ﷺ کی عظمت وشان پہ دلیل روشن ہے اس میں نبی پاک ﷺ کی شان وعظمت اور مرتبہ کا بیان ہوا کہ آپ جمیع امتوں کے شاہد ہوں گے۔ پھر اس شہادت کا علم کہاں سے حاصل ہوا قرآن مجید نے کھل کر بیان فرمادیا۔

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

اب کتاب مبین سے یہاں جمہور مفسرین کے مطابق قرآن مجید مراد ہے۔

وھو قول الجمھور : أن الكتاب ھو القرآن الكريم الذی أنزله

اب یہاں سیاق وسباق آیت سے مفہوم واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے جمیع احوال بیان فرمادیے۔

پھر ارشاد ربانی ہے:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ

پھر فرمایا:

وَلَا رَطۡبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ

اب نبی پاک ﷺ کا جمیع امتوں کا گواہ ہونا ہمارے دعوی کی دلیل ہے۔ جمیع مفسرین اکابرین امت کے اقوال ہمارے موئد ہیں۔ اب ابن کثیر بھی شاھد سے علی الناس باعمالھم مرادلیتاہے

تفسیر کبیر میں ہے:

انه ﷺ شاهد على الخلق

تفسیر خازن میں ہے:

شاهدا على الخلق كلهم

یہ دلائل پکار پکار کے اہلسنت کے دعویٰ کو ثابت کر رہے ہیں اور یہ حاضر وناظر ہونے کی ایک جہت ہے جسے علماء اہلسنت نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا فَرۡقَ بَيۡنَ مَوۡتِهٖ وَحَيَاتِهٖ فِي مُشَاهَدَتِهٖ لِأُمَّتِهٖ وَمَعۡرِفَتِهٖ بِأَحۡوَالِهِمۡ وَعَزَائِمِهِمۡ وَخَوَاطِرِهِمۡ وَذٰلِكَ عِنۡدَهٗ جَلِيٌّ لا خِفَاءَ بِهٖ۔

نبی پاک ﷺ کا اپنی امت کے احوال و دلی ارادوں اور راز کو جاننے میں موت وحیات کا کوئی فرق نہیں یہ تمام چیزیں آپ ﷺ پہ ظاہر ہیں ان میں سے کوئی امر پوشیدہ نہیں۔

مواہب اللدنیہ، زرقانی

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قَالَ الْمُتَکَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا إِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حی بَعْدَ وَفَاتِهِ وَإِنَّهُ يُسْتُ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ وَيَحْزُنُ مَعَاصِی العصاة منهم

محقق متکلمین نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں پہ خوش اور گناہوں پہ غمگین ہوتے ہیں

الحاوی الفتاوی ج2

لیجیے جناب!

ہم عقیدہ حیات النبی ﷺ کی توضیح کیوں کرا رہے تھے اسی لئے اور آپ اس جانب کیوں نہ آرہے تھے اسی وجہ سے کہ نبی پاک ﷺ کو بعد وفات حیات ماننے والے کبھی آپ کے حاضر و ناظر سے انکار نہیں کرے گا۔ وہ کسی نہ کسی جہت سے نبی پاک ﷺ کو ضرور حاضر و ناظر مانے گا۔

نبی پاک ﷺ اپنی امت پہ شاہد ہیں گزشتہ امتوں کے شاہد ہیں اس پہ قرآن مجید کی نصوص احادیث مبارکہ اور اقوال اکابرین امت شاہد ہیں۔ دیگر حوالہ جات بھی طلب پہ پیش کئے جائیں گے۔

یہاں تک نبی پاک ﷺ کے فضل و کمال سے ایک فضل شاہد ہونا بیان ہوا جس سے نبی پاک ﷺ کا اس جہت کے اعتبار سے حاضر و ناظر ہونا دلائل سے ثابت ہوا کہ آپ امت کے احوال پہ گواہ امتیوں کے احوال سے واقف ان کے گناہوں پہ ناراض اور نیکیوں پہ خوش ہوتے ہیں اور عقیدہ حاضر و ناظر کا تعلق عقیدہ حیات النبی سے ہے اس بات کو سمجھ لیں۔

اگر نبی پاک ﷺ کو کسی وصف میں بھی کوئی دیوبندی حاضر و ناظر نہ مانے وہ نبی پاک ﷺ کی حیات بعد الوفات کا منکر ہے۔

منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب کا وقت 2:15 تک ہے۔

امتیاز دیوبندی

اگر کسی دلیل میں متعدد معانی کا احتمال ہو اور وہ اپنے محل وسیاق میں صریح نہ ہو تو اس سے عقیدہ نہیں کیا جا سکتا۔

القاعدۃ الدلیل إذا تطرق إلیہ الاحتمال سقط بہ الاستدلال جب کسی دلیل میں احتمال یعنی ایک سے زائد معنی پیدا ہو جائے تو وہ دلیل استدلال کے قابل نہیں رہتی ما تطرق إلیہ الاحتمال بطل بہ الاستدلال إلا بدلیل صارف جہاں احتمال ہو وہاں استدلال باطل ہو جاتا ہے جب تک کوئی قرینہ یا دلیل صارف نہ ہو جو ایک معنی کو راجح کرے۔

إذا دار اللفظ بین الحقیقۃ والمجاز فالأصل الحقیقۃ ولا یُصار إلی المجاز إلا بدلیل نور الأنوار باب الحقیقۃ والمجاز

جب لفظ میں حقیقت و مجاز دونوں کا احتمال ہو تو اصل حقیقت ہے اور مجاز کی طرف جانا دلیل کا محتاج ہے

موصوف کا دعوی چیک کریں۔

1۔ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرما ہیں۔

2۔ تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جیسے آپ مشاہدہ فرما رہے ہوں۔

3۔ آپ ﷺ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں۔

4۔ آپ ﷺ بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

چار نکاتی عقیدہ بیان ہوا۔

جسمانی حیات کے باوجود کائنات پر مکمل نظر مکمل اختیار سے ہر جگہ جانا ہر چیز کا مشاہدہ بیک وقت متعدد مقامات پر موجودگی بریلوی مناظر کی غلط تطبیق

شاھد سے حاضر وناظر معنی کی تعین پہلی دلیل کا رد بلیغ

موصوف نے شاہد والی آیات سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ موجود حاضر وناظر ہیں۔

لیکن آیئے دیکھتے ہیں، یہ استدلال حقیقت میں ہے؟

شاھد کا معنی حاضر وناظر نہیں قرآن وحدیث میں شاہد کا معنی گواہ ہے۔

(یہ بھی موصوف کی تضاد بیانی کی دلیل ہے کہ شاہد کا معنی حاضر وناظر نہیں جب کہ خود لفظ "شہید" سے اللہ عزوجل کا حاضر وناظر ہونا ثابت کرتے رہے)

1۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا، وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

سورہ احزاب: 45-46

لفظ شاہد کا مفہوم:

امام راغب اصفہانی (مفردات القرآن) کے مطابق "شہادت" کا معنی یعنی موجود ہونا مع مشاہدہ اور یہ بصارت سے ہو یا بصیرت سے دونوں معنوں میں آتا ہے۔

چنانچہ یہاں "شاھد" کا مطلب آخرت میں گواہی دینا ہے نہ ہر جگہ حاضر وناظر جیسا کہ دیگر انبیاء کے بارے میں بھی قرآن یہی لفظ استعمال کرتا ہے جیسے -:

وَجِئۡنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا

النساء: 41

یہاں بھی گواہی قیامت کے دن کی مراد ہے نہ کہ جسمانی طور پر ہر وقت ہر جگہ موجود ہونا ہے۔

موصوف اپنے دعوے خاص پر جو دلیل لیکر اے وہ مستدل نہیں بن سکتی۔

قرآن کی جن آیات میں شَاهِدًا کا ذکر آیا ہے ان سے یہ عقیدہ لینا کہ حضور ﷺ ہر وقت جسم سمیت تمام کائنات میں موجود ہیں یا تخلیقِ کائنات سے پہلے بھی ذرے ذرے سے باخبر تھے بالکل بے بنیاد استدلال ہے۔

آیات کا سیاق وسباق اور مفسرین کی تفاسیر سے واضح ہوتا ہے کہ:

شَاهِدًا کے تین معروف معانی مفسرین نے بیان کیے ہیں۔

شاہد بمعنی گواہ بر ابلاغ دین یعنی رسول اللہ ص اپنی امت پر اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام الٰہی ان تک پہنچا دیا جیسا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی آیا:

وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡ

المائدہ: 117

2۔شاہد بمعنی گواہ بر توحید یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینے والے لا الہ الا اللہ کے داعی اور شاہد شاہد بمعنی حاضر رہ کر امت کے اعمال پر گواہ ہونا قیامت کے دن جیسا کہ امام غرناطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

شاهِداً عَلَيۡكُمۡ أی يشهد علی أعمالكم من الكفر و الإيمان.

یعنی ان لوگوں پر گواہ ہوں گے جن سے آپ کا زمانہ ملا—یعنی جس وقت وہ لوگ آپ کی موجودگی میں تھے۔

اگر شاہد سے ہر وقت جسمانی موجودگی کائنات پر محیط علم اور ہر جگہ جلوہ گری مراد لی جائے تو لفظ میں نہ صراحت ہے نہ دلیل دلیل بمطابق دعوی نہیں۔

اللفظ إذا احتمل معنيين فأكثر سقط به الاستدلال حتى يُبيّن المراد

نور الأنوار اصول الشاشی

یعنی جب لفظ کئی معانی کا محتمل ہو تو بغیر قرینہ صریح معنی پر استدلال باطل ہوتا ہے تیسری بات اگر شاہد سے ہر وقت جسمانی حاضری ہر جگہ موجودگی کائنات پر محیط علم مراد لیا جائے تو یہ دعویٰ لفظ سے ماخوذ نہیں بلکہ من گھڑت ہوگا نہ سیاق سے ثابت ہے نہ سباق سے، نہ مفسرین سے جو دعویٰ تھا چار نکات پر مشتمل جسمانی حاضری، تمام کائنات پر نظر جہاں چاہیں جانا ایک وقت میں کئی جگہ موجودگی

اس پر پیش کی گئی آیت دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ان چاروں نکات میں سے کسی پر صراحت نہیں رکھتی

استدلال غیر معتبر ہے کیونکہ احتمال متعدد موجود ہے لہذا یہ دلیل اس بڑے عقیدے پر حجت نہیں بن سکتی

دعویٰ اگر بڑا ہو تو دلیل صریح اور دعوے کے ہم پایہ ہونی چاہیے جو کہ یہاں موجود نہیں۔

شَاهِدًا گواہ کا مفہوم اور مفسرین کی توضیح

آپ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور الوہیت کی شہادت دینے والے یہ پہلا مفہوم مفسرین نے بیان کیا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے لوگوں کے ایمان وانکار پر گواہ ہیں چونکہ آپ ﷺ کے ابتدائی مخاطب مشرکین مکہ تھے اس لیے یہ گواہی ان کے ایمان وانکار پر ہوگی۔

امام غرناطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شاهداً عَلَيْكُمْ أَيْ يَشْهَدُ عَلَى أَعْمَالِكُمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَإِنَّمَا يَشْهَدُ عَلَى مَنْ أَدْرَكَهُ

یعنی آپ ان اعمال پر گواہی دیں گے جو آپ کی حیاتِ مبارکہ میں لوگوں نے کیے جیسے ایمانکفر اطاعت اور نافرمانی یہ بات رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی واضح ہے

اقول کما قال أخی عیسی وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ

المائدۃ: 117

یعنی میں ان پر اسی وقت تک گواہ رہا جب تک ان میں موجود تھا

(ماخوذ أحکام القرآن للغرناطی ج2ص454)

شَاهِدًا کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت ہر جگہ جسم سمیت موجود ہیں اور ساری کائنات کے ذرے ذرے پر آپ کی نظر ہے۔

آیت شَاهِدًا کی تفسیر مفسرین کے اقوال کی روشنی میں

تفسیر قرطبی ج14، ص200

فرمانِ باری تعالیٰ شَاهِدًا کی تفسیر میں سعید قتادہ سے نقل کرتے ہیں:

شَاهِدًا عَلَى أُمَّتِهِ بِالتَّبْلِيغِ إِلَيْهِمْ وَعَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ بِتَبْلِيغِ أَنْبِيَائِهِمْ

یعنی نبی ﷺ اپنی امت پر تبلیغِ دین کی گواہی دیں گے اور دیگر امتوں پر انبیاء کے ذریعے تبلیغ کی گواہی دیں گے۔

(تفسیر بغوی تفسیر سورہ مزمل، آیت 15)

شَاهِدًا لِلرُّسُلِ بِالتَّبْلِيغِ

یعنی آپ ﷺ دیگر رسولوں کی تبلیغ پر گواہ ہوں گے

(تفسیر کبیر امام رازی، ج30، ص391)

امام رازی رحمہ اللہ سورہ مزمل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

مَا مَعْنَى كَوْنِ الرَّسُولِ شَاهِدًا عَلَيْهِمْ؟

1۔ آپ ﷺ قیامت کے دن ان کے کفر اور تکذیب پر گواہی دیں گے

2۔ آپ دنیا میں حق کو واضح کرنے والے اور باطل کو رد کرنے والے ہیں۔ جیسے گواہ اپنی گواہی سے حق واضح کرتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يُوصَفَ النَّبِيُّ بِأَنَّهُ بَيَّنَ الْحَقَّ وَالشَّهَادَةُ فِي الْآخِرَةِ حَقِيقَةٌ وَفِي الدُّنْيَا مَجَازٌ، وَالْحَقِيقَةُ أَوْلَى

گواہی قیامت میں شہادت مراد ہے اور چونکہ حقیقت مجاز پر مقدم ہے اس لیے آیت میں مراد قیامت کی شہادت ہی ہے۔ تمام معتبر تفاسیر میں آیت شَاهِدًا سے مراد یا تو تبلیغ کی گواہی ہے یا قیامت میں گواہی دینا یا حق و باطل کو واضح کرنا کہیں بھی ہر وقت ہر جگہ ہر فرد کے ساتھ حاضر ہونا یا جسمانی حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم موجود نہیں لہٰذا اس آیت سے عقیدہ حاضر و ناظر نکالنا تحریف معنوی اور نصوص کی غلط تاویل ہے۔

علماء ومفسرین نے سورہ احزاب اور دیگر مقامات پر مذکور شَاهِدًا کی تفسیر شَهِيدًا کے مفہوم میں کی ہے یعنی آپ ﷺ کا گواہ ہونا اور اس گواہی کی وضاحت قرآن مجید کی دیگر آیات سے ہوتی ہے جن میں نبی کریم ﷺ اور امتِ محمدیہ کو شہید (گواہ) فرمایا گیا ہے۔

چند آیات ملاحظہ ہوں

سورہ البقرہ آیت 143

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور اسی طرح ہم نے تمہیں امتِ وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہو

سورہ النساء، آیت 41

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

سوچو اُس وقت کو جب ہم ہر امت میں ایک گواہ لائیں گے، اور آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

سورہ النحل، آیت 89

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ

اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے، اور آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے

سورہ الحج، آیت 78:

لِّيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔

"شَاهِدًا" کی تفسیر خود قرآن نے شَهِيدًا کے ذریعے بیان کر دی یعنی آپ ﷺ کا امت پر اور امت کا دیگر لوگوں پر تبلیغِ حق کی گواہی دینا یہ گواہی قیامت کے دن دی جائے گی جیسا کہ سیاق وسباق اور دیگر آیات سے ثابت ہے۔

لہٰذا ان آیات سے ہر وقت ہر جگہ نبی ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ہر گز ثابت نہیں ہوتا۔

آیت میں شَاهِدًا سے مراد کسی طرح سے ہمہ وقتی جسمانی موجودگی نہیں بلکہ وہی گواہی جو نبوت کے دائرہ کار میں داخل ہے۔

یعنی ابلاغِ دین شہادتِ وحدانیت اور مخاطبین کے اعمال پر اطلاع یہ تفسیر اس بات کا صریح رد ہے کہ آیت مذکورہ سے حاضر و ناظر بطور عقیدہ یا ہر وقت جسمانی جہان چاہیں جس وقت چاہیں بیک وقت کئی مقامات پر حاضری مراد نہیں لی جا سکتی۔

شاہد اور شہید کا مطلب تبلیغِ رسالت پر گواہی دینا ہے نہ کہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہونا

قرآن کی تفسیر حدیث سے گواہی کا مفہوم واضح

قرآن کی جن آیات میں نبی کریم ﷺ کو شَاهِدًا اور شَهِيدًا فرمایا گیا ان کی بہترین تفسیر خود حدیثِ رسول ﷺ سے ہو جاتی ہے۔

حدیث کے الفاظ (صحیح بخاری)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: *قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيُدْعَى قَوْمُهُ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ. فَيُقَالُ لِنُوحٍ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. فَتُدْعَوْنَ فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ. فَيَشْهَدُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا...

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، آیت 143

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن حضرت نوح کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم نے (اپنی امت کو) پیغام پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا: کیا نوح نے تمہیں پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا۔

تب نوح سے کہا جائے گا: تمہارے حق میں کون گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت۔ پھر تم لوگوں (امت محمدیہ) کو بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ نوح نے پیغام پہنچا دیا تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تمہارے حق میں گواہی دیں گے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا...

اس حدیث میں شہادت کا مطلب ابلاغ و تبلیغ کی تصدیق کرنا ہے نہ کہ عالمگیر حاضری یا ذرے ذرے کا مشاہدہ نوح علیہ السلام کی قوم انکار کرے گی تو نبی کریم ﷺ اور امت محمدیہ گواہ بنیں گے۔ کیا امت نے حضرت نوح کو خود دیکھا؟ نہیں، بلکہ وحی اور علمِ وحی کی بنیاد پر گواہی دیں گے

اگر نبی کریم ﷺ کا شاہد ہونا حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے تو امت کا بھی یہی مطلب ہو گا جو کہ باطل ہے۔

یہ حدیث آپکے دعوے کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس میں گواہی علمِ وحی پر ہے نہ کہ مشاہدہ و موجودگی پر

اس حدیث سے نہ نبی ﷺ کے ہر جگہ موجود ہونے کا ثبوت ملتا ہے صرف تبلیغ کی تصدیق پر مبنی شہادت مراد ہے جو وحی سے ملی۔

لہٰذا اس حدیث کو عقیدہ حاضر وناظر کے ثبوت میں پیش کرنا غلط اور علمی خیانت ہے۔

حدیث نمبر ۲

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا الْاعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسَالُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا} قَالَ عَدْلًا {لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا}

بخاری ج2 ص1092

اگر شاہد سے مراد ہر جگہ ہر آن موجود ہونا سب کی سننا دیکھنا مراد ہے تو حضرت ابن عباس قرآن کریم کے تعلق فرماتے ہیں کہ یہ قرآن اس سے پہلی کتب پر شاہد ہے قال ابن عَبَّاسٍ يَعْنِي شَاهِداً عَلَى الْكُتُبِ الَّتِي قَبْلَهُ (تفسیر خازن، ج2 ص50، المائدۃ46) تو اب جواب دیں کیا قرآن کو بھی خانہ وناظر مانیں گے؟

شاھد کے معنی فقط علم کے بھی ہیں کہ جو جانتا ہو اس کو بیان کر دے اسے شاہد کہا جاتا ہے۔ الشَّاهِدُ الْعَالِمُ الَّذِي يُبَيِّنُ مَا عَلِمَهُ (لسان العرب، ج3 ص238) تو حضو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو بھی وہی کے ذریعہ سابقہ امتوں کا جو حال معلوم ہوا اور انبیاء کی رسالت کا اس کو قیامت کے دن بیان فرمادیں گے اس میں ہر جگہ وجود ہو کر مشاہدہ کرنا لازم نہیں آتا۔

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی امت کو بھی شہید کہا گیا پھر تو امتیوں کو بھی اس معنی میں حاضر وناظر سمجھنا چاہئے اگر نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو شاھد مان کر حاضر وناظر مانا جائے تو امت کو بھی شہداء علی الناس کہا گیا ہے تو پھر امت بھی حاضر وناظر قرار پائے گی؟

حالانکہ امت کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ کسی کا نہیں۔ شاہد کا معنی مطلق علم، بیان اور گواہی ہے، نہ کہ ہر جگہ حاضری جب لفظ میں احتمال ہو، تو اصول ہے

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

نور الأنوار، أصول الشاشی

یعنی جب لفظ میں احتمال آجائے تو اس سے دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔

حاضر وناظر ہونے کی نفی

فَأَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ وَيُوخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ: الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ": {كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [المائدة: 117] {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [المائدة: 118]

بخاری ج2 ص665

یعنی قیامت کے دن میں بھی وہی کہوں گا جو میرے نیک بھائی عیسی بن مریم نے کہا کہ:

کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم میں ان کی نگرانی کرتا رہا جب تک ان میں رہا اور جب تو نے مجھے اس دنیا سے اٹھالیا تو پھر تو ان ہی کا نگران و نگہبان تھا۔ معلوم ہوا کہ شاہد و شہید کا معنی ہر وقت ہر آن ہر جگہ حاضر وناظر اور علیم بکل شی نہیں ورنہ آپ کا یہ ہر گز نہ فرماتے کہ یا اللہ میں تو ان پر شاہد تھا جب تک میں ان میں تھا میرے پردہ فرما جانے کے بعد نگہبان و علیم ان کے احوال کے تو آپ کے تھے

قرآن کریم کی جن جن آیات میں لفظ شہید آیا۔

وَ كَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

سورۃ البقرۃ آیت 143

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

سورۃ النساء آیت 41

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

سورۃ الحج، آیت 78

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا **(41)**

سورۃ النساء آیت 41

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هؤلاء

سورۃ النحل آیت 89

موصوف نے چار آیات پیش کی تھیں جن میں لفظ شھید تھا میں نے مکمل آیات پیش کر دی ہیں جن میں لفظ شھید آیا۔

شہادت کے لیے جسمانی موجودگی ضروری نہیں رضاخانی مغالطہ کا علمی رد

رضاخانی حضرات کو یہاں مغالطہ لاحق ہوا کہ "شاھد" کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو موقع پر خود جسمانی طور پر موجود ہو اور آنکھوں سے دیکھے حالانکہ ایسا نہیں اگر کسی واقعے کی یقینی خبر معتبر ذریعے سے مل جائے تو اس پر بھی شرعی گواہی دی جاسکتی ہے۔

چند معتبر حوالہ جات ملاحظہ ہوں مولانا ابو الحسنات قادری:

"اشیاء معروفہ میں شہادت سماعی بھی معتبر ہے یعنی جن باتوں کو سننے سے یقین حاصل ہو اس پر شہادت دی جا سکتی ہے"

تفسیر الحسنات ج1 ص278

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"کبھی کسی چیز کی خبر کو بھی شہادت کہا جاتا ہے بشرطیکہ اسے یقین حاصل ہو یا وہ چیز مشہور ہو"

تبیان القرآن ج1 ص1006

فقہاء کرام کا فیصلہ

انما یجوز للشاھد ان یشھد بالاجتھاد و ذلك بالتواتر او اخبار من یثق به

یعنی اگر کوئی بات تواتر سے مشہور ہو جائے یا ثقہ شخص سے خبر ملے تو گواہ کیلئے شہادت دینا جائز ہے

ہدایہ، ج3، ص157

مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"ہر گواہی میں گواہ کا واقعہ دیکھنا شرط نہیں "

تفسیر نعیمی، ج3، ص178

اگر شہادت کے لیے خود دیکھنا اور موجود ہونا لازمی ہو تو بریلوی حضرات خود اذان میں اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہنے کے مجاز نہ ہوں کیونکہ انہوں نے نہ اللہ کو دیکھا ہے نہ رسول اللہ ص صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو واضح ہوا کہ شہادت کا مطلب ہمیشہ جسمانی حاضری اور مشاہدہ نہیں ہوتا بلکہ علمِ یقینی بھی کافی ہے۔

پہلے اپنا دعوی اتنا لمبا چوڑا دیکھ لیں اک بار پھر آیا یہ تفاسیر کے حوالے منطبق ہوتے ہیں یا نہیں۔

بریلوی مناظر کا خلاصہ دعویٰ یہ تھا۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنے جسمِ اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں جلوہ فرماہیں اور تمام کائنات آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے حاضر ہے۔ جب آپ چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ایک وقت میں کئی مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

یہ دعویٰ چار بنیادی نکات پر مشتمل تھا۔

1 ۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جسمِ اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں موجود ہیں۔

2۔ تمام کائنات آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے حاضر ہے۔

3۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں

4۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ایک وقت میں ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

یہ دعویٰ شاہد والی آیات و اقوال مفسرین سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی، حالانکہ یہ دعویٰ عقلا، نقلا، لغتا اور اصولِ تفسیر کے لحاظ سے باطل ہے جیسا کہ آپ احباب نے دیکھ لیا کسی آیت سے ثابت ہوا کہ جسکا مفہوم صاف و شفاف واضح ہو کہ ہر جگہ جسم موجود ہے آیت کا معنی یہی تھا؟

(حالانکہ اس کے مدعی اہلسنت نہیں پھر مطالبہ کس بات کا؟)

ہر وقت تشریف لاسکتے ہیں۔

(حالانکہ اس کے بھی مدعی اہلسنت نہیں پھر مطالبہ کس بات کا؟)

آیات کا معنیٰ نظر اس جیسا یا معنیٰ کی پھیر کر کے مفہوم نکالنے کی ناکام کوشش جارہی تھی۔

بیک وقت ہر جگہ جسم عنصری کے ساتھ موجود ہوسکتے ہیں آیات میں یا تفاسیر میں اس دعوے پر کوئی دلیل نظر آئی؟

(حالانکہ اس کے مدعی اہلسنت نہیں پھر مطالبہ کس بات کا؟)

دعوی اتنا لمبا چوڑانہ کرتے جسکو ثابت کرنے کے لیے فقط آپکو لفظ "شاھد" سے ثابت کرنے کی کوشش کرنی پڑتی لیکن ثابت تو دنیا رضاخانیت تا قیامت ثابت نہیں کرسکتی۔

یا دعوی بدل دیں یا وہ دلائل پیش کریں جن میں اک ہی مفہوم واضح ہو۔

کہ آیت کا معنی یہ ہے آپ روضہ اقدس میں تشریف فرماہیں وغیرہ لفظ "شاھد" سے ایسی کوشش آپکو نہیں کرنے دیں بہر حال میں آتاہوں انکے باقی حوالہ جات جو تفاسیر سے دیے ہیں۔

بریلوی مناظر نے آیت إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا پر مفسرین کے کچھ اقوال نقل کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شاہد کا مطلب ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہے جو کہ تحریفِ معنی اور تطبیق باطل ہے آیئے اس دعوے کا اصولی رد کرتے ہیں مفسرین نے جن الفاظ کا استعمال کیا جیسے:

تشاھد اعمالھم (جمل)

بتکذیبھم وتصدیقھم (مدارک، بیضاوی)

نجاتهم وضلالهم

ان سب سے مراد علم اطلاع اور گواہی ہے بذریعہ وحی یا خبر نہ کہ آنکھوں سے ہر جگہ ہر وقت دیکھنا موجود ہونا۔

2۔ جلالین بیضاوی، جمل جیسے تفاسیر کی عبارات خود بتارہی ہیں کہ گواہی سے مراد یوم القیامہ کی شہادت ہے تودیها یوم القیمة اداء مقبولا (جمل)

یعنی قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ ان اقوال وافعال پر گواہی دیں گے۔

3۔شاھدًا کا لغوی معنی خود مفسرین نے عاگاہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

الشاھد العالِمُ الَّذِی یُبَیِّنُ مَا عَلِمَهُ

لسان العرب، ج3ص238

اگر شاہد کا مطلب ہر وقت ہر جگہ موجود ہو کر سب کچھ دیکھنا لیا جائے، تو پھر امت کو بھی شہداء کہا گیا کیا وہ بھی حاضر و ناظر؟

عرضِ اعمال اور امت پر ہر وقت حاضر و ناظر ہونا دو مختلف باتیں ہیں ان کو خلط ملط کرنا علمی خیانت اور مغالطہ ہے۔

عرضِ اعمال اور حاضر و ناظر میں فرق

بریلوی حضرات عموماً نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہونے کو آپ ﷺ کے ہر آن ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی دلیل بناتے ہیں حالانکہ یہ دونوں دعوے مفہوماً الگ الگ ہیں۔

عرضِ اعمال کا مطلب ہے:

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے امت کے اعمال نبی کریم ﷺ پر پیش فرماتا ہے۔

اس حاضر وناظر کے معنی حاضر وناظر لینا کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت ہر جگہ بنفسِ نفیس موجود ہوں ہر ایک کا عمل براہِ راست دیکھ رہے ہوں۔

ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اعمال پیش کیا جاتا ہے نہ کہ براہِ راست خود دیکھنا یا موجود ہونا عرضِ اعمال وقفی و اجمالی ہوتا ہے نہ کہ ہمہ وقت و تفصیلی عرضِ اعمال کا ثبوت ہے لیکن حاضر وناظر کی بریلوی تعریف کا ثبوت کہیں نہیں عرضِ اعمال سے حاضر وناظر ہونا ثابت کرنا قیاسِ فاسد ہے۔

اور اگر یہ اصول مانا جائے تو صحابہ محدثین تمام اولیاء کو بھی حاضر وناظر ماننا لازم آتا ہے کیونکہ ان پر بھی اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

عرضِ اعمال علم کا ذریعہ ہے نہ کہ وجود کا ثبوت لہٰذا بریلوی عقیدۂ حاضر وناظر عرضِ اعمال سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عبارت کا صحیح مفہوم

شیخ صاحب کی عبارت میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب فرشتہ اعمال لاکر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو اس عمل پر حضور ﷺ کی حاضری ہو جاتی ہے۔

(اوپر موصوف کہہ رہے تھے عرض اعمال کا حاضر وناظر سے کوئی تعلق نہیں یہاں موصوف عرض اعمال سے ہی حضوری تسلیم کر چکے ہیں اسے کہتے ہیں ان کا تضاد)

یہاں حاضر وناظر سے مراد صرف اعمال کا پیش کیا جانا اس پر مطلع ہونا ہے نہ کہ یہ کہنا کہ نبی ﷺ امت کے ہر فرد کے ساتھ ہر مقام پر جسمانی طور پر موجود ہیں جیسا کہ دعوے میں الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اسی لیے بار بار دعوی دکھا رہا ہوں کہ دلیل دعوے کے مطابق نہیں پس شیخ صاحب کی عبارت سے جو بات ثابت ہو رہی ہے، وہ عرضِ اعمال ہے۔

نہ کہ ہر آن ہر جگہ جسمانی موجود گیا سی لیے عبارت کو بریلوی عقیدے پر چسپاں کرنا تحریف اور خیانت ہے۔

(موصوف نے کہا کہ عرض اعمال سے حاضر و نظر ہونا ہر مقام پہ جسمانی ثابت نہیں ہوتا اس کے اولا اہلسنت مدعی ہی نہیں پھر خود شیخ صاحب کی عبارت میں حاضر و ناظر لفظ کے مفہوم سے عرض اعمال مرادلی اب عرض اعمال سے حاضر و ناظر کا اطلاق شیخ صاحب نے کیا اسے امتیاز دیوبندی بھی تسلیم کر چکالہذا ہمارا استدلال درست ہوا)

جب اعمال پیش ہوتے ہیں تو حاضری کا کس نے انکار کر دیا حیات موجود کا کس نے انکار کر دیا فرشتہ آیا اعمال لیکر تو ظاہر ہے حاضری بھی ہوئی ناظر بھی ہوئے دیکھا بھی ہے۔

(یہی اہلسنت کا دعوی تھا جسے موصوف تسلیم کر چکے)

اسمیں آپکا دعوی ہر جگہ جسم کے ساتھ موجود ہونے کا نہیں ثابت ہوا شیخ صاحب نے تو ہمارے موقف کی تائید کر دی آپکے خلاف کر دیا۔

نماز کے بعد آتا ہوں۔

مختصر جواب اب فقہاء جب پیش کرنا تو پہلے ضرور ذہن میں رکھنا بقول عبد السمیع رامپوری شافعیہ وغیرہ کا مذہب ہم پر حجت نہیں امام محمد علی بن علّان صدیقی مکّی حنفی تھے؟؟؟؟ تو ثابت کرنا پھر آپکا مولوی کہہ رہا شافعیہ وغیرہ کا مذہب حجت نہیں ہو گا۔

آپکی دوسری دلیل جواب ہو چکا آیت میں لفظ "شاھد" کا باقی تفاسیر میں وہی عرض اعمال دلیل بنائی گئی

امت سے آگاہ ہیں اعمال پیش ہوتے ہیں اس سے آپکا دعوی ہر گز ثابت نہیں ہوتا۔

شاہ صاحب (عبد العزیز محدث دہلوی) کی عبارت میں عبارت میں نورِ نبوت سے اطلاع کی بات ہے یعنی بذریعہ وحی ہر جگہ جسمانی موجودگی کی نہیں۔ شاہ صاحب نے حاضر وناظر کا عقیدہ نہیں بیان کیا بلکہ یہ فرمایا کہ نورِ نبوت کے ذریعہ اطلاع ہوتی ہے یعنی بذریعہ وحی وغیرہ ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ خود ہر جگہ موجود ہیں۔

اگر یہ دلیل حاضر وناظر جسمانی معنی میں ہوتی تو شاہ صاحب اس صراحت سے فرماتے کہ نبی کریم ﷺ ہر امتی کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں۔

دل کے احوال کی معرفت بھی بذریعہ وحی ہے ذاتی ہر جگہ موجودگی لازم نہیں اپنا دعوی دیکھ لیتے تو دلیل صریح پیش کرتے۔ شاہ صاحب کی عبارت کو دلیل بنانا حاضر وناظر ہر جگہ ہر وقت غلط تطبیق ہے۔

آپ سے کس نے یہ درجن مانگا امت کے اعمال پیش ہونے پر آیت میں لفظ شہید کی وضاحت کافی بار کر دی گئ ہے۔

مفسرین کی آراء آیات، اور عمومی الفاظِ تفسیر سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شاھد علی الناس کا مطلب حاضر وناظر نہیں وضاحت ہو چکی۔ شاھد گواہ ہونا قیامت کے دن گواہی دینا ہے جیسا کہ قرآن میں واضح ہے۔

لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرة 143)

تمام مفسرین نے قیامت کی گواہی سے کی ہے نہ کہ ہر وقت ہر جگہ موجود۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ" (القمر: 53) اور وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (الأنعام: 59)

ان آیات کو نبی ﷺ کے حاضر وناظر ہونے سے جوڑنا سیاق سے ہٹ کر تاویل ہے۔

شاھد علی الخلق علم باذن الله

شاھد علی الخلق جیسی تعبیرات کا مطلب ہے نبی ﷺ کے علوم پر دلیل ہے جیسے امت کے اعمال کا پیش کیا جانا ہر جگہ کی حاضری نہیں۔ حاضر و ناظر کے الفاظ نہ قرآن میں ہیں نہ حدیث میں۔

منتظم مناظرہ

مناظرہ کے مراحل

1۔ ارسلان صاحب اپنے دعوی پر دلائل دیں گے۔

2۔ پھر ان دلائل کا رد امتیاز صاحب کریں گے اور الزامی سوالات کریں گے۔

3۔ پھر ان رد کا جواب ارسلان صاحب کریں گے اور ساتھ الزامی سوالات کریں گے۔

4۔ پھر دونوں کو الزامی جوابات کی ایک ایک ٹرن دی جائے گی۔

یہاں دلائل کا اجمالی دور مکمل ہوا پھر الزامی سوالات کے جوابات کسی بھی ایک فریق کے رہ گئے ہوں گے ان کا مطالبہ منتظم کرے گا اور جوابات دینے ک پابند کرے گا اس کے بعد مناظرہ اختتام پزیر ہو گا۔

اس ترتیب کے مطابق اب ارسلان صاحب، امتیاز صاحب کے رد کا جواب دیں گے اور الزامی سوالات رکھیں گے۔

ارسلان صاحب کا وقت 5:30 تک ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام!

ہم نے گزشتہ تقریر میں نبی پاک ﷺ کی ایک شان بیان فرمائی جس میں عرض اعمال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہم موصوف مناظر کی جوابی کاروائی کی جانب جانے سے پہلے اپنے دعوی کی جہات جو پیش کی تھیں ان کو سامنے رکھنا چاہتے ہیں تا کہ گفتگو سمجھنے میں آسانی ہو اور پتا چلے کہ ہمارے مخالف مناظر کو ابھی تک نفس مسئلہ کی ہی سمجھ نہیں آئی اسی لئے وہ وہ وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ خلط مبحث سے کام لے رہے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونا باب الفضائل اور ظنیات سے ہے۔

جس کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے۔

پھر آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی مختلف جہات ہیں۔

آپ ﷺ امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں۔

امت کے اعمال آپ ﷺ پہ پیش کیے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ روضہ انور میں تشریف فرماہیں۔

آپ بیک وقت کئی مقامات پہ حاضر ہو سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی روحانیت و نورانیت عالم میں حاضر و ناظر ہے۔

آپ ﷺ دنیا کو مثل کف دست ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

آپ ﷺ جہاں چاہیں باذن الہی تشریف لے جاسکتے ہیں اور عالم میں تصرف فرماسکتے ہیں۔

لیکن جسد اطہر سے روضہ انور کبھی خالی نہیں ہوا۔

اسی پہ اہلسنت کا مقدمہ ہے۔

اب کسی عالم نے کس جہت کا بیان فرمایا کسی نے کس کا۔

جیسا کہ یہ باب الفضائل وظنیات سے ہے تو اس کے منکر کا حکم ہم پہلے بیان کر چکے نہ تکفیر نہ تضلیل لیکن دیوبندیوں کے نزدیک جیسے حیات النبی ﷺ کا انکار بسبب بغض کیا جائے تو کفر ہے ایسے ہی نبی پاک ﷺ کے کسی فضل کا انکار بسبب بغض کفر ہے اسی پہ اہلسنت کے علماء کے فتاوی موجود ہیں۔

یہ دیکھیں ہم نے جہت نمبر 1 کو بیان کیا کہ آپ ﷺ پہ امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں اب ہم نے اسی پہ دلائل دئے موصوف امتیاز دیوبندی بار بار یہ تکرار کرتے رہے کہ اس سے بمعہ جسم کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تو جناب من کیا ہماری پیش کردہ تحریر میں نبی پاک ﷺ کے ہر جگہ ہر وقت ہونے کا دعوی تھا؟

نہیں اور یقیناً نہیں تو اس پہ دلائل کا مطالبہ کرنا اپنی عوام کو تسلی دینے کے لئے آپ کر سکتے ہیں مگر اہل علم کو اس مغالطہ سے ورغلا نہیں سکتے۔

ہمارا دعوی کھلا اور واضح تھا جس پہ موصوف نے مزید دلائل پیش کئے ہم ان شاءاللہ عزوجل ان کی تحاریر کا جائزہ لیتے ہیں۔

اول تو ہماری شرائط میں تحریری مناظرہ کی شرط تھی موصوف نے 6 منٹ کی وائس بھیج کر اصولوں کی خلاف ورزی کی۔

پھر " رضاخانیت " جیسے الفاظ استعمال کر کے موصوف نے شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کی منتظم صاحب کو چاہئے تھا ان کے ان جملوں پہ نوٹس لیتے لیکن شاید انہوں نے توجہ نہیں کی یا صرف نظر کر لیا۔

موصوف نے کہا کہ متعدد احتمال ہوتے ہوئے استدلال باطل ہے۔

موصوف شاید ہمارے دعوے کو پڑھ نہیں رہے یا پڑھ کے نا سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا!

ہمارا دعوی اس باب میں ظنی عقیدہ کا ہے۔

اب یہ آپ قطعی والے قاعدے یہاں فٹ کر کے اصولوں کی خلاف ورزی نہ کیجیے۔

اگر آپ نے اپنے گھر کے بزرگوں کو ہی پڑھ لیا ہوتا تو شاید ایسی کچی بات کبھی نہ کرتے۔

سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"ظاہر بات ہے کہ ایسے فروعی مسئلہ کے لئے کسی قطعی دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہوتی بلکہ فی الجملہ اس کا جواز مطلوب ہوتا ہے اور اس کا اصل جواز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے ہے"

سماع الموتی ص116

اب جب ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے تو ہزار احتمال بھی ہوں نبی پاک ﷺ کے فضائل کے لئے ایک احتمال دیوبندی تسلیم کرنے کو تیار نہیں اس سے بڑھ کے مقام افسوس کیا ہو گا؟

جناب کے گھر والے اگر سماع الموتی پہ حیات الانبیاء پہ کفار و مشرکین کی حیات سے استدلال کرتے ہیں تو ان کے نزدیک جائز ہم نے 4 آیات اس کے ضمن میں احادیث و اقوال مفسرین و اکابرین امت پیش کئے مگر موصوف ماننے کو تیار نہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے یہ مسئلہ بریلوی مسلک سے نہیں بلکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان سے بغض ہے العیاذ باللہ۔

موصوف کی تمام تحاریر میں تقریبا ایک ہی بات کی گئی ہم نے دلائل کثیرہ سے نبی پاک ﷺ کا امتوں پہ گواہ ہونا پیش کیا اب ان کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ :

یہ گواہی قیامت والے دن کے لئے ہے۔

اب ہم نے سب سے پہلے تو شاہد کے معنی علماء امت سے پیش کیے جن کے معنی واضح تھے جس کا جواب موصوف نے پوری تحریر میں کہیں نہ دیا۔

الحضور مع المشاھدۃ بالبصر او بالبصیرۃ کے معنی ہمارے استدلال پہ دال ہیں۔

مجمع البحار کی روایت **وانا شھید أی اشھد علیکم باعمالکم فکانی باق معکم** کے ایمان افروز جملے ہمارے عقیدے پہ واضح دلیل ہے پھر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عبارت ہم نے پیش کی جس کا واضح مطلب ہے کہ نبی پاک ﷺ کا امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہونا ایسا امر ہے جس پہ کسی نے اختلاف نہ کیا۔

بر اعمال امت حاضر و ناظر کے جملے بغور پڑھیں ہوش بگوش پڑھیں اس سے عقیدہ اہلسنت کھل کے سامنے آتا ہے۔ پھر مواہب اللدنیہ سے عبارت پیش کی امام سیوطی کی عبارت یسر بطاعات امتہ ویحزن بمعاصی العصاۃ منھم امت کی نیکیوں پہ خوش اور گناہوں پہ غمگین ہوتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ امت کے احوال سے باخبر ہیں۔

اب موصوف کو ایک مغالطہ یہ لگا کہ نبی پاک ﷺ کی گواہی ہے تو امت کی گواہی بھی لہذا امت کو بھی حاضر و ناظر کہا جائے۔ یہی وہ مغالطہ تھا جو اشرف علی تھانوی صاحب کو بھی لگا اور انہوں نے علوم میں ہر کس و ناکس کے علم کو معاذ اللہ، نبی پاک ﷺ کے علم سے تشبیہ دے ڈالی یہاں ہم پوچھتے ہیں باقی امت کی گواہی کا مصدر کیا وحی الٰہی ہے؟ کیا وحی امت پہ نازل ہوتی ہے؟

موصوف کا یہ مغالطہ کہ گواہی بے دیکھے بھی ہوتی ہے لہذا حاضر و ناظر نہ ہوئے۔

اگر یہ ہمارے پیش کردہ حوالے بغور دیکھ لیتے تو یہ بچگانہ مغالطہ پیش نہ کرتے نبی پاک ﷺ نے حوض کوثر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کیا امتیاز نے دیکھا۔

جنت کو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا۔

دیوبندیوں نے بھی دیکھا؟

جہنم کو ملاحظہ فرمایا دیوبندیوں نے بھی دیکھا؟

فرشتوں کو دیکھا دیوبندیوں نے بھی دیکھا؟

ذات الہی کو بھی دیکھا دیوبندیوں نے بھی دیکھا؟

امت میں سے کسی نے دیکھا وہ اصل کائنات ہیں اس کے سبب دنیا بنی ان کے سامنے دنیا بنی میثاق والے عہد میں ان سے متعلق عہد و پیمان ہوا کیا دیکھا تو نے؟

اب یہ تو جواب تجھے نصوص سے تھا اب دیکھ تیرے گھر والے اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

انور کشمیری کہتا ہے:

"آپ ﷺ نے یہی سے جنت کا ملاحظہ فرمایا جو عالم علوی سے ہے ساتوں آسمانوں سے اوپر جس کی چھت عرش الہی ہے ان چیزوں کی رویت آپ کو دیکھا دی گئی جن کی رویت آپ کو نہ تھی"

انوار الباری

اب ہم اس قول کے تحت قرآن مجید سے دلیل نمبر 5 قائم کرتے ہیں:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

الانعام 75

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ وہ عینُ الیقین والوں میں سے ہو جائے۔

اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام وہ ہیں جو میثاق کے عہد میں نبی پاک ﷺ پہ ایمان لانے کا ان کی اعانت کا عہد کر رہے ہیں نبی پاک ﷺ اصل کائنات ہیں اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ وصف نبی پاک ﷺ میں بدرجہ اولی موجود ہے نبی پاک ﷺ اعلم الخلق ہیں ان کا ابراہیم علیہ السلام سے اعلم ہونا مسلمہ امر لہذا امام الانبیاء کی گواہی رویت سے ہو گی یہ طے شدہ امر ہے اسکا انکار وہی کرے گا جو نبی پاک ﷺ کے فضل و کرم کا منکر ہو گا۔

کئی احادیث اس پہ شاہد ہیں

آپ نے جنت کا پھل زمین پہ دیکھا۔

پل صراط کے منظر کو دیکھا۔

حوض کوثر کو دیکھا۔

پھر یہ کہنا کہ امتی بھی گواہی دیں گے اور نبی بھی تو وجہ فرق کیا ہے العیاذ باللہ تعالی۔

امتی کو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اعتماد ہونا چاہئے اور نگاہ نبوت سے کیا چیز پوشیدہ رہی؟

پھر دن قیامت کے امتیوں کی گواہی اگر کافی تھی تو پھر نبی پاک ﷺ کی گواہی کی کیا ضرورت؟

اگر یقین محکم کے عذر سے موصوف بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں تو امتیوں کی گواہی پہ ہی اکتفاء کیوں نہ کیا گیا؟

پھر ہم نے بڑی تفصیل سے بیان کیا تھا کہ نبی پاک ﷺ کی گواہی کی نوعیت کیا ہو گی۔

وہی تحریر ملاحظہ فرمائیں

دلیل نمبر2:

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

البقرة 143

دلیل نمبر3:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

سورة النساء 41

شاہد و شہید کے معنی پہ ہم اوپر گفتگو کر چکے ہیں شرح الشفاء میں شہید کے معنی ہیں

الشهيد من الشهود بمعنى الحضور و معناه العالم

شہید شہود سے مشتق ہے اور شہید کے معنی حضور اور حضور کے معنی عالم کے بھی ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ثالثی کا اعلان بھی ساجد خان نے کیا وہ لکھتے ہیں۔

شاهدا ايك عالما و مطلعا

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یعنی و باشد رسول شما بر شما گواه زیرا که او مطلع است بنور نبوت بر رتبه بر متدین بدین طور که در کدام درجه از دین من رسیده و حقیقت ایمان او چیست و حجابی که بدان از ترقی محجوب مانده است کدام است پس او می شناسد گناهاں شمار او درجات ایمان شمار او اخلاص و نفاق شمار او لهذا شهادت او در دنیا و آخرت به حکم شرع در حقیقت امت مقبول و واجب العمل است.

ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نور نبوت سے بر دیندار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے، تو حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجاتِ ایمان کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسی لیئے حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے)

تفسیر عزیزی

اب اس عبارت کے تحت نبی پاک ﷺ نور نبوت کے ذریعے اپنے امتی کے رتبہ و مقام مراتب ایمان نیکی و بدی سے واقف ہیں خلوص و نفاق کا تعلق دل کے حالات سے ہے شاہ صاحب کی عبارت کے مطابق نبی پاک ﷺ امتی کے احوال سے واقف ہیں۔

یہی معنی حاضر و ناظر کا ہم نے دعوی میں پیش کیا کہ آپ پہ امت کے احوال پیش کئے جاتے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

و معنی شهادت الرسول علیهم اطلاعه علی رتبة کل معتدین

خازن و مدارک میں ہے:

ویعلم بعد التھم

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لان روح النبی ﷺ شاھدة علی جمیع الارواح و اسلوب و النفوس بقولہ ﷺ اول ما خلق اللہ نوری

آپ امت کی گواہی دیں گے کیونکہ آپ ﷺ کی روح مبارک تمام ارواح قلوب و نفوس کو دیکھ رہی ہے۔

تفسیر مدارک میں ہے:

الی شاھد علی من کفر بالکفر و علی من نافق بالنفاق و علی من آمن بالایمان

آپ ﷺ کفار کے کفر منافقین کے نفاق اور مومنین کے ایمان کی قیامت کے دن گواہی دیں گے

ہم درجن بھر کتب تفاسیر سے نبی پاک ﷺ پہ اعمال امت پیش ہونے اور ان کے گواہ ہونے کی تصریحات پیش کر سکتے ہیں متلاشی حق کو ایک حوالہ جبکہ ضدی شخص کو سینکڑوں حوالے ناکافی ہوتے ہیں

ان دلائل قاہرہ وباہرہ سے واضح ہوتا ہے نبی پاک ﷺ امت کے احوال واعمال سے باخبر ہیں اور یہی معنی حاضر و ناظر کا ہم بیان کر چکے۔

اب یہاں نبی پاک ﷺ کے نور کا اول الخلق ہونا بیان فرمایا گیا نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کہ جملہ عالم کی نگران ہے اس سبب آپ کی گواہی معتبر لہذا یہ کہنا گواہ کے لئے موجود ہونا ضروری نہیں ایسا عذر ہے جس کی ان کے اپنے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔

ان کا یہ اعتراض ذہن نشین کر لیجیے کہ گواہی کے لئے حاضر وناظر ہونا ضروری نہیں یقین کافی ہے ان شاءاللہ عزوجل یہ اعتراض ان کے جملہ اعتراضات کے لئے موت ثابت ہو گا۔

پھر موصوف کا یہ اعتراض کہ نبی پاک ﷺ کی شہادت بے دیکھے ہی یہ ہر لحاظ سے باطل ہم نے انور کشمیری کے حوالے سے اس کا بطلان پیش کیا اب دیکھیں مفسرین اس پہ کیا فرماتے ہیں:

الشیخ الإمام أحمد بن عمر بن محمد نجم الدین الکبری المتوفی ٦١٨ فرماتے ہیں:

يعني: النبي ﷺ وشهادته عادته عامة على أمة وأعضاءهم ونفوسهم وقلوبهم وأرواحهم على جميع الأمم الماضية، بل على ذرات المكونات إذ كل شيء خلق في نظر روحه الشريف قوله أول ما خلق الله

تحت سورۃ النحل

حضور کی شھادت ان کی عادت امت پر عام ہے ان کے اعضاء پر اور ان کی نفوس پر اور سن کے دلوں پر اور سن کی ارواح پر تمام گزری امتوں پر حضور کی شھادت عام ہے بلکہ زرات پر اجزاء پر بھی عام ہے کہ کائنات کی ہر شئی روح مصطفی ﷺ کی نظر میں پیدا کی گئی جیسا کہ فرمان مصطفٰی ﷺ ہے کہ اللہ نے سب ڈے پہلے میری روح کو پیدا کیا۔

اب اس پہ اقوال دیکھیں۔

امام نظام الدین الحسن القمی * النیساپوری * المتوفی * 850ھ * "وجئنا بک شھیدا" کی تفسیر کرتے ہیں:

اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تمام ارواح تمام دلوں اور تمام جانوں پر حاضر ہے اور اس بات کی دلیل حضور کا قول ہے کہ "اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو تخلیق فرمایا"

<یہاں "شاھد" گواہی کے اصلی معنی پر ہی استعمال ہوا ہے تب ہی مفسر نے "اول ما خلق اللہ روحی" کو دلیل بنایا کیونکہ بغیر موجود ہوئے انسان تحمل شھادت (گواہی دینے کے لیے نظر رکھنا) نہیں کر سکتا

تفسیر النیسابوری غرائب القران و رغائب الفرقان جلد 4 صفحہ 304

مزید دیکھیں؛

امام محمد اسماعیل حقی حنفی استامبولی "انا اول المسلمین" کے تحت فرماتے ہیں:

اور (اللہ کے فرمان) "وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" (یعنی میں سب سے پہلا مسلمان ہوں) کا مطلب یہ ہے کہ:

میں امرِ کن کے ایجاد کے وقت تیرے حکم کے آگے سب سے پہلے سر تسلیم خم کرنے والا ہوں، اور محبت کے فیض کو قبول کرنے میں بھی سب سے پہلا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ" (اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں)۔ اور اس محبت کے آگے جھکنے کی دلیل اللہ کے اس فرمان "يُحِبُّونَهُ" میں موجود ہے۔ اور اس کی تائید نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: أول ما خلق الله نوری "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا)۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ روح محمدی اپنی بعثت سے قبل بھی موجود تھی اور جہاں بعثت سے قبل واقعات پر موجود نا ہونے کی نفی ہے اس سے مراد جسمانی طور پر موجود ہونا ہے نا کہ روحانی طور پر۔

تفسیر روح البیان جلد 03 صفحہ 129

امام ابو العباس القرطبی اسی آیت کے تحت دوسری وجہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء سے مقدم ہیں کیونکہ آپ ﷺ تخلیق میں ان سب سے پہلے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کا عہد لیا، اور آپ سے، اور نوح سے...

سورۃ الاحزاب: 7

قتادہؒ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں خلقت میں سب سے پہلا نبی ہوں اور بعثت (یعنی دنیا میں مبعوث ہونے) کے لحاظ سے سب سے آخری۔" اسی لیے اس آیت میں آپ ﷺ کا ذکر نوحؑ اور دیگر انبیاء سے پہلے آیا۔ حضور اول الخلق ہیں اور تابعی حضرت قتادہ کی تفسیر۔

تفسیر القرطبی جلد 07 صفحہ 155

ان تفاسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی گواہی رویت سے ہے نہ کہ امت کی طرح سنی سنائی۔ پھر موصوف بار بار یہ کہا کہ یہاں زمانے کے موجودگی کی گواہی ہے تو شاید موصوف کو یہ خبر نہیں اب قیامت تک زمانہ نبوی ﷺ ہی ہے۔ پھر ہم نے دلائل سے ثابت کیا کہ نبی پاک ﷺ کی گواہی رویت سے ہو گی۔

یہ حوالے ہمیں مضر نہیں بلکہ موصوف کو مضر ہیں جب نبی پاک ﷺ کی گواہی رویت سے ثابت ہوئی تو ان حوالہ جات سے نبی پاک ﷺ کی موجودگی ثابت ہوئی موصوف جتنی گھمن گھیری کر رہے ہیں اتنا ہی دائرہ ان کا تنگ ہو رہا ہے۔

اگر موصوف کو اتنی ہی ہنسی آرہی ہے تو لگے ہاتھوں اپنے ہی مسلکی رہنما قاری طیب کا یہ بیان کے لیں قاری طیب لکھتا ہے:

"زمین کا کونسا خطہ باقی رہ جاتا ہے جو بالفعل یا بالقوۃ بالخصوص یا بالعموم آفتاب نبوت کی روشنی اور گرمی سے بے تعلق کہا جائے"

آفتاب نبوت ص162

اس حوالے سے بھی واضح ہوتا ہے ہر زمانے میں نبی پاک ﷺ کا نور نبوت موجود ہے اس طرح آپ کی گواہی بھی ہر زمانے کے اعتبار سے ہے پھر ہم نے دلائل سے پیش کیا امتی کے نیک اعمال سے خوش اور گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور یہ بعد وصال ہے۔

لہذا موصوف کو کوئی حوالہ مفید اور ہمیں کوئی حوالہ مضر نہ ہوا **الحمدللہ رب العالمین**

پھر موصوف کا یہ عذر لنگ اس وجہ سے بھی ان کو مفید نہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ اللہ جل شانہ کے خلیفہ ہیں۔ دیوبندی مولوی مولوی قاسم نانوتوی کے مکتوبات کے حاشیے میں لکھتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے تمام اختیارات وہی رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں عرش سے فرش تک نافذ ہے حکومت رسول اللہ ﷺ کی۔"

مکتوبات قاسم العلوم صفحہ 64

اب خلیفہ الٰہی کی شان یہ ہے ان کی رویت ہر اعتبار سے قابل اعتبار اور قابل قبول ہو گی کیونکہ آپ کی رویت ثابت ہوئی۔

دلیل نمبر6

پھر ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرآن مجید کی آیت مبارکہ

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ‌-قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ‌-قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا‌-قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ

یہاں حدیث:

وعن أبي سعيد، قال: قال رسول الله ﷺ: يُجاء بنوح يوم القيامة، فيقال له هل بلغت؟ فيقول: نعم، يا رب فتُسأل أمته: هل بلغكم؟ فيقولون: ما جاءنا من نذير. فيقال: من

شهودك؟ فیقول: محمد وأمته». فقال رسول الله ﷺ: «فیجاء بکم فتشهدون أنه قد بلغ ثم قرأ رسول الله ﷺ: و کذلك جعلنا کم أمة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً

اس کی شرح میں اسی آیت مبارکہ سے استدلال فرمایا:

وعن أبی سعید رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: یجاء) أی یؤتی (بنوح یوم القیامة فیقال له: هل بلغت. فیقول: نعم یارب وهذا لا ینافی قوله تعالی: (یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا أجبتم قالوا لا علم لنا إنك أنت علام الغیوب) [المائدة-۱۰۹]. لأن الإجابة غیر التبلیغ وهی تحتاج إلی تفصیل لا یحیط بکنهه إلا علمه سبحانه بخلاف نفس التبلیغ لأنه من العلوم الضروریة البدیهیة. فتسأل أمته) أی أمة الدعوة (هل بلغکم) أی نوح رسالتها فیقولون: ما جاءنا من نذیر) أی منذر لا هو ولا غیره مبالغة فی الإنکار توهماً أنه ینفعهم الکذب فی ذلك الیوم عن الخلاص من النار، ونظیره قول جماعة من الکفار: والله ربنا ما کنا مشرکین) [الأنعام-۲۳] (فیقال: (أی لنوح من شهودك وإنما طلب الله من نوح شهداء علی تبلیغه الرسالة أمته وهو أعلم به إقامة للحاجة وإنافة لمنزلة أکابر هذه الأمة. فیقول: محمد وأمته والمعنی: أن أمته شهداء وهو مزك لهم. وقدم فی الذکر للتعظیم ولا یبعد أنه یشهد لنوح علیه [الصلاة والسلام أیضاً لأنه محل النصرة وقد قال تعالی: (وإذا أخذ الله میثاق النبیین) إلی قوله: لتؤمنن به ولتنصرنه) [آل عمران-۸۱]. (فقال رسول الله فیجاء بکم وفیه تنبیه نبیه أنه حاضر ناظر فی ذلك العرض الأکبر فیؤتی بالرسل وأولهم نوح ویؤتی بشهوده وهم هذه الأمة. فتشهدون) أی أنتم (أنه) أی أن نوحاً (قد بلغ) أی قومه] رسالة ربه ونبیکم مزك لکم، أو أنتم ونبیکم معکم تشهدون ففیه تغلیب. (ثم قرأ رسول الله: استشهاداً بالآیة الدالة علی العموم فی مادة الخصوص (و کذلك جعلنا کم أمة وسطا)) قیل: أی عدولاً وخیاراً لأنهم

لم يغلوا غلو النصارى ولا قصروا تقصير اليهود في حق أنبيائهم بالتكذيب والقتل والصلب. وقد صح عنه له تفسير الوسط بالعدل. ففي النهاية يقال: هو من وسط قومه، أي خيارهم لتكونوا شهداء على الناس)) أي على من قبلكم من الكفار. ((ويكون الرسول ((أي رسولكم واللام للعوض أو اللام للعهد، والمراد به محمد ﷺ عليكم شهيداً)) () أي مطلعاً ورقيباً عليكم وناظراً لأفعالكم ومزكياً لأقوالكم.

اب یہاں:

أي مطلعاً ورقيباً عليكم وناظراً لأفعالكم ومزكياً لأقوالكم.

کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ جمیع امتوں کے احوال سے واقف اور ان کے نگران ہیں۔

دلیل نمبر 7

اعلان رب العالمین ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اب اس آیت کو یہاں پیش کرنے کا مقصد گزشتہ پیش کردہ حوالہ جات کی تشریح ہے اگر یہاں دیوبندی مناظر اپنے گھر کی تفسیر ہی دیکھ لیتا تو یہ لغو اعتراض وارد نہ کرتا۔

"تمام عالمین سے مراد تمام مکلفین کے لئے ہادی بن کر آپ ہی مبعوث ہوئے ہیں اور عالمین کے لئے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر جہانوں کی رحمت کے واسطے۔ دیکھئے عالمین میں کوئی تخصیص انسان یا غیر انسان یا مسلمان یا غیر مسلمان کی نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود ہر شے کے لئے بار رحمت ہے۔ خواہ وہ جنس بشر سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خواہ حضور سے زمانہ متاخر ہو یا متقدم۔

متاخرین کے لئے رحمت ہونا تو بعید نہیں لیکن پہلوں پر رحمت ہونے کے لئے بھی حضور گیا ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری میں جلوہ گر و تاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔ پس حضور اولاً آخر تمام عالم کے لئے باعث رحمت ہیں۔ پس حضور کا وجود تمام نعمتوں کی اصل ہونا عقلاً و نقلا ثابت ہوا تو ایسا کون مسلمان ہو گا کہ جو حضور کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے۔"

اشرف التفاسیر

اب اس آیت و تفسیر سے بھی معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ جملہ عالمین کے لئے رحمت ہیں یہاں متاخرین و متقدمین سب کو نبی پاک ﷺ کی رحمت شامل ہے لہذا حضور کی گواہی رویت سے ہوئی **الحمد للہ رب العالمین**۔

پھر موصوف کا یہ عذر لنگ کہ یہ قیامت کے دن کی گواہی مراد ہے یہاں ہم انہی حوالہ جات پہ عرض اعمال سے نبی پاک ﷺ پہ حاضر و ناظر کا اطلاق ثابت کر چکے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صریح لفظوں میں فرمایا کہ اس سے قبل کسی کو انکار نہ تھا۔

اب دیوبندی بتائے حاضر و ناظر ہونا اللہ جل شانہ کی صفت خاصہ ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو شیخ صاحب پہ کیا فتوی لگے گا؟

پھر قیامت کو اعمال پیش ہونے پہ اگر حاضر و ناظر ہیں تو دنیا میں یہ شرک کیونکر ہو گا؟

اب مدینے میں نبی پاک ﷺ پہ حاضر و ناظر کا اطلاق کرنا کیا جائز ہے؟

سر فراز گکھڑوی تو کہتا ہے:

"غرضیکہ جو چیز شرک ہے وہ زندگی میں بھی شرک ہے اور مرنے اور مرنے کے بعد دفن سے پہلے بھی شرک ہے جبکہ میت کی چارپائی سامنے ہے اور مردہ نظر بھی آتا ہے اور دن کے بعد بھی شرک ہے"

سماع الموتی ص 103

عجب شرک کا کارخانہ ہے کہ دنیا میں شرک قیامت میں جائز مدینہ میں جائز پاک وہند میں شرک ٹھہرے

ہم تو کہتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حضور

اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

نبی پاک ﷺ کا حاضر وناظر ہونا یہ ظنیات سے ہے پھر فضائل سے ہے۔ اس پہ دلیل ظنی ہی کافی ہم نے دلائل کثیرہ سے نبی پاک ﷺ کا ایک جہت کے اعتبار سے حاضر وناظر ہونا ثابت کیا۔

اب موصوف اگر یہاں کہیں گے کہ جسمانی اعتبار سے فلاں اعتبار سے تو ان کو پھر کہوں گا اول ہماری تحاریر کو غور سے پڑھ کے آئیں ہم نے جو جہت پہلے بیان کی اسے ثابت بھی کیا **الحمد للہ رب العالمین**۔

اب موصوف کو چاہئے زرا یہ عبارت آنکھیں کھول کے پڑھے یہاں بعد وفات احوال امت پہ آگہی کا ثبوت کھلے لفظوں میں موجود ہے۔ احتشام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں:

"علماء محققین فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ کی حیات ووفات میں کوئی فرق نہیں آپ اپنی امت کے احوال نیتوں ارادوں خیالوں سے باذن الٰہی باخبر ہیں"

تجلیات مدینہ ص 91

عقلمنداں را اشارہ کافی است

لیکن یہاں ہم صریح دلائل بھی پیش کر رہے ہیں مگر موصوف اب تک ضد میں ہیں۔

پوری نگرانی و نگہبانی کرتے ہیں لیجیے جناب ہمارا دعوی تو اپنے گھر سے ثابت ہے لگتا ہے آپ نے اپنے گھر والوں کو بھی ابھی تک صحیح سے نہیں پڑھا۔

باقی موصوف نے بلند و بالا دعوے کئے کہ وہ تیس منٹ میں ہمارے دلائل کو اڑا دیں گے مگر موصوف کا وقت ختم ہو گیا لیکن ہمارے دلائل قاطعہ کا رد پیش نہ کر سکے نہ صبح قیامت تک وہ پیش کر سکتے ہیں۔

عرض اعمال پہ بے شمار دلائل موجود ہیں لیکن ہمارے مخالف مناظر تعصب و عناد کا شکار ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ان کے نزدیک نبی پاک ﷺ کی شان و فضل کی کوئی اہمیت نہیں۔

ہمارے دعوے کو سمجھے بغیر اگر موصوف گفتگو کرتے ہیں تو ہوا میں تیر چلانے والی بات ہے ہم نے ان کی جوابی کارروائی کو ملیامیٹ کر دیا۔

ہم نے دلائل سے ثابت کیا نبی پاک ﷺ امتوں کے گواہ ہیں اور یہ گواہی رویت والی گواہی ہے پھر آپ امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں۔

موصوف کہتے ہے شوافع کا مذہب ان کے لئے حجت نہیں تو شاید موصوف ہم سے کسی بڑے قطعی مسئلہ میں الجھے بیٹھے ہیں یا طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں الجھے بیٹھے ہیں ہم نے پہلے کہا کہ یہ مسئلہ ظنی و فضائل کا ہے

اب بتائیں کہ فضائل میں کیا شوافع کا قول حجت نہیں؟

اگر نہیں تو نشر الطیب میں کئی اقوال غیر احناف کے درج ہیں پھر اپنے گھر کے اصول کو یہاں دیکھ لیں وہ کیا کہتے ہیں۔

"باقی حنفی، مالکی اور شافعی وغیرہ مسلک والے حضرات اکثر اس کے جواز کے قائل ہیں اور ظاہر بات ہے کہ ایسے فروعی مسئلہ کے لئے کسی قطعی دلیل کی ضرورت بھی نہیں"

سماع الموتی ص116

لہذا کسی پہ اعتراض کرنے سے پہلے گھر کو پڑھ لیں وہ شوافع، مالکی حنبلی کی رائے کو قبول کر رہا ہے اور یہاں آپ منکر بنے بیٹھے ہیں؟

ہم نے دلائل کثیرہ سے ثابت کر دیا کہ نبی پاک ﷺ امت کے احوال اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں اب یہاں نبی پاک ﷺ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا گیا جو ان کے قاعدہ کے مطابق شرک جلی ہے ان کے نزدیک شاہ صاحب معاذ اللہ مشرک ٹھہرے۔ اب یہ فرشتے کو امتی کے اعمال کہہ رہے ہیں لو جی کر لو گل شاہ صاحب اعمال کو دیکھنے ان کے ارادوں پہ مطلع ہونے کے قائل ہیں لہذا یہ طفل مکتب والی تسلی اپنے لوگوں کو دیجیے۔

یہاں آپ نے دلوں کے احوال پہ واقف ہونا تسلیم کیا کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں؟ اس کا تعلق غیب سے ہوتا ہے کہ ظاہر سے؟ نور نبوت کی وضاحت ہم کر چکے ہیں جس کی مثال ہم نے آفتاب نبوت سے پیش کی نبی پاک ﷺ اپنی نورانیت کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ الگ جہت ہے جو کہ دیوبندی نے خود تسلیم کر لی الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کیلئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہر گز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ پر ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح اپنے بدن کے ہر جز میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم ﷺ کسی کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرے میں جاری و ساری ہے جس کی بناء پر حضور ﷺ اپنی روحانیت ﷺ اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں"

تسکین الخواطر ص20

علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عقیدہ حاضر و ناظر: نبی اکرم ﷺ کے لیے لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ کی بشریت مطہرہ اور جسم خاص ہر جگہ ہر شخص کے سامنے موجود ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم اپنے مقام رفیع پر فائز ہونے کے باوجود تمام کائنات کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے اعتبار سے بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہو سکتے ہیں اور اولیائے کرام بیداری میں آپ کے جمال اقدس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور انور ﷺ بھی انہیں نظر رحمت و عنایت سے مسرور و محفوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ کا اپنے غلاموں کے سامنے ہو تا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا حضور کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔"

مسئلہ حاضر وناظر ص18

ان شاءاللہ عزوجل اسے ہم اپنے مقام پہ تفصیل سے بیان کریں گے کہ نبی پاک ﷺ کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی نورانیت وروحانیت کے ساتھ حاضر وناظر ہیں۔

ابھی نماز کا وقفہ چاہتا ہوں۔

منتظم مناظرہ

مناظرہ کے مراحل

1۔ارسلان صاحب اپنے دعوی پر دلائل دیں گے۔

2۔ پھر ان دلائل کا رد امتیاز صاحب کریں گے اور الزامی سوالات کریں گے۔

3۔ پھر ان کے رد کا جواب ارسلان صاحب کریں گے اور ساتھ الزامی سوالات کریں گے۔

4۔ پھر دونوں کو الزامی جوابات کی ایک ایک ٹرن دی جائے گی۔

یہاں دلائل کا اجمالی دور مکمل ہوا پھر الزامی سوالات کے جوابات کسی بھی ایک فریق کے رہ گئے ہوں گے ان کا مطالبہ منتظم کرے گا اور جوابات دینے کے پابند کرے گا اس کے بعد مناظرہ اختتام پزیر ہو گا۔

اب امتیاز صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کے جواب دیں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر امتیاز صاحب ان الزامی سوالات کے جوابات دیں گے۔

یہ کل تین تین گھنٹے کی چار ٹرنز ہوئیں یہاں دلائل ور دود دلائل الزامی سوال وجواب مکمل ہوئے۔

پھر اگلی ٹرنز میں بقیہ رہ گئے الزامی سوالات کا مطالبہ منتظم کرے گا۔

دونوں سے کچھ مطالبات وسوالات کر کے کسی نتیجہ کو اخذ کرنے کی کوشش کرے گا یہاں ان شاءاللہ مناظرہ اختتام پذیر ہو گا۔

اب امتیاز صاحب الزامی سوالات کریں گے امتیاز صاحب کا وقت 9:36تک ہے

امتیاز دیوبندی

یہ پہلے دن دعوی کیا تھا مناظر صاحب نے جب دلائل میں پکڑ ہوئی کہ آپکے دلائل دعوے کے مطابق نہیں تو آج ظہر کو نیا دعوی کر دیا شائد یہ سوچ کر کہ انکو پہلا دعوی یاد نہیں ہو گا۔

احباب کے سامنے دوسرا دعوی سکرین شاٹ میں پیش کر تاہوں یہ آج ظہر کو نیا دعوی کر دیا اسکی وجہ میں تفصیل سے بتاتا ہوں آپ احباب چالاکی اسکی سمجھ جائیں گے۔

مناظر صاحب کا دعوٰی اپڈیٹ ورژن

پہلے دعوے میں تو مناظر صاحب کا جذبہ کمال تھا فرمارہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے ساری کائنات حاضر ہے۔

لیکن جب دلائل دیے تو عرض اعمال والے سارے صفحات فقہاء پیش کر دئے۔ جب گرفت ہوئی کہ جناب ساری کائنات آپکے سامنے حاضر ہے اسمیں عرض اعمال والی حدیث دلیل تو نہیں بن سکتی کیوں کہ وہ تو فرشتہ اعمال پیش کرتا ہے۔ سامنے ہونا اور ہے فرشتہ پیش کرتا ہے یہ سامنے حاضر ہونے کے خلاف جو چیز سامنے ہو۔

اسکو پیش کرنے کا کیا مطلب پھر جھٹ سے آج ظہر کو دعوی میں دو شق کا اضافہ کر دیا اور کہا نیا دعوی پیش کیا کہ:

"نہیں ہم تو کہہ رہے تھے نبی ﷺ امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں"

امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں

یعنی اب دعویٰ میں دو نئ شقیں شامل کر دی گئیں۔

امت کی حد بندی

صرف اعمال پر حاضری

لگتا ہے دعویٰ بھی اب قسطوں میں آرہا ہے۔ جیسے جیسے دلیل کی تنگی ہو گرفت ہو ویسے ویسے الفاظ کا پیچھے ہٹنا شروع دعوی نیا نیا آپ بھول رہے ھیں محترم ارسلان صاحب یہ مناظرہ ہے یہاں پکڑ ہوتی ہے اب اگلی قسط کا انتظار ہے شاید دعویٰ آخر میں یوں رہ جائے۔

"نبی ﷺ صرف جمعہ کو کچھ مخصوص افراد کے اعمال دیکھتے ہیں باذن اللہ"

احباب خود فیصلہ کریں یہ عقیدہ ہے یا سلائیڈنگ اسکیل؟

اب مزید انکی چند وہ خرابیاں جنکو احباب دیکھ کر سارے مناظرے کا فیصلہ خود کر لیں گے۔

اس دعوے میں چار نکات تھے جس پر دلائل دینے تھے جو دلائل دیے عرض اعمال کو لیکر وہ رد ہیں کیونکہ دعوی میں اک لفظ ہے آپ کو بغور مطالعہ فرمائیں کہ کائنات آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہے جسے آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

اس پر عرض اعمال والی حدیث فقہاء پیش کر دیے جب ساری کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں تو اعمال پیش

سب کچھ دیکھ رہے میرا امتی کیا کر رہا پھر پیش ہوں گے اعمال اس پر کوی دلیل تھی جو دعوی کیا تھا؟

قرآن سے

حدیث سے

فقہاء سے کہ ساری کائنات کو آپ روضہ اقدس سے ملاحظہ فرما رہے۔

جب نبی کریم ﷺ ساری کائنات کو براہِ راست دیکھ رہے ہیں

تو پھر اعمال پیش کیوں کیے جا رہے ہیں؟

براہِ راست نظر ہو تو پیش کرنے کی حاجت کیوں؟

یہ تو ایسا ہی ہوا کہ استاد سب کچھ دیکھ رہا پھر الگ سے رپورٹ بھی دی جا رہی کہ فلاں شاگرد کھیل رہا ہے

اب ہم پوچھتے ہیں

کیا کوئی ایک آیت؟

کوئی صحیح حدیث؟

کوئی معتبر فقیہ؟

ایسا پایا گیا جس نے کہا ہو کہ نبی اکرم ﷺ روضہ انور میں بیٹھے ساری کائنات کو براہِ راست ملاحظہ فرمارہے ہیں؟

❌کوئی واضح نص؟

❌کوئی صریح دلیل؟

❌یافقہاء؟

لیکن افسوس جب ان دعووں پر گرفت ہوئی اور کہا گیا کہ عرض اعمال دلیل نہیں بن سکتی آپ اپنے دعوے کو دلیل سے مزین کریں اب تک دعوی پر دلیل نہیں دی گئ تو دعویٰ ہی بدل دیا گیا اور کہا جی" نہیں ہم تو کہہ رہے تھے نبی ﷺ امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں"

(حالانکہ یہ اس شخص کا صریح جھوٹ ہے ہمارا دعوی اسکی جہات بیان ہو چکی ہیں پہلی جہت ہی یہی بیان ہوئی)

"امت کے اعمال آپ ص ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں "

آگے کیا ہو گا؟ شاید اگلا دعویٰ یہ ہو کہ ہم نے تو بس اتنا کہا تھا کہ آپ ﷺ مدینہ میں تشریف فرماہیں

لیکن فیصلہ احباب کرلیں گے۔ نماز کے بعد باقی ان کے دعوے پر نکات پیش کرتے ہیں کہ آیا انکو چھویا بھی ہے یافقط عرض اعمال جو دعوے کے خلاف رہی۔

پھر مناظر بریلویہ نے اک اور چالاکی کرنے کی ناکام کوشش جاری کی کہ ہمارے دعوے کی مختلف جہات ہیں اک جہت اعمال پیش ہونے کی۔

یہ کونسے دعوے کی جہت ہے آج ظہر والے یابدھ کے دن والے دعوی تھا پوری کائنات سامنے ہے ملاحظہ فرمارہے ہیں

اس پر تو دلیل قیامت کی صبح تک نہیں ملے گیا سی لیے رخ موڑ کر جہت کا اضافہ کر کے کہا ہم نے اک جہت پر دلائل مکمل کر لئے۔

اس دعوے میں جہت کہاں عرض اعمال والی اتنا بڑا جھوٹ وہ بھی گروپ میں کچھ تو آگے پھر ایک اور چالا کی جسکا تبصرہ بھی ضروری ہے مجھے الزامی جوابات کا کہا گیا ہے۔ ورنہ آج کی اس ٹرن میں ساری چالا کیاں کھول کھول کر سامنے رکھ دیتا آپکے اک اور چالا کی کہ ہمارے دعوے کی جہات ہیں الگ الگ ہیں بریلوی مناظر نے پہلی جہت شمار کروائی کہ:

نبی کریم ﷺ امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں پھر دوسری جہت گنوائی کہ امت کے اعمال نبی کریم ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں اب سوال یہ ہے اگر نبی ﷺ خود بنفسِ نفیس ہر عمل کے وقت موجود ہیں تو اعمال کے پیش کیے جانے کا تصور کیوں؟

اور اگر اعمال فرشتوں کے ذریعے پیش کیے جاتے ہیں تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں۔

یہ دونوں باتیں ایک حقیقت کے دو پہلو نہیں بلکہ دو متضاد دعوے ہیں ایک کو ماننے سے دوسری خود بخود ساقط ہو جاتی ہے۔

کیونکہ اعمال کا پیش ہونا حاضر و ناظر ہونے کی دلیل نہیں بلکہ عدمِ حاضر ہونے کی دلیل ہے اسی طرح روضۂ انور میں جسدِ اطہر کا ہونا اور بیک وقت کئی مقامات پر حاضر ہونا روحانیت و نورانیت کے ذریعے عالم میں حاضر دنیا کو کفِ دست کی طرح دیکھنا یہ سب دعوے نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

بلکہ ہر نئی جہت پچھلی جہت کو منسوخ کر دیتی ہے اور خود بھی کسی دلیل سے محروم رہتی ہے مختلف جہات دراصل باہمی تضادات نکلیں اعمال پر حاضری اور اعمال کا پیش ہونا ایک دوسرے کی نقیض ثابت ہوئے

اگر چہ کچھ جہات کا اضافہ آج کر دیا گیا تھا پہلے دن کے دعوے میں وہ جہات موجود نہیں تھیں۔

اب اس دعوے کو لیکر جو کہ چار نکات پر مشتمل ہے۔

1۔ پوری کائنات آپکے سامنے حاضر ہے۔

2۔ اپ جب چاہئیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

3۔ آن واحد میں امکنہ متعددہ پر تشریف لے جاسکتے ہیں۔

4۔ بیک وقت اک سے زائد مقامات پر تشریف لے جاسکتے ہیں۔

ان چار نکات پر کوئی دلیل مناظر نے پیش کی ہو؟

ساری کائنات کو ایک ساتھ ملاحظہ فرمانا؟

ہر وقت ہر جگہ جسم کے ساتھ موجود ہونا؟

ایک وقت میں مختلف جگہوں پر تشریف فرما ہونا؟

اس پر کوئی دلیل؟

کچھ بھی نہیں لہذا یہ چار نکاتی دعویٰ دلیل کے بغیر صرف زبانی دعویٰ ہے جس پر دلیل مانگی جائے تو بات بدل دی جاتی ہے۔

اگر آپ وﷺ تمام امت کے حالات سے براہ راست واقف ہیں یعنی سب حالات سے باخبر ہیں تو بسم اللہ!

تزوج امرأة ولم يحضر شاهد فقال تزوجتك بشهادة الله ورسوله يكفر لأنه يعتقد بأن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب إذ لا شهادة لمن لا علم له به، ومن اعتقد هذا كفر

الفتاوی الولوالجیہ و کذا فی حاشیۃ الأشباہ

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا جبکہ کوئی گواہ موجود نہ تھا اور اس نے کہا میں نے تجھ سے نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گواہی پر تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ علمِ غیب رکھتے ہیں حالانکہ جسے کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس پر گواہی نہیں دے سکتا اور جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب جانتے ہیں وہ کافر ہے۔

آپ نے حاضر وناظر میں یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ پوری کائنات کو ملاحظہ فرمارہے ہیں اور امت کے تمام اعمال پر گواہ ہیں اسی سے حاضر وناظر ہونے کا مفہوم لیا لیکن علامہ ولوالجی جیسے جلیل القدر فقیہ نے فتویٰ دیا کہ :

اگر کوئی شخص نکاح کے وقت کہے "میں نے تجھ سے نکاح کیا اللہ اور رسول ﷺ کی گواہی پر تو وہ کافر ہو جائے گا کیوں؟

کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ نبی ﷺ کو علمِ غیب ہے اور وہ اس وقت گواہ بن سکتے ہیں حالانکہ وہ اس مجلسِ نکاح میں موجود (حاضر) نہیں تھے۔یعنی گواہی دینے کے لیے علم اور موجودگی (حضور) شرط ہے اور جو یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں ہر چیز ملاحظہ فرمارہے ہیں ہر واقعہ پر شاہد ہیں تو فقہاء کے نزدیک یہ باطل و کفریہ عقیدہ بن جاتا ہے۔

تو سوال یہ ہے جب گواہی کو علمِ غیب اور ہمہ وقت حاضری پر محمول کرنا کفر ہے تو آپ کا حاضر وناظر کا وہ عقیدہ جو ساری کائنات پر نظر رکھنے ہر جگہ موجود ہونے اور ہر عمل کو براہِ راست ملاحظہ کرنے پر مشتمل ہے وہ کہاں سے ثابت ہے؟

فقہاء کی یہ صراحتیں تو آپ کے موقف کو رد کر رہی ہیں ثابت نہیں کر رہیں فتاوی قاضی خان فقہ حنفی کی معتبر ترین کتب میں شمار ہوتی ہے۔

رجلٌ تزوج امرأةً بغیر شھود. فقال الرجل للمرأة خُدای را و پیغامبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرًا لأنه اعتقد أن رسول الله ﷺ یعلم الغیب، وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الأحیاء، فکیف بعد الموت؟

ترجمہ:

اگر کوئی شخص گواہوں کے بغیر کسی عورت سے نکاح کرے اور کہے ہم نے اللہ اور رسول کو گواہ بنایا تو فقہاء نے فرمایا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ رسول اللہ ﷺ علمِ غیب رکھتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ زندگی میں بھی غیب نہیں جانتے تھے تو وفات کے بعد کیسے جان سکتے ہیں؟

محترم مناظر صاحب !

آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور آپ کے سامنے امت کے احوال و اعمال پیش کیے جاتے ہیں اسی بنیاد پر آپ نے عقیدہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کی کوشش کی۔

لیکن امام الفقہاء قاضی خان جو فقہ حنفی کے ستون ہیں وہ صاف فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول ﷺ کو کسی عمل (نکاح) پر گواہ مانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ آپ ﷺ اس کو جانتے ہیں تو یہ عقیدہ علمِ غیب پر مبنی ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

جب نکاح جیسا عمل جس میں رسول ﷺ کو گواہ کہنا کفر ہے کیونکہ اس میں علمِ غیب اور ہمہ وقتی حاضری کا عقیدہ پایا جاتا ہے تو آپ کا دعویٰ کہ آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں ہر عمل ملاحظہ فرما رہے ہیں امت کے اعمال پر شاہد ہیں یہ فقہاء کے نزدیک عین وہی عقیدہ ہے جس پر کفر کا فتویٰ لگا ہے یہ دلائل آپ کے دعوے کو رد کر رہے ہیں۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق جو فقہ حنفی کے عظیم محقق اور فقیہ شمار ہوتے ہیں:

لو تزوج بشھادة اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب

البحر الرائق شرح کنز الدقائق

ترجمہ:

اگر کوئی شخص اللہ اور رسول ﷺ کو گواہ بنا کر نکاح کرے، تو نکاح منعقد نہ ہو گا اور وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں اس عبارت میں بھی وہی اصولی بات دہرائی گئی ہے جو اس سے پہلے قاضی خان اور ولوالجی نے کہی تھی رسول ﷺ کو کسی ایسے عمل پر گواہ بنانا جس میں وہ حسی طور پر موجود نہ ہوں یعنی نکاح کی مجلس میں موجود نہیں۔

اور یہ سمجھنا کہ وہ اس نکاح کو جانتے ہیں یا اس پر شہادت دے سکتے ہیں تو یہ عقیدہ دراصل یہ مفہوم رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ علم غیب رکھتے ہیں اور ہمہ وقت حاضر وناظر ہیں اور فقہ حنفی کے اکابر اس عقیدے کو کفر قرار دیتے ہیں۔ مناظر صاحب سے سوال آپ نے بارہا کہا کہ:

نبی پاک ﷺ امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں آپ ﷺ امت کے دلوں کے احوال نیتوں ارادوں اور خیالات سے باخبر ہیں تمام کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں تو کیا یہی عقیدہ نہیں جسے آئمہ حنفیت نے کفر کہا؟

(گویا یہ تمام فتاوی ان مفسرین پہ فٹ ہوئے جن کا ہم ماقبل ذکر کر چکے)

فتاویٰ تاتارخانیہ:

تزوج بشھادة اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب

فتاوی تاتار خانیہ ج 3

ترجمہ:

اگر کسی نے نکاح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر کیا تو نکاح منعقد نہیں ہو گا، اور وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں

جواہر اخلاطیہ اس میں بھی یہی اصول بیان کیا گیا کہ:

إن زعم أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب فقد كفر

جواهر اخلاطيه

ترجمہ اگر کسی نے یہ گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ علم غیب رکھتے ہیں تو کافر ہو جائے گا۔

فقہ حنفی کی یہ متفقہ تصریحات بتا رہی ہیں کہ نکاح جیسے عمل میں اگر رسول ﷺ کو حاضر جان کر شہادت دی جائے تو فقہائے احناف کے نزدیک وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

اس شخص کا یہ عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت جانتے ہیں حاضر ہیں گواہ ہیں علم غیب کے عقیدے پر مبنی ہوتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر کے زمرے میں آتا ہے۔

جب فقہ حنفی کے تمام اکابر اس عقیدے کو کفر کہہ رہے ہیں تو آپ اسی کو اہلسنت کا عقیدہ کیسے کہہ رہے ہیں؟

کیا آپ کو حنفی فقہ پر اعتماد ہے یا نہیں؟

مناظر صاحب فرمارہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پوری امت کے اعمال کو ملاحظہ فرمارہے ہیں ہر وقت باخبر ہیں حاضر و ناظر ہیں لیکن جب ہم فقہ حنفی کی کتب کھولتے ہیں تو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ واقعی ہر وقت ہر امتی کے اعمال کو ملاحظہ فرمارہے ہوتے تو نکاح جیسے عمل میں ان کی شہادت پر نکاح منعقد ہونا چاہیے تھا لیکن فقہاء کرام تو کہتے ہیں کہ:

یعنی اگر کوئی نکاح میں یہ گمان کرے کہ رسول اللہ ﷺ گواہ ہیں (کیونکہ وہ غیب جانتے ہیں یا ملاحظہ فرمارہے ہیں) تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

مناظر صاحب جب آپ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ پوری امت کے اعمال کو ہر وقت ملاحظہ فرمارہے ہیں تو نکاح کے وقت بھی کیا ملاحظہ نہیں فرمارہے؟

اگر ملاحظہ فرمارہے ہیں تو فقہائے احناف نے یہ عقیدہ کفر کیوں قرار دیا؟ ثابت ہوا آپ کا دعویٰ فقہ حنفی دلائل شرعیہ اور اقوال سلف سب کے خلاف ہے۔

عرضِ اعمال الگ چیز ہے اور ہمہ وقت حاضر وناظر ہونا اور پوری امت کے اعمال کو براہِ راست ملاحظہ کرنا ایک بالکل نیا اور خود ساختہ عقیدہ ہے جس کی نہ قرآن سے دلیل ہے نہ حدیث سے نہ فقہ سے۔

مناظر صاحب کے دعوے تھے کہ:

1۔ نبی کریم ﷺ پوری امت کے اعمال کو ملاحظہ فرمارہے ہیں

2۔ آپ ﷺ حاضر وناظر ہیں سب احوال پر مطلع

مگر فقہائے احناف کی درجنوں معتبر کتابیں تجنیس خلاصۃ الفتاوی فصول عمادی بزازیہ عمدۃ القاری مسایرۃ شرح فقہ اکبر شامی، مالا بد منہ سب صراحت کے ساتھ یہ عقیدہ کفر قرار دیتی ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر وناظر ہیں یا علم غیب رکھتے ہیں یا نکاح میں ان کی گواہی کو کافی سمجھے تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

حتیٰ کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی جیسے محقق حنفی عالم فرماتے ہیں:

"اگر کسی نے نکاح کے وقت کہا کہ اللہ رسول یا فرشتہ گواہ ہیں، تو وہ کافر ہو جائے گا"

جب نکاح جیسے کھلے عمل پر گواہی دینا بھی کفر قرار دیا جارہا ہے تو دعویٰ کہ نبی ﷺ ہر وقت امت کے اعمال پر خود ملاحظہ فرمارہے ہیں کیا یہ فقہ حنفی کے موافق ہے؟

مناظر صاحب کا دعویٰ نہ قرآن سے نہ حدیث سے، نہ فقہ سے بلکہ احناف کے اصولوں کے بالکل خلاف ہے۔

مناظر صاحب نے کہا تھا کہ ہم اس مسئلے کو باب الفضائل سے مانتے ہیں منکر پر کوئی فتویٰ کفر نہیں لگاتے اگر واقعی یہ عقیدہ بابِ فضائل سے ہے اور اس کے منکر پر فتویٰ نہیں تو آپکا مولوی صاحب کہہ رہا جو نبی ﷺ کو حاضر وناظر ہونے میں شک کرے وہ بد نصیب گمراہ ہے فضلیت مس تو گنجائش ہوتی ہے موجود ہو یا نہ ہو بد نصیب گمراہ کیوں؟ اگر اب آپ کہہ رہے ہیں کہ منکر پر کوئی فتویٰ نہیں تو کیا اپنے فتاویٰ کو غلط تسلیم کر رہے ہیں؟

مناظر صاحب آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے حالات کو ملاحظہ فرمارہے ہیں جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اور امت کے ایک ایک فرد کے حال سے باخبر ہیں۔

لیکن آپ ہی کے مسلک کے مولوی کہہ رہے ہیں کہ:

"اگر یہ سب ممکن ہوتا یعنی حضور ﷺ کا وفات کے بعد مختلف مواقع پر ظاہر ہونا تشریف لانا اختلافات ختم کروانا رہنمائی فرمانا تو حضور ﷺ ضرور ظاہر ہوتے جبکہ حضور ﷺ نہ آئے اور نہ اختلافات ختم کروائے اس لیے یہ سب من گھڑت ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں"

دلوں کا چین مولانا فیض احمد اویسی

آپکا مولوی آپکے خلاف

شیطان ہر جگہ موجود اس پر میں تبصرہ نہیں کرتا احباب خود ہی سمجھ جائیں گے۔

(ہم نے اولیاء کرام کے حاضر ناظر ہونے کے دلائل دیے تو موصوف اچھل پڑے یہاں اپنے والد حقیقی شیطان کے چرنوں میں گھس گئے)

منتظم مناظرہ

ان شاء اللہ ارسلان صاحب کی ٹرن صبح شروع ہو گی۔

اب ارسلان صاحب کی باری ہے الزامی سوال و جواب کی۔

ارسلان صاحب کا وقت 1:00 تک ہے۔

عبید الرضا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم نے گزشتہ تقاریر میں نبی پاک ﷺ کی شہادت پہ دلائل کثیرہ پیش کئے جس پہ موصوف کے اعتراضات کا ہم نے تسلی بخش جواب دیا۔ موصوف کا بنیادی اعتراض ہم نے ہوا میں اڑا دیا جس کے بعد موصوف کو اس پہ کلام کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

ہم یہاں مزید اپنے دعوے کی تقویت کے لئے چند حوالہ جات پیش کریں گے جس سے نبی پاک ﷺ کی رویت ثابت ہوتی ہے۔

یہ چند دلائل اس بات پہ شاہد ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی رویت اور عام لوگوں کی رویت میں فرق ہے انہوں نے نبی پاک ﷺ کی گواہی کو معاذ اللہ عام لوگوں کی گواہی پہ قیاس کیا جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ کا گواہی دینا رویت سے ثابت ہے۔

نبی پاک ﷺ اندھیرے میں اجالے کی طریقہ دیکھتے جیسے آگے ملاحظہ فرماتے ایسے ہی پیچھے ملاحظہ فرماتے۔ یہ نبی پاک ﷺ کے خصائص میں شامل ہے

نبی پاک ﷺ نے جنت کو دیکھا حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَصَلّٰى، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلُ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ؟ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب صفة الصلاة، باب رفع البصر إلی الإمام فی الصلاة، 261/1، الرقم: 715، وفی کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف جماعة، 357/1، الرقم: 1004، وفی کتاب النکاح، باب کفران العشیر، 1994/5، الرقم: 4901، ومسلم فی الصحیح، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی صلاة الکسوف من أمر الجنة والنار، 626/2، الرقم: 907، والنسائی فی السنن، کتاب الکسوف، باب قدر قراءة فی صلاة الکسوف، 147/3، الرقم: 1493، وفی السنن الکبری، 578/1، الرقم: 1878، ومالك فی الموطأ، 186/1، الرقم: 445، وأحمد بن حنبل فی المسند، 298/1، الرقم: 2711، 3374، وابن حبان فی الصحیح، 73/7، الرقم: 2832، 2853، وعبد الرزاق فی المصنف، 98/3، الرقم: 4925، والبیهقی فی السنن الکبری، 321/3، الرقم: 6096، والشافعی فی السنن المأثورة، 140/1، الرقم: 47.

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے نمازِ کسوف پڑھائی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ حضور نبی اکرم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے جنت نظر آئی تھی، میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا، اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)۔''

اس پہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْئٍ وُعِدْتُهُ، حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب التهجد، باب إذا انفلتت الدابة فی الصلاة، 406/1، الرقم: 1154، ومسلم فی الصحیح، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف 296/1، الرقم: 901، والنسائی فی السنن، کتاب الکسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة، الرقم: 1472، وابن حبان فی الصحیح، 83/7، الرقم: 2841.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہتا تھا۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے لئے جانور وقف کرنے کی رسم نکالی۔''

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حوض کوثر کو دیکھا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ : أَنّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ یَوْمًا، فَصَلَّی عَلَی أَھْلِ أُحُدٍ صَلَاتَہُ عَلَی الْمَیِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَی الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: "إِنِّي فَرَطٌ لَکُمْ، وَأَنَا شَھِیدٌ عَلَیْکُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰہِ لَأَنْظُرُ إِلَی حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِیتُ مَفَاتِیحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِیحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوا بَعْدِي، وَلَکِنْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِیھَا."

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور اہل احد پر اسی طرح نماز جنازہ پڑھی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے، پھر آپ پلٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ”میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور میں تم پر گواہی دینے والا ہوں گا اور میں، اللہ کی قسم! جیسے اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں گا۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا (فرمایا:) زمین کی چابیاں عطا کی گئیں اور اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ میرے بعد تم شرک کروگے۔ لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم ان (خزانوں کے معاملے) میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کروگے (کہ ان میں سے کون زیادہ فائدہ اٹھاتا اور زیادہ دولت مندی کا مظاہرہ کرتا ہے)۔“

صحیح مسلم /کتاب الفضائل/ حدیث: 5976

ان روایاتِ مبارکہ سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ:

نبی پاک ﷺ نے حوض کوثر کو ملاحظہ فرمایا۔

جنت کو ملاحظہ فرمایا۔

اب امتیاز دیوبندی یا کوئی بھی دیوبندی یہ دعوی کرے کہ اس نے حوض کوثر و جنت و دوزخ کا معائنہ کیا

صبح قیامت تک کی مہلت ہے۔

پھر نبی پاک ﷺ کی گواہی کو عام لوگوں کی گواہی پہ قیاس کرنا یہ بغض رسول اللہ ﷺ کی بین دلیل ہے۔

موصوف یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ ہم نے متضاد دعوے پیش کئے حالانکہ یہ بات صبح قیامت تک موصوف ثابت نہیں کر سکتے ہم نے اپنے دعوے کہ جہات بیان کیں جس پہ ہم نے دلائل پیش کئے۔

اب موصوف کے پاس ان دلائل کا جواب نہیں تو اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خلط مبحث سے کام لیا۔ جب عبارات کا جواب ان سے نہ بن سکا تو ادھر ادھر بھاگنے لگے خیر ہم نے اب تک گفتگو تسلسل سے کی ان شاء اللہ عزوجل اسی تسلسل سے گفتگو کریں گے۔

ہمارے دعوے میں کوئی تضاد ہیں بقول ابو ایوب ان کی عقل کا تضاد ہے۔

المہند کی حقانیت ص24

فقہاء احناف کی عبارات سے استدلال کا مسکت جواب

اب موصوف کی گزشتہ جوابی تحاریر صرف اس پہ تھیں کہ نکاح کے وقت فقہاء نے نبی پاک ﷺ کو گواہ بنانے پہ فتوی کفر دیا ہے۔ جب دیوبندی جماعت کو اقرار ہے کہ یہ کتاب النکاح کا جزیہ ہے تو یہ اختلافی نوعیت کا معاملہ ہوا کئی مسائل احناف میں مختلف فیہ ہیں ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله: (قيل يكفر) لانه اعتقد ان رسول الله عالم الغيب. قال في التتارخانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه قلت بل ذكروا في كتب العقائد ان من جمله كرامات الأولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها..

اور ان کا قول(کہا گیا ہے کہ کفر ہے) کیونکہ اس نے اعتقاد کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ علم غیب جانتے ہیں۔ تاتار خانیہ اور فتاوی حجہ میں ہے ملتقط میں فرمایا کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عرض کی جاتی ہیں۔ اور بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ اس آیہ کریمہ نے اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرمائی"

ردالمحتار علی الدر المختار حاشیہ ابن عابدین، جلد۴، ص۱۰۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"وذكر في جامع الفصولين مسألة بالفارسية حاصلها فيما لو تزوج بلا شهود وقال ان الله و رسوله او الملك يشهد ان انه يكفر لانه اعتقد ان الرسول ار الملك يعلم الغيب ثم استشكل ذلك بما اخبر به صلى الله عليه وسلم من المغيبات و كذا ما اخبر به عمر و غيره من السلف".

جامع الفصولین میں ایک مسئلہ فارسی میں ذکر ہے کہ اگر کسی نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول یا فرشتہ گواہ ہیں تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول یا فرشتہ غیب جانتے ہیں۔ پھر اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ سرکا اللہ نے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور سلف نے غیب کی خبریں دی ہیں،

اب اسی اعتراض کا جواب نقل کرتے ہوئے نہیں بلکہ امتیاز کی ساری محنت پر پانی پھیرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

یجاب بانه یمکن التوفیق بان المنفی هو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفی هو المجزوم به لا لمظنون ویویده قوله تعالی اتجعل فیها من یفسد فیها الآیة لانه غیب اخبره به الملائکة ظنا منهم او باعلام الحق فینبغی ان یکفر لو ادعاه مستقلا لا لو اخبر به باعلام فی نومه او یقظته بنوع من الکشف اذ لا منافاة بینه و بین الآیة لما مر من التوفیق.

اس کا جواب یہ ہے ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذات خود علم غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی یا نفی قطعی کی ہے نہ کہ ظنی کی اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے فرشتوں نے عرض کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خون ریزی کریں گے، ملائکہ غیب کی خبر نہیں بولے مگر ظنا یا خدا کے بتائے سے تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بغیر خدا کے بتائے علم غیب کا دعوی کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

مجموعہ رسائل ابن عابدین، جلد ۲، ص ۴۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت و المکتبۃ الحقانیہ پشاور

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ بالذات کی نفی مقصود ہے اہلسنت میں کوئی اس کا قائل نہیں مولوی عارف سنبھلی لکھتا ہے:

"یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن عابدین شامی نے در مختار کے حاشیہ رد المختار میں فقہ کی بعض دوسری کتابوں کے حوالے سے نکاح والے مسئلہ میں دوسرا قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ ایسے شخص کو کافر نہ کہا جائے۔ لیکن ساتھ ہی اسکی بنیاد بھی یہ ذکر کی ہے کہ امت کے معاملات و احوال کا رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک پر پیش کیا جانا بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ بات ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کو بعض غیوب کی اطلاع دی جاتی ہے تو یہ امکان اور احتمال ہے کہ اس شخص نے اسی بنا پر حضور

ﷺ کو نکاح کا گواہ قرار دیا ہو تو اگر چہ یہ نکاح تو صحیح نہ ہو گا لیکن اس تاویل و احتمال کی گنجائش کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہا جائے گا"

بریلوی فتنہ کا نیا روپ، ص ۸۹، کتب خانہ الفرقان لکھنو

اسی طرح خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے:

"اس پر علامہ شامی کا نام میں نے نہیں لیا، علامہ شامی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہو گے کیوں؟ ہو سکتا ہے کہ اس کو اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو غیبی طور پر معرفت دے دی ہو، خود اللہ تعالی پیغمبروں کو غیب پر اطلاع دیتا ہے۔ تو اگر حضور ﷺ کو اطلاع دے دی ہو، کہ فلاں جگہ نکاح ہو رہا ہے تو اب یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا، کیونکہ حضور کو اطلاع ہے ضروری نہیں لیکن جو کفر کا فتویٰ ہے اس کے بارے میں قول ہے کہ اسے کافر نہیں کہا جائے گا"

مناظرے اور مباحثے، ص ۲۸۵، مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور

اب یہ تو جزیہ نکاح کا جواب تحقیقی ہوا لیکن ہمیں معلوم ہے ان کو جواب تحقیقی سے زائد الزامی سمجھ آتا ہے

اس لئے جواب الزامی بھی پیش خدمت ہے رشید احمد گنگوہی صاحب نے مرید کی روح کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہا ہے اب بزازیہ و دیگر عبارات میں کہیں تصریح نہیں کہ فلاں جگہ حاضر مانیں تو کفر نہیں فلاں جگہ مانیں گے تو کفر ہو گا۔

پھر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہم پیش کر چکے جس میں نبی پاک ﷺ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

نمازی نماز میں نبی پاک ﷺ کو حاضر جانے اس پہ ہم عبارات پیش کر چکے۔

اب بتائیں ان فقہاء کی عبارات کا اطلاق یہاں بھی کریں گے کہ نہیں؟

کیا ان احباب نے شرک کا ارتکاب کیا کہ نہیں؟

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے **ویکون الرسول علیکم شھیدا** کے تحت نبی پاک ﷺ کو حاضر و ناظر جانا اب تمہارے بقول تو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی معاذ اللہ کافر ہو مشرک ہو گئے؟

پھر ابو ایوب نے سفید سیاہ پر ایک نظر میں نبی پاک ﷺ کو روضہ انور پہ حاضر و ناظر تسلیم کیا۔

اب ان فتاوی جات میں کہیں تخصیص ہے کہ مدینہ میں ماننے سے کفر و شرک نہیں پاک و ہند میں ماننے سے کفر و شرک ہو گا؟

یوں تو آپ کے فتاوی تکفیر و شرک سے کوئی بھی محفوظ نہ رہا؟ اسے کہتے ہیں:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب موصوف کی چالاکی دیکھیں کہتے ہیں ان کو الزامی جواب کا کہا گیا موصوف مناظرہ آپ کر رہے ہیں یا کوئی اور؟ کیا یہ طریقہ کار آپ کے ہاں مناظرہ کا رائج ہے اس سے پہلے آپ ہوائیں فائر کرتے رہے شاید علمی انداز میں آپ اس وقت جکڑے بیٹھے ہیں آپ ایک ہی تحریر کو مختلف الفاظ سے گھما پھرا کے نہ لکھیں۔

عرض اعمال پہ دلائل کثیر پیش ہو چکے اب اگر عرض اعمال سے براہ راست دیکھنے کی نفی ہے تو اللہ جل شانہ کے لئے بھی اس نفی اعلان کر دیں معاذ اللہ۔

کیونکر کراما کاتبین کو مقرر فرما رکھا ہے جب اسے ہر ایک کے اعمال کا علم ہے؟

بچگانہ سوالات کا دور ختم ہو گیا علمی بات کیجیے جو کسی کی سمجھ میں بھی آئے۔

یہاں ایک جہت پہ بات ہو رہی ہے تو آپ خلط ملط کرتے ہوئے دوسرے جہت کو زیر بحث نہ لائیں

جب دوسری جہت پہ ہم کلام کریں گے تو آپ بات کیجیے گا۔

ناظرین کرام!

عرض اعمال پہ ہم نے جو دلائل پیش کئے اس میں مزید ہم نے رویت سے گواہی کا ہونا پیش کیا

ابھی تک دیوبندی مناظر ہمارے ان دلائل رد پیش نہیں کر سکا انہوں نے نکاح کے جزیہ سے تکفیر کے قول ذکر کئے ہم نے فقہاء کے دلائل اور الزامی جوابات سے ان کے اعتراض کو ہوا میں بکھیر دیا

نبی پاک ﷺ کے وصف کو ہم نے دلائل کثیرہ سے بیان کیا جس کا جواب اب تک موصوف نہ دے سکے نہ صبح قیامت تک ان سے ممکن ہے۔

پھر موصوف کی چالاکی دیکھیں کہ:

آیت پیش کرو۔

حدیث پیش کرو۔

معتبر فقیہ پیش کرو۔

صبر کا دامن پکڑو کیوں بھاگتے نظر آرہے ہو ابھی تو عرض اعمال پہ ہم نے حوالے پیش کئے آپ کی یہ حالت بن گئی آگے کیا ہو گا۔

ناظرین کرام! یہ شخص خلط مبحث سے کام لے رہا ہے ہم نے بار بار کہا یہ باب الظنیات و باب الفضائل سے سے پھر ایسے مطالبے کرنا کہ اس جگہ سے دیکھاؤ اس جگہ سے دیکھاؤ ان کے گھر کے قاعدہ کے مطابق مماتی و قادیانی ہونے کا اعتراف ہے۔

ہم نے سوال کیا تھا نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں کہ نہیں موصوف نے اسکا جواب تک نہ دیا۔ شاید اس لئے کہ اپنے بابا جان اسماعیل دہلوی کا موقف اپنالیا کہ:

"معاذ اللہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

اب ہم پوچھتے ہیں نبی پاک ﷺ کو کسی جہت سے حاضر وناظر ماننے پہ فتوی کفر وشرک پہ:

کوئی آیت قطعی پیش کریں۔

کفر کی جامع ومانع تعریف کریں۔

شرک کی تعریف کریں۔

یہ تعریفیں اکابرین اہلسنت کی کتب سے نہ ہوں کیونکہ بقول آپ کے وہ کافر ومشرک ہیں۔

جتنے لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کیا کیا وہ منکر قرآن تھے؟

کیا وہ اس سبب سے کافر ومشرک ہوئے؟

یہ سوالات آپ کے اصولوں کے مطابق ہیں اور قرض ہیں آپ پہ۔

نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَصْفَرَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، "إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ

بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا، أَوْ قَالَ: مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سنن ترمذی/ کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم /حدیث: 2176

تخریج الحدیث دار الدعوہ: «صحیح مسلم /الفتن 5 (2889)، سنن ابی داود/ الفتن 1 (4252)، سنن ابن ماجہ/الفتن 9 (3952) (تحفة الأشراف: 2100) (صحیح)«

ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق (پورب) و مغرب (پچھم) کو دیکھا یقیناً میری امت کی حکمرانی وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی، اور مجھے سرخ و سفید دو خزانے دے گئے، میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ ان کو کسی عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور نہ ان پر غیروں میں سے کوئی ایسا دشمن مسلط کر جو انہیں جڑ سے مٹا دے، میرے رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! جب میں کوئی فیصلہ کرلیتا ہوں تو اسے بدلتا نہیں، تیری امت کے حق میں تیری یہ دعا میں نے قبول کی کہ میں اسے عام قحط سے ہلاک و برباد نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو اور جو انہیں جڑ سے مٹا دے، گو ان کے خلاف تمام روئے زمین کے لوگ جمع ہو جائیں، البتہ ایسا ہو گا کہ انہیں میں سے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے، اور بعض کو قیدی بنائیں گے“۔

عَنْ عَائِشَةَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ، حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب التهجد، باب إذا انفلتت الدابة فی الصلاة، 406/1، الرقم: 1154، ومسلم فی الصحیح، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف 296/1، الرقم: 901، والنسائی فی

السنن، کتاب الکسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة، الرقم:1472، وابن حبان فی الصحیح، 83/7، الرقم:2841.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہتا تھا۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے لئے جانور وقف کرنے کی رسم نکالی۔''

اب یہاں دیکھیں نبی پاک ﷺ کا یہ وصف بیان ہوا ہم اوپر بھی بیان کر چکے کہ کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی

آپ نے پوری دنیا کو ملاحظہ فرمایا۔

مشرق و مغرب کو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

پھر فیض القدیر میں مسلم کی روایت کی شرح میں ہے:

وقد تجلی له الکون کله وزویت له الأرض بأسرها فأری مشارقها ومغاربها

آپ کے لئے تمام کائنات روشن تھی آپ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی تو آپ نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین کو اللہ جل شانہ سے سمیٹ دیا پھر سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"ان اللہ قد رفع لی الدنیا و انی انظر الیھا و الی ما کائن فیھا الی یوم القیمۃ جاننا انظر الی کفی ھذہ"

جمع الجوامع السیوطی، کنز العمال، المواھب اللدنیہ، جواھر البحار، طبرانی فی الکبیر، ابو نعیم فی الحلیہ، جامع صغیر الفتح الکبیر

اب موصوف اگر اس کی سند پہ کلام کریں بھی تو ہمارا دعوی پہلے سن لیں ہمارا دعوی ہے کہ یہ مسئلہ ظنیات میں سے ہے اس کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے۔

پھر اس پہ ہم دیوبندیوں کے گھر سے تائید پیش کر چکے کہ ان کے نزدیک اولیاء کرام کے لئے زمین سمیٹ دی جاتی ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ نظریہ کیونکر کفر و شرک ہو گا؟

اب یہاں دیکھیں تھانوی نے ایک ولی کے لئے زمین کا سمٹنا تسلیم کیا لہذا اگر یہ شرک و کفر نہیں تو نبی پاک ﷺ کے لئے تسلیم کرنا کفر و شرک نہیں؟

پھر نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

مجمع الزوائد میں حدیث موجود ہے:

قال قال رسول اللہ اللہ حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم.

ترجمہ:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جائیں گے پس جب میں اچھے اعمال کو دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا اس پر اور جب برے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

اب نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبار کہ آپ نے دیکھ لی جو امر نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری میں ثابت تھا اس روایت کے مطابق بعد وصال بھی ثابت ہے۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ما من شیء کنت لم أره إلا وقد رأيته فی مقامی هٰذا حتی الجنة والنار ''

بخاری شریف

حوض کوثر کو اپنے مقام سے دیکھا تو آپ کے لئے دنیا کو سمٹ جانا کوئی معنی نہیں رکھتا جن کی عرش تک رسائی ہو ہم دلائل سے پیش کر چکے ان کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا کفر و شرک نہیں ہو سکتا۔

پھر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فحصل من مجموع هذه النقول والأحاديث أن النبی ﷺ حی بجسده وروحه وأنه يتصرف ويسير حيث شاء فی أقطار الأرض وفی الملكوت وهو بهيئته التی كان عليها قبل وفاته لم يتبدل منه شیء، وأنه مغيب عن الأبصار كما غيبت الملائكة مع كونهم أحياء بأجسادهم، فإذا أراد الله رفع الحجاب عمن أراد إكرامه برؤيته رآه علی هيئته التی هو عليها لا مانع من ذلك ولا داعی إلی التخصيص برؤية المثال

الحاوی الفتاوی ج2ص251

انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ذکر فرما کے فرمایا وہ عالم نہ جہاں چاہیں سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔

پھر اللہ جل شانہ جسے چاہے ان کا دیدار کرا دیتا ہے۔

پھر یہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ويخرج من هذا جواب آخر وهو أن المراد برد الروح التفرغ من الشغل وفراغ البال مما هو بصدده في البرزخ من النظر في أعمال أمته والاستغفار لهم من السيئات والدعاء بكشف البلاء عنهم، والتردد في أقطار الأرض الحلول البركة فيها، وحضور جنازة من مات من صالح أمته، فإن هذه الأمور من جملة أشغاله في البرزخ كما وردت بذلك الأحاديث والآثار

اب یہاں امتیوں اعمال کا پیش ہونا ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا خوشیوں میں شریک ہونا پھر امت کے صالحین کے جنازوں میں شرکت یہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تسلیم کر رہے ہیں جو شخص حیات النبی ﷺ کا قائل ہے ہم نے پہلے کہا وہ کسی نہ کسی جہت کے اعتبار سے نبی پاک ﷺ کو حاضر وناظر ضرور تسلیم کرے گا۔

یہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد نص على إمكان ذلك أئمة أعلام منهم العلامة علاء الدين القونوي شارح الحاوي، والشيخ تاج الدين السبكي، وكريم الدين الأملي شيخ الخانقاه الصلاحية سعيد السعداء، وصفي الدين بن أبي المنصور وعبد الغفار بن نوح القوصي صاحب الوحيد والعفيف اليافعي والشيخ تاج الدين بن عطاء الله، والسراج بن الملقن والبرهان الأبناسي والشيخ عبد الله المنوفي، وتلميذه الشيخ خليل المالكي صاحب المختصر، وأبو الفضل محمد بن إبراهيم التلمساني المالكي وخلق آخرون، وحاصل ما ذكروه في توجيه ذلك ثلاثة أمور: أحدها أنه من باب تعدد الصور بالتمثل والتشكل كما يقع ذلك للجان،

دوسری وجہ بیان فرماتے ہیں:

والثانی أنه من باب طی المسافة وزوی الأرض من غیر تعدد فیراه الرائیان کل فی بیته وهی بقعة واحدة إلا أن الله طوی الأرض ورفع الحجب المانعة من الاستطراق فظن أنه فی مکانین وإنما هو فی مکان واحد، وهذا أحسن ما یحمل علیه حدیث رفع بیت المقدس حتی رآه النبی ﷺ بمکة حال وصفه إیاه القریش صبیحة الإسراء،

تیسری کا بیان فرماتے ہیں:

والثالث أنه من باب عظم جثة الولی بحیث ملأ الکون فشوهد فی کل مکان کما قرر بذلك شأن ملك الموت ومنکر ونکیر حیث یقبض من مات فی المشرق وفی المغرب فی ساعة واحدة ویسأل من قبر فیهما فی الساعة الواحدة فإن ذلك أحسن الأجوبة فی الثلاثة. ولا ینافی ذلك رؤیته علی صورته المعتادة،

الحاوی الفتاوی جز الاول ص208۔209

مذکورہ بالا علماء کے کلام کا خلاصہ بیان کرتے ہیں کہ متعدد مقامات پہ صورت مثالی میں ہونا یہی دعویٰ اہلسنت کا ہے جو ان اکابرین سے امام سیوطی نے نقل کیا اللہ جل شانہ ان کے لئے زمین سمیٹ دے درمیانی حجابات ہٹادے یہی اہلسنت کا دعوی اوپر ہم پیش کر چکے مشرق و مغرب کی مسافت طے کرنا پل میں اب ہم نے تو اپنا نظریات کو اکابرین سے پیش کر دیا۔

اب بتائیں کیا یہ سارے اکابرین کفر و شرک کی تعلیم دینے والے تھے؟

ہم پہلے موصوف کو جواب دے چکے ہیں اپنے اکابرین سے پیش بھی کر چکے مگر یہ اپنی ضد پہ اڑے بیٹھے ہیں۔

لگتا ہے ان کو ہمارا جواب سمجھ نہیں آیا جو ہم حیات النبی ﷺ کے حوالے سے ان کو دے چکے ہیں چلیں

ان کو ہم مزید ان کے گھر سے جواب دیتے ہیں مولوی اللہ یار خان نے عذاب قبر کو ضروریات دین میں شمار کیا اس کے انکار کو کفر کہا اسے ایسا عقیدہ کہا جیسے قرآن و نبوت اور قیامت ضروریات دین سے ہیں۔

حیات برزخیہ ص212

مزید کہتا ہے:

"عذاب قبر کا عقیدہ تو تر سے ثابت ہے اور تواتر کا انکار کفر ہے"

حیات برزخیہ ص210

اب بتائیں کیا ان کے نزدیک مماتی کافر ہیں کہ نہیں؟

اب جو ان کی تکفیر نہ کرے اسکا کیا حکم ہے؟ یہاں موصوف نے اپنی موروثی عادت شریفہ کا بخوبی مظاہرہ کیا یعنی ڈنڈی ماری یہاں اویسی صاحب اس سوال کو نقل کر کے اسکا رد پیش فرما رہے ہیں اور یہ سوال کو ہی اپنی تائید میں پیش کر کے اچھل رہے ہیں ایسے مناظرین دیوبند میں دو اور پیدا ہوئے تو ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔

موصوف نے خلط مبحث کرتے ہوئے عبارات پیش کرنے کی کوشش کی ہم ان کے گھر سے شیطان کی محبت و عظمت پہ درجنوں حوالے پیش کر سکتے ہیں یہاں مولانا عبد السمیع رامپوری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے مولوی عبد الجبار عمر پوری دیوبندی نے لکھا تھا کہ:

"حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے۔ ہر جگہ موجود اللہ تعالی ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی"

انوار ساطعہ بالائے براہین قاطعہ ص48

اب مولانا عبد السمیع رامپوری نے اس کا دو طرق سے رد فرمایا کہ جہاں جہاں میلاد پڑھا جائے وہاں تشریف لانے کا مطلب ہر جگہ موجود ہونا نہیں ہوتا۔

دوسرا یہ کہ ہر جگہ تشریف لے جانا اور اسے اللہ شانہ کی صفت بتانا باطل ہے۔ کیونکہ عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کہاں کہاں تشریف لے جاتے ہیں ہر مکان کو دن رات دیکھتے ہیں اللہ نے دنیا ان کے سامنے سمیٹ دی۔

شیطان کو اللہ نے طاقت دی کہ تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ جب مخلوقات کو یہ قدرت دی گئی تو تو ہر گز خاصہ الوہیت نہیں۔ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت تسلیم کرے تو شرک کیسے؟ اگر شیطان و ملک الموت کے لئے یہ صفت ماننا شرک نہیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیسے شرک ہوا؟

اب اسکا جواب تو وہابیہ سے بن نہ پڑا اب انہوں نے اس رد کو استدلال سمجھ لیا حالانکہ مولانا عبد السمیع رامپوری نے عمر پوری پہ نقض وارد فرمایا نہ کہ اپنے مدعا پہ استدلال۔

عمر پوری کا استدلال تھا اس کا کلیہ تھا اسی کے کلیے قاعدے کے تحت اسے دفن کر دیا۔ اب اس نقض کو استدلال سمجھ کے لکھ بیٹھے:

"شیطان و ملک الموت کا حال کر علم محیط زمین کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

اب اس عبارت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم تسلیم کرنا خلاف نصوص قطعیہ تسلیم کیا گیا۔

مگر آج تک کوئی دیوبندی وہ نصوص پیش نہ کر سکا کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کے علم کی نفی اور شیطان و ملک الموت کے لئے اثبات ہو۔

اب شیطان وملک الموت کے لئے جو وسعت مانی گئی وہ نصوص قطعیہ سے مانی گئی۔ مگر اب تک وہ نصوص قطعیہ پیش کرنے سے بھی ذریت وہابیہ عاجز ہے۔

ذاتی وعطائی کا رد خود خلیل احمد کے قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے:

"اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے"

براہین قاطعہ ص52

اب بتائیں یہاں کس پہ مطالبہ کیا جارہا ہے ذاتی پہ کہ عطائی پہ؟ اب یہاں وہابیہ کے اصول کے مطابق کلام کا معنی متکلم کے الفاظ سے ہی متعین ہو چکا جہاں وہابیہ کو پر مارنے کی بھی مجال نہ ہو گی۔ افسوس تو یہ ہوتا ہے کہ خلیل و گنگوہی پکار پکار کے کہہ رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی کا انکار کر کے اسی پہ نصوص طلب کر رہے تھے اور تم نے خود مانا کہ شیطان کو وسعت نص قطعی سے مانی ساجد خان لکھتا ہے:

"آپ نے قرآن وحدیث سے یہ بات ذہن نشین کر لی کہ جہاں اور جس جگہ بھی انسان ہو گا، وہاں ملک الموت اور شیطان بھی موجود ہو گا، پھر یہ بات کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آدم علیہ السلام کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا"

دفاع اہل السنۃ ج1 ص 651

آگے چل کے لکھتا ہے:

"نیز کیا آپ نے اپنی عمر کے کسی حصہ یا کسی وقت میں یہ بات کہیں سنی یا کہیں پڑھی کہ فلاں آدمی یا کوئی نبی یا ولی آدم علیہ السلام سے لیکر تا قیامت تک یا اپنے وقت سے لیکر تا قیامت تک زندہ ہے اور زندہ رہے گا؟ یا حضور علیہ السلام

کے بارے میں کسی کتاب یا کسی عالم کے ذریعہ سے آپ کو یہ معلوم ہو کہ آپ اپنی حیات شریفہ میں کئی جگہ اور کئی مقامات پر موجود ہوتے تھے؟ یا آپ نے یہ فرمایا ہو کہ میں ہر جگہ موجود ہوتا ہوں، یا صحابہ کرام سے یہ فرمایا ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں سب کچھ دیکھتا ہوں، یا کسی قرآنی آیت یا کسی حدیث مبارکہ سے ایسی باتیں ثابت ہیں؟"

653-652

اب بتایئے کہ موصوف اتباع گنگوہی میں کتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ ان کو شیطان وملک الموت کے کمالات تو سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر قیامت تک ماننے میں کوئی دقت نہ ہو مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت دیکھیں کہ ان کی ظاہری حیات میں بھی کمال تسلیم کرنا بھی ان کے نزدیک ثابت نہیں العیاذ باللہ۔

اب یہاں موصوف کے دجل کو واضح کرنے کے لئے ہم قرآن وحدیث کے دلائل سے ہٹ کر ان کے گھر کے مسلمات سے پیش کرتے ہیں کہ یہ کیسے بزرگوں کو انبیاء سے بڑھ کر تسلیم کرتے ہیں اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے:

"حضرت محمد الحضرمی نے ایک وقت میں 30 شہروں میں بیک وقت جمعہ کا خطبہ دیا اور آپ ایک ہی رات میں کئی شہروں میں شب باش ہوتے تھے"

جمال الاولیاء ص 188

ایسے ہی خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے:

"اس پر حضرت مخدوم نے فرمایا کہ کرشن چندر جو کافر تھا وہ سینکڑوں جگہوں پر بیک وقت حاضر ہو سکتا ہے اگر ابو الفتح نے ایسا کیا تو کون سی تعجب کی بات ہے"

عبقات ص 73

اب ان دو عبارات سے واضح ہوا کہ کہ دیوبندی، معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگوں سے بھی کم کمال والا سمجھتے ہیں۔

اب یہاں بتائیں کہ ایک کافر کے واقعی سے ایک ولی کے کمال پہ دلیل پکڑنا کیا جائز ہے؟

یہی ساجد خان مزید لکھتا ہے:

"حضور علیہ السلام بھی مدینہ میں، اور منافقین بھی مدینہ میں لیکن ان کے نفاق یعنی ان کی اندرونی خباثت کا علم آپ کو نہیں (جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا) اور کیا شیطان ان کے حالات سے واقف نہیں، اگر کہو کہ نہیں تو ان کے اندر نفاق کی خباثت کا وسوسہ کس نے ڈالا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے رگوں میں خون کی طرح جاری وساری ہے"

اب اس عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دیوبندی اپنے پیر ابلیس کا علم کس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مانتے ہیں۔

ہم نے گزشتہ تقاریر میں:

1 ۔ نبی پاک ﷺ کی حضوری امت پہ ثابت کی جواب نہ آیا۔

2 ۔ مفسرین کرام کی تصریحات پیش کیں احادیث مبارکہ پیش کیں جواب نہ آیا۔

3۔ اقوال اکابرین امت پیش کئے جواب نہ آیا۔

4۔ قرآن مجید کی جامعیت پہ ہم نے قرآن مجید اور دلائل مفسرین سے کلام کیا جواب نہ آیا۔

5۔ نبی پاک ﷺ کی رحمت مطلقہ کا ذکر کیا جواب نہ آیا۔

6۔ ہم نے نبی پاک ﷺ کے رویت تمام عالم کی ثابت کی جواب نہ آیا۔

7۔ آپ کا اول الخلق ہونا واضح کیا جواب نہ آیا۔

8۔ آپ کی گواہی رویت سے ہے اس پہ دلائل کثیرہ پیش کئے جواب نہ آیا۔

9۔ ہم نے اکابرین امت کی تصریحات سے نبی پاک ﷺ کو حاضر و ناظر ثابت کیا۔

10۔ شیخ عبد الحق کی عبارت پیش کی جواب نہ آیا۔

11۔ امام زرقانی کی عبارت کا جواب نہ آیا۔

12۔ امام قسطلانی کی عبارت کا جواب نہ تھا۔

13۔ امام نبہانی کی عبارت کا جواب نہ آیا۔

14۔ احادیث مبارکہ کا جواب نہ آیا۔

15۔ ہم نے نبی پاک ﷺ کے لئے کائنات کو سمٹنا ثابت کر دیا دیا الحمد للہ رب العالمین۔

16۔ ہم نے عقیدہ کو ظنی باب الفضائل سے کہا موصوف قطعیات کی رٹ لگا کے فرار کی کوشش میں ہیں

17۔ امام سیوطی کی عبارت پیش کی جواب نہ آیا۔

صبح قیامت تک ہمارے دلائل قاہرہ قائم و دائم ہیں ان شاء اللہ عزوجل ان کا جواب نہ آئے گا۔

دیوبندی مناظر تلبیس سے کام لینے لگا۔

خلط مبحث کرنے لگا۔

ادھورے حوالے لگانے لگا۔

سوالات سے استدلال کرنے لگا۔

یہ ان کی شکست فاش کی بین دلیل ہے۔

پر پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے

ہم ان شاءاللہ عزوجل اگلی تقریر میں اکابرین امت کی تصریحات آپ کے سامنے رکھیں گے تاکہ واضح ہو کہ اس موقف میں اہلسنت کی سربراہی اکابرین امت فرمارہے ہیں۔ اب موصوف تو کہتے ہیں کہ حاضر و ناظر ہونا اللہ جل شانہ کی صفت خاصہ ہے۔

مگر مانچسٹروی میاں کہتے ہیں یہ حقیقی کمالات میں سے نہیں۔

عبقات ص73

مزید کہتا ہے:

"شیطان کی واردات بیک وقت مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں ہوتی ہے"

عبقات ص73

اب اسے اللہ جل شانہ کی خصوصیات میں شمار کرنا کیسے درست ہو گا؟

پھر شیطان کو بیک وقت کئی مقامات میں ماننے سے شرک لازم آیا یا نہ آیا؟

منتظم مناظرہ

دعوی جواب دعوی دونوں مکمل ہوئے دعوی پر تنقیح والزامات مکمل ہوئے جواب دعوی پر بھی الزامی سوالات آچکے مناظرے کا اگلہ مرحلہ دعوی، وجواب دعوی پر دلائل کا دور اس کے متعلق میں چند شرائط وضوابط ذکر کرتا ہوں۔

وقت کے تعین کے حوالہ سے چند شرائط۔

مناظرہ کے اگلے مراحل کی ترتیب کے حوالہ سے چند باتیں

اب امتیاز صاحب جواب دعوی پر دلائل دیں گے۔۔۔۔۔

جوابِ دعوی اہل سنت والجماعت احناف دیوبند

نمائندہ

امتیاز حنفی کا عقیدہ

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے ہر ہر جگہ بنفسہ حاضر و ناظر کو ممکن ماننا کہ جب چاہیں جہاں چاہیں بیک وقت کی مقامات پر تشریف لے جا سکتے ھیں جسد عنصری کے ساتھ یہ عقیدہ نہ قرآن کریم سے ثابت ہے نہ احادیث صحیحہ سے نہ صحابہ و تابعین کے فہم و عمل سے اور نہ ہی سلفِ صالحین میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔

لٰہذا اہل سنت والجماعت احناف دیوبند کا واضح اور محقق موقف یہ ہے کہ:

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

کسی مخلوق کے لیے اس جیسی صفت ماننا شرعاً باطل اور شرک کے مترادف ہے۔

منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب کا وقت 6:00 تک ہے

امتیاز دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناظر بریلویہ نے دعووں کا طومار تو باندھا تھا مگر ہم نے بار بار توجہ دلائی کہ آپ کا دعویٰ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر جگہ پوری کائنات میں جسمانی و روحانی طور پر حاضر و ناظر ہیں ہر چیز کو براہِ راست ملاحظہ فرماتے ہیں امت کے تمام حالات سے لمحہ بہ لمحہ باخبر ہیں جناب کے کل کے دلائل سارے عرض اعمال پر گھومتے رہے پھر میں نے توجہ دلائی تھی کہ:

آپکے دعوی میں یہ جز نہیں تھا عرض اعمال پیش ہونے کا اسمیں ہمیں کوئی اختلاف نہیں امت کے اعمال فرشتے لے جاتے ہیں۔

آپ اپنے دعوے پر کچھ لے آئیں پھر آج محترم دلائل لیکر آئے بڑے زور و شور سے لیکن دلائل کا خلاصہ آپکے سامنے رکھ دوں کیوں کہ یہ مرحلہ ختم ہو چکا میری باری اپنے دعوی پر دلائل دینے کی ہے آج

موصوف نے بڑا زور لگایا لیکن کوئی دلیل نہیں ملی۔

آج والے دلائل پہ مختصر تبصرہ

ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں آیا وہ دلائل تھے یا فقط وقت کی خانہ پوری تھی۔

بریلوی مناظر نے اپنے چار نکاتی مستقل دعوے کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت ہر جگہ تمام کائنات کے حالات کو براہِ راست ملاحظہ فرماتے ہیں پر کوئی صریح آیت پیش نہی کی لفظ شاہد جسکا جواب کل تفصیلی ہوا۔

آج کے دلائل میں موصوف نے۔

صرف معجزاتی احادیث پیش کیں۔

جنت و دوزخ کا دیکھنا۔

زمین کا سمیٹ دیا جانا۔

پیچھے سے دیکھنے کا واقعہ۔

یہ سب معجزات ہیں جو نبوت کی صداقت کے لیے نشانیاں ہیں

معجزے سے دائمی وصف ثابت نہیں ہوتا اس لیے یہ دلائل دعوے پر حجت نہیں بنتے بلکہ اس سے دعوے کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے

(حیات النبی ﷺ پہ دیوبندی واقعہ حرہ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ روضہ انور سے آذان واقامت کی آواز آتی تھی اب سوال ہے کیا اب بھی آتی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑا دیکھا وہ بھی وقتی امر تھا تو اس سے حیات الانبیاء پہ استدلال کرتے ہو تو ہمارا استدلال بھی مضبوط ہے)

جناب نے حدیث پیش کی نبی کریم ﷺ نے ایک مخصوص مقام پر ایک مخصوص وقت میں جنت و دوزخ اور دیگر امور کا مشاہدہ فرمایا بریلوی حضرات اس سے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ حدیث اس دعوے کے سراسر خلاف ہے۔

مشاہدہ کا تعلق اسی لمحے سے ہے نہ کہ ہمیشہ سے حدیث کے الفاظ واضح ہیں۔

فِي مَقَامِي هٰذَا یعنی حضور ﷺ نے اسی لمحے اسی مقام پر اللہ کے وعدے کی چیزیں دیکھیں نہ کہ آپ ہمیشہ سے ہر جگہ سب کچھ دیکھتے رہیں۔

معجزہ کی صورت تھی جیسے کہ سورج گرہن کی نماز میں جنت و دوزخ کا مشاہدہ ہوا ایسے ہی یہ بھی ایک استثنائی واقعہ ہے

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ص ﷺ ہر وقت یا ہر جگہ کے حالات دیکھ رہے ہیں۔

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی خصوصیات اور معجزات میں سے ایک ہے نہ کہ آپ ﷺ کے لیے ہمہ وقتی ہمہ مکانی حاضر و ناظر ہونے کی دلیللہٰذا اس سے عقیدہ گھڑنا باطل تأویل اور نصوص سے تجاوز ہے۔

معجزہ عقیدہ کی دلیل بن سکتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا انکار کفر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے نبوت کے سچ ہونے کی نشانیاں ہیں مگر یہاں ایک بہت اہم اصولی بات سمجھنا لازم ہے کہ:

معجزہ دلیل نبوت ہے، نہ کہ دلیل عقیدہ یعنی کسی نبی سے جو غیر معمولی امور صادر ہوں۔

مثلاً جنت و دوزخ کا مشاہدہ زمین کا سمیٹ دیا جانا پیچھے اور آگے سے دیکھ لینا بارش کی خبر دینا یہ سب معجزات ہیں۔

معجزہ اور عقیدہ میں فرق

اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک وقت میں جنت کو دیکھا اس لیے وہ ہمیشہ جنت کو دیکھتے ہیں تو یہ غلط قیاس ہے اگر آپ ﷺ کے لیے زمین سمیٹ دی گئی تو اس کا مطلب یہ نہیں زمین ہمیشہ کے لیے سمٹ گئی تھی

فقط ایک خاص وقت کے لیے معجزہ ظاہر ہوا آپ اپنا دعوی پڑھ لو ہر وقت جب ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح زمین و آسمان سامنے ھے تو پھر زمین سمٹ کیوں گئ؟؟ یعنی پہلے سامنے نہیں تھی؟

پہلے نہیں اک مرتبہ سمٹ گئی اور جب اس وقت سمٹ گئ تھی تو معجزہ ظاہر ہوا نہ کہ ہر وقت زمین و آسمان سامنے رہتا تھا خود یہ دلیل آپکے خلاف ہوئی۔

بریلوی مناظر نے جتنے دلائل آج دئے ان سب کا جواب فقط یہی ہے جو اس نے نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر دلیل کے طور پر پیش کیں۔

نمازِ کسوف کے دوران جنت و دوزخ کی رویت۔

زمین کا سمیٹ دیا جانا زوی لی الارض ۔

مقام میں تمام وعدوں کو دیکھنا قطفًا من الجنة۔

اندھیرے میں دیکھنا پیچھے سے ویسا ہی دیکھنا جیسے سامنے سے۔

یہ تمام دلائل حالاتِ مخصوصہ معجزات امور پر مبنی ہیں مستقل عالم گیر ہر وقت کی حاضری پر ان میں کوئی صریح دلیل نہیں ان دلائل سے ہمارا موقف ثابت ہوا کہ:

مخصوص حالات میں زمین و آسمان سمٹ گیا اور آپکا دعوی تھا پوری کائنات آپکے سامنے آپ اس سے دیکھ رہے ہیں مثل کف دست ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح پھر یہ واقعات تو ہمارے موقف کی تائید میں ہوئے کہ معجزات ظاہر ہوئے آپ تو دعوی کر چکے ہیں کہ:

پوری کائنات آپکے سامنے حاضر ہے۔

ہم معجزات کے قائل ہیں یہ آپکے ہاں معجزات آپکے دعوے کے خلاف ہیں معجزہ وہ مانے جو ہر وقت مثل کف دست کا دعوی نہ کرے۔

چوں کہ میری باری آج کی ٹرن میں اپنے دعوے پر دلائل کی ہے انکے جوابات کا خلاصہ آپکے سامنے رکھ دیا ہے ورنہ انکے جوابات پر تبصرہ دلائل کی روشنی میں کرتا وقت کم ہے مجھے اپنے جواب دعوی پر دلائل دینے ہیں بریلوی مناظر نے تین دن اپنے دعوے پر دلائل دیئے لیکن اپنے دعوی کے خلاف اک بھی دلیل اپنے دعوی پر پیش نہ کر سکا۔

نماز کے بعد آتے ہیں۔

قرآنی گواہی نبی کریم ﷺ ہر جگہ بیک وقت جسمانی و مکانی صفت کے ساتھ حاضر و ناظر نہیں تھے

سورۃ التحریم آیت 3

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

ترجمہ:

اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی پھر جب اس نے وہ بات ظاہر کر دی اور اللہ نے نبی ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا، تو نبی ﷺ نے اس میں سے کچھ بات جتا دی اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی، پھر جب نبی ﷺ نے اس بیوی کو (راز افشا کرنے پر) خبر دی تو وہ کہنے لگی آپ کو کس نے بتایا؟ فرمایا مجھے خبر دی اُس ذات نے جو سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے

اگر نبی کریم ﷺ بذاتِ خود ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو ام المؤمنین یہ سوال نہ کرتیں۔

مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا آپ کو یہ کس نے بتایا؟ یہ آیت قطعی شہادت ہے کہ نبی ﷺ علم الغیب یا حاضر و ناظر اور امت کے تمام حالات سے بیک وقت باخبر نہیں تھے۔

2۔ قرآنی گواہی نبی کریم ﷺ ہر جگہ خود ناظر نہیں بلکہ اللہ خود گواہ ہے

سورۃ التوبۃ آیت 107

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

سورۃ التوبۃ آیت 107

قرآنی شہادت اور سیوطی رحمہ اللہ کی تفسیر سے واضح حقیقت

سورۃ التوبۃ کی آیت 107 میں اللہ تعالیٰ جھوٹوں کی گواہی خود دے رہا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے ظاہر پر یقین فرمایا امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس پر لکھتے ہیں:

واللہ ما أردت إلا الحسنی وھو کاذب فصدقه رسول اللہ ﷺ

الدر المنثور، ج4 ص285

یعنی وہ شخص جھوٹا تھا مگر نبی کریم ﷺ نے اس کے قول کی تصدیق فرمادی اگر نبی ﷺ بذات خود ہر جگہ دیکھنے والے اور باخبر ہوتے تو اس جھوٹے منافق کی بات پر یقین نہ فرماتے۔

یہ واضح عقلی و نقلی دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ حاضر و ناظر بذاتِ خود نہیں تھے بلکہ اللہ ہی شہادت دینے والا ہے تو پھر وہم و قیاس کی بنیاد پر عقیدہ حاضر و ناظر گھڑنا قرآن اور تفاسیر کے بالکل خلاف ہے۔

3۔ واقعہ معراج حاضر و ناظر کے عقیدے پر واضح رد

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ"

سورۃ الإسراء، آیۃ 1

اگر نبی کریم ﷺ ہر وقت کائنات کو دیکھتے تھے تو معراج میں دکھانے کا کیا مطلب؟

یہ آیت خود گواہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے سامنے ہر چیز مثل کف دست پوری کائنات کو بیک وقت ملاحظہ فرمانا نہیں تھا کیوں سیر کرائی گئی واپسی پر کیوں ارشاد فرمایا کہ سیر کرکے اے ہم جو چیز آنکھوں کے سامنے تھی پھر سیر کے کیا معنی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیزیں اس وقت تک آپ ﷺ کے مشاہدے میں نہیں تھیں لہذا ہر لمحہ ہر چیز کا دیکھنا یعنی عقیدۂ حاضر و ناظر قرآن سے ثابت نہیں بلکہ اس کا رد ہے

4۔ عقیدۂ حاضر وناظر پر قرآنِ کریم کا کُھلا رد

آیتِ مبارکہ

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (1) اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

سورۃ المنافقون آیات 1-2

واقعہ شانِ نزول نہایت واضح رد ہے عقیدۂ حاضر وناظر

شانِ نزول سورت المنافقون سے ایک تابناک حقیقت

خلاصہ

جب عبد اللہ بن اُبی نے منافقانہ بات کہی نبی کریم ﷺ کو علم نہ ہوا حتیٰ کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی بات پر قسم سن کر اسی کی تصدیق فرمائی اور حضرت زید کو وقتی طور پر غلط قرار دیا بعد ازاں قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے زید بن ارقم کی سچائی کی گواہی دی

إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ

صاف ثابت ہوا اگر رسول ﷺ حاضر وناظر ہوتے تو عبد اللہ بن اُبی کی بات سن لیتے آپکا دعوی امت کے تمام حالات آپکے سامنے ہوتے امت کے تمام حالات سے ہر وقت باخبر سامنے نہ قسموں پر اعتماد کرتے نہ زید کو جھوٹا سمجھتے۔

یہ واقعہ خود عقیدہ حاضر وناظر کی نفی کا قاطع ثبوت ہے۔

بریلوی عقیدے کے مطابق تو یہ ممکن ہی نہ ہو تا جبکہ قرآن مجید سے واضح ہے کہ امت کے تمام حالات سے باخبر ہر وقت ہر جگہ بیک وقت کئی مقامات پر حاضری سارے حالات آپکے سامنے نہیں ہیں۔

آیت کی تفسیر

صحیح البخاري باب التفسیر حدیث نمبر 4900

حدثنا عبد الله بن رجاء، حدثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق عن زيد بن أرقم قال كنت في غزاة فسمعت عبد الله بن أبي يقول: لا تنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا من حوله، ولو رجعنا من عنده ليخرجن الأعز منها الأذل. فذكرت ذلك لعمي أو لعمر، فذكره للنبي صلى الله عليه وسلم، فدعاني فحدثته، فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عبد الله بن أبي وأصحابه، فحلفوا ما قالوا، فكذبني رسول الله صلى الله عليه وسلم وصدقه، فأصابني هم لم يصبني مثله قط، فجلست في البيت، فقال لي عمي: ما أردت إلى أن كذبك رسول الله صلى الله عليه وسلم ومقتك؟ فأنزل الله تعالى: {إذا جاءك المنافقون} فبعث إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقرأ فقال: إن الله قد صدقك يا زيد {اتخذوا أيمانهم جنة} يجتنون بها

صحيح البخاری، كتاب التفسير، حديث 4900، ط السلطانيه

ترجمہ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک غزوہ میں تھا، تو میں نے عبد اللہ بن اُبی کو یہ کہتے سنا ان لوگوں پر خرچ مت کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں تاکہ وہ آپ کے پاس سے ہٹ جائیں، اور جب ہم (مدینہ) واپس لوٹیں گے تو عزت والا ذلت والے کو وہاں سے نکال دے گا میں نے یہ بات اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے مجھے بلایا اور میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انہوں نے قسمیں کھا کر انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو جھٹلایا اور اس کی بات کو سچ مانا اس پر مجھے اتنا غم ہوا جیسا کبھی نہ ہوا تھا میں گھر بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا: تم نے کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جھٹلایا اور ناراض ہوئے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں... تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور آیت پڑھ کر فرمایا اے زید اللہ نے تمہاری تصدیق فرمائی ہے۔

اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقام اور ہر موقع پر بنفسہٖ موجود نہیں تھے کیونکہ اگر آپ ہر جگہ بنفسہٖ موجود ہوتے اور اقوال و افعال کو بنفسہٖ مشاہدہ فرما رہے ہوتے تو عبد اللہ بن ابی کی گفتگو، م جو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نقل کی اسے آپ خود سن چکے ہوتے اور معاملے میں تحقیق یا قسموں کی حاجت نہ پڑتی۔

یہ طرزِ عمل اس عقیدے کی نفی کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ بنفسہٖ حاضر و ناظر ہیں کیونکہ حاضر و ناظر کا مطلب یہی ہے کہ آپ ہر جگہ خود موجود ہوں اور سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہوں اگر ایسا ہوتا تو اس موقع پر کوئی فریق خود کو بے گناہ ظاہر کر کے حضور کے علم سے انکار نہ کر سکتا۔

یہ واقعہ اس نظریے کی تردید ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ موجود مانا جائے کیونکہ اگر آپ ہر جگہ موجود ہوتے تو اس واقعے میں کسی وضاحت یا قسم کی نوبت ہی نہ آتی۔

حاضر و ناظر پر احادیثِ نبوی کا سلسلہ

حدیث نمبر 1:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں صرف رب ہے ہر جگہ حاضر و ناظر اپنی قدرت و طاقت و علم کیساتھ وہی ہے جو سنتا ہے جو دیکھتا ہے جو ہر دل کے حال سے واقف ہے۔

حدیث :

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكنا إذا أشرفنا على وادٍ هللنا و كبرنا ارتفعت أصواتنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا أيها الناس اربعوا على أنفسكم فإنكم لا تدعون أصمّ ولا غائبًا إنه معكم إنه سميعٌ قريب تبارك اسمه وتعالى جده

صحیح البخاري ج4 ص57 رقم2992

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے جب ہم کسی وادی کے قریب پہنچتے تو ہم بلند آواز سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے تو ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہے وہ خوب سننے والا اور قریب ہے برکت والا ہے اس کا نام اور بلند ہے اس کی شان۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر وناظر ہونا ایک خاص صفت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہی تعلیم دی کہ وہ رب کو ہر جگہ حاضر وناظر مانیں اور اسی سے مانگیں کیونکہ وہی قریب ہے اور سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود حاضر وناظر ہوتے تو صحابہ کی بلند آواز پر انہیں تنبیہ کی ضرورت نہ ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ حاضری اور نگرانی صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے نہ کہ مخلوق کی

حاضر وناظر کی نفی پر احادیث کا سلسلہ

حدیث نمبر2

حدیث مبارکہ :

حدثنا عبد الله بن يوسف قال: أخبرنا مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت :

»خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره، حتى إذا كنا بالبيداء، أو بذات الجيش، انقطع عقد لي، فأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه وأقام الناس معه... قالت: فبعثنا البعير الذي كنت عليه، فأصبنا العقد تحته«.

صحیح البخاري، رقم: 334

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم بیضاء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں رک گئے اور آپ کے ساتھ تمام لوگ بھی ٹھہر گئے... پھر ہم نے وہ اونٹ جس پر میں سوار تھی اٹھایا تو وہ ہار اس کے نیچے سے ملا۔

اگر نبی کریم ﷺ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہوتے اور ہر وقت نگاہ رکھتے تو نہ ہار گم ہوتا نہ تلاش میں وقت لگتا نہ قافلہ رکتا یہ واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کر جگہ ہمہ وقت پوری کائنات آپکے سامنے مثل کف دست نہیں۔

حاضر وناظر کی نفی پر احادیث کا سلسلہ

حدیث نمبر 3

نبی کریم ﷺ کا حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمانا

متن حدیث :

حدثنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا عبد العزيز بن أبي حازم، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد قال: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة، فلم يجد عليا في البيت فقال: أين ابن عمك؟. قالت: كان بيني وبينه شيء فغاضبني، فخرج فلم يقل عندي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لإنسان: انظر أين هو. فجاء فقال: يا رسول الله، هو في المسجد راقد، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع، قد سقط رداؤه عن شقه، وأصابه تراب، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول: قم أبا تراب، قم أبا تراب۔

صحیح البخاری، حدیث: 411

ترجمہ:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی جس سے وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہاں قیام نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو، وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور کہا: یا رسول اللہ، وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے، ان کے جسم پر چادر نہیں تھی اور بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی آپ ﷺ نے ان سے مٹی جھاڑی اور فرمایا اُٹھو اے ابو تراب اُٹھو اے ابو تراب۔

اگر نبی کریم ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو حضرت علیؓ کے مقام کا علم پہلے سے ہوتا آپ ﷺ کو سوال کرنے اور کسی کو تلاش کے لیے بھیجنے کی ضرورت پیش نہ آتی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ص بیک وقت تمام مقامات پر بنفسہٖ موجود نہ ہوتے تھے یہ حدیث عقیدۂ حاضر و ناظر کی کھلی تردید ہے اور واضح کرتی ہے کہ آپ ﷺ مکانی وجسمانی طور پر مخصوص مقام پر ہوتے تھے ہر جگہ بنفسہٖ موجود نہیں

آیات کا سلسلہ جاری رکھتے تو بیس آیات ہیں جن میں واضح مفہوم موجود ہے رب نے چاہا تو پیش کریں گے احادیث تو بکثرت ہیں۔

منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب کا وقت سگنل خرابی کی وجہ سے 7:00 تک کیا گیا ہے ارسلان صاحب کی اجازت سے۔

مسئلہ حاضر وناظر کی نفی پر حدیث نمبر 4

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق تلاش فرمانا

حدثنا مسدد، نا بشر، ثنا الجريري. (ح) وحدثنا مؤمل، نا إسماعيل (ح) وحدثنا موسى، نا حماد، كلهم عن الجريري، عن أبي نضرة، حدثني شيخ من طفاوة قال: تثويت أبا هريرة بالمدينة فلم أر رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أشد تشميرا، ولا أقوم على ضيف منه، فبينما أنا عنده يوما وهو على سرير له، ومعه كيس فيه حصى، أو نوى، وأسفل منه جارية له سوداء وهو يسبح بها، حتى إذا نفد ما في الكيس ألقاه إليها، فجمعته، فأعادته في الكيس، فرفعته إليه، فقال: ألا أحدثك عني وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: قلت: بلى. قال: بينا أنا أوعك في المسجد إذ جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى دخل المسجد، فقال: من أحس الفتى الدوسي؟ ثلاث مرات.

ترجمہ:

ایک طفاوی بزرگ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ مدینہ میں قیام کیا۔ میں نے ان سے زیادہ عبادت گزار اور مہمان نواز صحابی نہیں دیکھا۔ ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا تھا، ان کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی جس

میں کنکریاں یا کھجور کی گٹھلیاں تھیں، وہ ان سے تسبیح کر رہے تھے۔ جب ختم ہو جاتی، تو باندی انہیں دوبارہ جمع کر کے دے دیتی۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایک واقعہ نہ سناؤں؟ میں نے کہا: ضرور فرمایا: میں ایک دن بخار میں مسجد میں لیٹا ہوا تھا، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور تین بار فرمایا:
"کسی نے وہ دوسی نوجوان کو دیکھا ہے؟

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابو ہریرہؓ کو تلاش فرمانا اور صحابہ سے ان کے بارے میں دریافت کرنا واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ ہر جگہ موجود نہ تھے اور نہ ہی ہر ایک کے مقام و حالت سے باخبر تھے اگر بقول بریلویہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ بنفسہ موجود اور ہر ایک کے حال سے واقف ہوتے تو حضرت ابو ہریرہؓ کو تلاش کرنے اور سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

یہ حدیث عقیدہ حاضر و ناظر کی واضح نفی کرتی ہے اور بتاتی ہے ہر جگہ حاضری کا دعویٰ نہ کرتے تھے۔

مسئلہ حاضر و ناظر کی نفی پر حدیث نمبر 5

نبی کریم ﷺ کا مدینہ میں فزع کے وقت خود گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلنا

صحیح البخاری حدیث 2862

حدثنا أحمد بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا شعبة عن قتادة سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان بالمدينة فزع، فاستعار النبي صلى الله عليه وسلم فرسا لأبي طلحة يقال له مندوب، فركبه، وقال: ما رأينا من فزع، وإن وجدناه لبحرا

ترجمہ :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -:

مدینہ میں ایک دفعہ (اچانک) خوف وفزع کی صورت پیدا ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی طلحہ کا ایک گھوڑا جس کا نام مندوب تھا عاریتاً لیا، اس پر سوار ہو کر خود فزع کی خبر لینے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ واپس آکر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں کوئی چیز خطرہ نظر نہ آیا البتہ یہ گھوڑا تو سمندر کی طرح تیز ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ ہر وقت ہر جگہ جسمانی طور پر حاضر وناظر ہوتے امت کے تمام حالات اپنے سامنے خود اس واقعے کی حقیقت جاننے کے لیے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ آپ ﷺ کا خود گھوڑے پر سوار ہو کر فزع کی کیفیت کو جانچنے نکلنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تمام مقامات پر بنفسِ نفیس موجود ہونا، ہر لمحہ ہر چیز کو براہِ راست جاننا نبی کریم ﷺ کی بشری صفات کے خلاف تھا۔

یہ واقعہ صراحتاً نبی کریم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے عقیدے کی تردید کرتا ہے۔

حدیث نمبر 6 واقعہ بئر معونہ اور حاضر وناظر کارد:

صحیح بخاری، حدیث 4088

حدثنا أبو معمر: حدثنا عبد الوارث: حدثنا عبد العزيز، عن أنس رضي الله عنه قال:

»بعث النبي صلى الله عليه وسلم سبعين رجلا لحاجة، يقال لهم القراء، فعرض لهم حيان من بني سليم، رعل وذكوان، عند بئر يقال لها بئر معونة، فقال القوم: والله ما إياكم أردنا، إنما نحن مجتازون في حاجة للنبي صلى الله عليه وسلم، فقتلوهم، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم عليهم شهرا في صلاة الغداة، وذلك بدء القنوت، وما كنا نقنت«.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ضرورت کے لیے ستر قاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔

رعل اور ذکوان قبائل نے بئر معونہ کے مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ ان صحابہ نے کہا: "اللہ کی قسم! ہم تمہیں نقصان پہنچانے نہیں آئے، ہم تو نبی کریم ﷺ کے لیے ایک ضرورت کے تحت جا رہے ہیں"۔

لیکن ان قبائل نے انہیں شہید کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کو جب خبر ملی تو آپ ﷺ نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں ان کے خلاف بد دعا فرمائی۔ یہ قنوت نازلہ کا آغاز تھا، ورنہ ہم اس سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

ستر صحابہ کی شہادت کی خبر نبی کریم ﷺ کو بعد میں پہنچی تب جا کر آپ ﷺ نے ان قاتل قبائل کے خلاف ایک ماہ تک بد دعا فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ جسمانی و مکانی طور پر موجود نہیں تھے اور نہ ہی آپ ﷺ ہر وقت امت کے تمام حالات سے بذاتِ خود باخبر تھے۔

یہی وجہ ہے کہ واقعہ کے بعد اطلاع ملی تب ردِ عمل ظاہر ہو۔

یہ واضح دلیل ہے کہ حاضر و ناظر ہونا اللہ کی خاص صفت ہے جو نبی کریم ﷺ کو بھی عطا نہیں ہوئی۔

اب وقت چونکہ مختصر ہے تو میں ان تمام دلائل کا تبصرہ رکھ رہا ہوں۔

حاضر و ناظر کی حقیقت آیات و احادیث کی روشنی میں

اہلِ بدعت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ بنفسِ نفیس موجود ہیں تمام امور سے باخبر ہیں، اور ہر وقت اپنی امت کی حالت کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس عقیدے کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے لیکن جب ہم قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو یہ عقیدہ اللہ کی صفات کو مخلوق کے لیے ثابت کرنے کے مترادف نظر آتا ہے، اور شرک کی سرحد کو چھوتا ہے۔

قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

التوبہ: 107

اللہ خود گواہی دے رہا ہے کہ ان کے ظاہری دعوے جھوٹے ہیں اگر نبی ﷺ ہر حال اور ہر مقام پر حاضر وناظر ہوتے تو منافقین کے ان دعووں کی تصدیق کیسے فرماتے؟

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت امت کے تمام احوال سے باخبر نہ تھے۔ ہر مقام پر بنفسِ نفیس حاضر نہ تھے بعض امور کی اطلاع بعد میں دی گئی کسی صحابی کی غیر موجودگی، بیماری، یا شہادت کا علم فوری نہ ہوتا تھا۔

بخاری 2992

اللہ ہی ہر وقت سننے والا، حاضر وناظر ہے، انسان نہیں اگر نبی ﷺ کو ہر لمحہ ہر چیز کا علم ہوتا، تو عقد کی گمشدگی پر قافلہ روکنے کی حاجت نہ ہوتی۔

بخاری 411

نبی ﷺ کو حضرت علیؓ کی غیر موجودگی حضرت فاطمہؓ سے پوچھنا پڑا۔ اگر علم حاضر وناظر ہوتا تو سوال ہی نہ ہوتا۔

ابوداود 2174

ابو ہریرہؓ کی بیماری کا علم بعد میں ہوا، پہلے معلوم نہ تھا۔

بخاری 2862و2867

مدینہ میں فزع کی اطلاع پر گھوڑا لے کر خود تحقیق کے لیے نکلے۔ اگر آپ ﷺ پہلے سے باخبر ہوتے تو فزع کا سبب ازخود معلوم ہوتا۔

بخاری 4088

ستر قراء کی شہادت کا علم بعد میں ہوا تب جا کر آپ ﷺ نے دعا کی۔ اگر آپ ﷺ ہر لمحہ امت پر ناظر ہوتے تو اسی وقت ان کی خبر ہو جاتی۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاضر و ناظر ہونا اپنی قدرت و طاقت و علم کے ساتھ اللہ کی صفت ہے جیسا کہ فرمایا

إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (بنی اسرائیل: 1)

یقیناً وہی خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے

جب یہ صفات اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور کسی مخلوق کے لیے ثابت کرنا صفاتِ الوہیت میں شرکت ہے تو جس نے بھی نبی ﷺ کے لیے ذاتی و حقیقی حاضر و ناظر کا عقیدہ اختیار کیا وہ توحید کے منافی بات کہہ رہا ہے اس لیے ہم کہتے ہیں جو نبی ﷺ کو ذاتی طور پر ہر وقت ہر مقام بنفسہ حاضر و ناظر مانے وہ در حقیقت ایک ایسا وصف نبی کو دے رہا ہے جو اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے اور یہ شرک ہے۔

اب اگر مناظر اپنے دل کو تسلی دینے کے لیئے اک سوال کرے کہ ملک الموت جو انسانوں میں کروڑوں کی جان لیتا ہے تو جواب عرض ہے

ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام لاکھوں انسانوں کی روح قبض کرتے ہیں لیکن یہ قدرت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ کے مقرر کردہ وقت پر ہر جگہ فرشتوں کی مدد سے یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔

قرآن گواہ ہے:

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا

الزمر: 42

اصل میں جان اللہ ہی لیتا ہے:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ

السجدہ: 11

تمہیں موت دیتا ہے ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

یعنی حضرت عزرائیل خود مختار نہیں بلکہ مامور ہیں ان کا کام بھی اللہ کے حکم سے مخصوص ہے اور ان کی یہ خدمت توقیفی ہے یعنی جتنی اللہ نے سونپی اتنی ہی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی مثال لا کر یہ کہنا کہ نبی ﷺ بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں ایک باطل قیاس ہے کیونکہ حضرت عزرائیل کی موجودگی ہر جگہ نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے فرشتوں کے ذریعے جانیں قبض کراتے ہیں اور یہ بھی اللہ کے حکم سے اگر نبی ﷺ کو بھی ہر وقت ہر جگہ موجود مانا جائے تو یہ ذاتی صفت بن جاتی ہے، جس کی اللہ کے سوا کسی میں گنجائش نہیں ملک الموت کا کام تفویضی ہے ذاتی نہیں۔

مزید اگر وقت دیا گیا اگلی باری پر تو اپنے دعوے کے تمام نکات پر دلائل پیش کروں گا۔

منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب اب جواب دعوی کے دلائل رد کریں گے۔

عبید الرضا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام!

سب سے اول امتیاز صاحب کا جواب دعوی ملاحظہ فرمائیں جوابِ دعوی اہل سنت والجماعت احناف دیوبند نمائندہ امتیاز حنفی کا عقیدہ

"نبی کریم ﷺ کے لیے ہر ہر جگہ بنفسہ حاضر وناظر کو ممکن ماننا کہ جب چاہیں جہاں چاہیں بیک وقت کی مقامات پر تشریف لے جاسکتے ھیں جسد عنصری کے ساتھ یہ عقیدہ نہ قرآن کریم سے ثابت ہے نہ احادیث صیحہ سے نہ صحابہ و تابعین کے فہم و عمل سے اور نہ ہی سلفِ صالحین میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔

لہٰذا اہل سنت والجماعت احناف دیوبند کا واضح اور محقق موقف یہ ہے کہ:

ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صرف اللہ تعالی کی صفت ہے۔

کسی مخلوق کے لیے اس جیسی صفت ماننا شرعاً باطل اور شرک کے مترادف ہے۔"

اس جواب دعوی کے مطابق موصوف نے کیا گفتگو کی وہ آگے چل کے بیان کریں گے۔

سب سے اول تو موصوف نے کہا کہ:

ہر ہر جگہ بنفسہ حاضر وناظر کو ممکن مانااب یہاں توضیح طلب امر یہ ہے کہ امکان کی بحث ہے کہ وقوع کی؟

وقوع کا کوئی اہلسنت قائل ہے؟

کیاہم نے اس پہ دعوی پیش کیا تھا یا نہیں؟

اگر صرف امکان کی بات ہے تو کیا یہ چیز قدرت الہی سے خارج ہے کیا؟

امکان کذب کے قائل اب اس امکان پہ شرک کے فتوے صادر کریں گے حیف ہے۔

پھر اگلی شق دیکھیں۔

جب چاہیں جہاں چاہیں بیک وقت کئی مقامات پہ تشریف فرما ہو سکتے ہیں یہ عقیدہ قرآن سے احادیث سے ثابت نہیں۔

ہم نے پہلے کہا تھا امتیاز دیوبندی ہمارے دعوی کو سمجھے بغیر ہی گفتگو کر رہا ہے ہمارا دعوی جب اس عقیدہ کے ظنی ہونے کا ہے۔

تو ہم دلائل کثیرہ سے ثابت کر چکے امام جلال الدین سیوطی کی تصریحات ہم پیش کر چکے خود ان کے گھر کے حوالوں سے یہ بات ثابت کر چکے کہ ایک بزرگ بیک وقت تیس شہروں میں جمعہ پڑھ رہے ہیں۔

اب یہ عقیدہ کیا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

اگر اسے کرامت کہتے ہیں تو ہم نبی پاک ﷺ کا معجزہ کہتے ہیں۔

پھر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر ابن السبکی فی الطبقات ان الکرامات انواع وعد منها ان یکون له اجساد متعددة

الحاوی الفتاوی ج1

اب سبکی نے طبقات میں ذکر کیا کہ کرامتوں کی کئی اقسام ہیں ان میں سے ایک یہ بھی کہ ولی کے کئی اجسام ہوتے ہیں پھر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

و کذالك یجعل لنفوس بعض اولیائه فانهم یظهرون انشاء الله تعالی فی آن واحد فی امکنة شتی باجسادهم المکتبه۔

اللہ جل شانہ اپنے اولیاء کو طاقت عطا فرماتا ہے کہ بفضل اللہ وہ ایک آن میں متعدد جگہوں پہ اپنے اجساد کے ساتھ موجود ہوتے ہیں

علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

ولا مانع من ان یتعدد الجسد المثالی إلی ما لا یحصی من الاجساد

روح المعانی

اس سے کوئی امر مانع نہیں کی جسد مثالی کا تعدد بے شمار ہو۔

ان اکابرین امت کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ آن واحد میں متعدد مقامات پہ موجود ہونا اللہ جل شانہ کے فضل سے ممکن ہی نہیں بلکہ وقوع پذیر امر ہے۔

پھر ہم نے صالحین کے جنازوں میں شرکت پہ، خوشیوں میں شرکت پہ امام سیوطی کا حوالہ نقل کیا جسے شاید موصوف نے دیکھا تک نہیں۔

اب اگر یہ امر ان کے نزدیک شرک ہے تو ان اکابرین امت کا حکم واضح کریں۔

یوں گول مول فتووں سے کہ شرک کے مترادف ہے بات نہیں بنے گی کھلم کھلا بتائیں کہ ان کے نزدیک یہ امر شرک ہے کہ نہیں؟

پھر لگتا ہے موصوف نے اکابرین کی کتب تو دور کی بات اپنے گھر کی کتب ہی بنظر عمیق نہیں دیکھیں اگر وہ دیکھتے تو شاید یہ کچا جواب دعوی پیش بھی نہ کرتے۔ خلیل احمد سہارنپوری ورشید احمد گنگوہی صاحبان کیا کہتے ہیں وہ بھی دیکھ لیں

"انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں جہاں چاہیں باذنہ تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اس عالم میں حکم ہو تو تشریف لاتے ہیں اعمال امت کے کے پیش ہوتے ہیں احوالم منکشف ہوتے ہیں اسکا کوئی مخالف نہیں"

براہین قاطعہ ص203-204

اب یہاں ان کے بزرگ کہہ رہے ہیں اس امر کا کوئی مخالف نہیں لیکن آج ان کی ہی ذریت میں اس امر کے مخالفین سے ہم اس وقت مناظرہ کر رہے ہیں۔

اب موصوف خالد محمود مانچسٹروی کی عبارت بھی دیکھ لیں جس میں اس امر کو انہوں نے عقیدہ قرار دیا۔

لکھتے ہیں:

"اس بات کو خوب یاد کر لینا ضرور ہے کہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ تعالی چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں حکم ہو تو آسکتے ہیں اور صلوۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت ان پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت چاہے حق تعالی دنیا کے احوال ان پر کشف ہو جاتے ہیں"

مقام حیات ص 667

اور عقیدہ بقول آپ کے بڑوں کے قیاس سے نہیں ہو تا ظنیات سے نہیں ہو تا۔

اب اس امر پہ دلیل قطعی درکار ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جب چاہیں جہاں چاہیں چلتے پھرتے ہیں اور اس دنیا میں بھی آسکتے ہیں

قرآن مجید کی نص صریح پیش کیجیے۔

احادیث متواترہ پیش کیجیے۔

یہ قید آپ کے گھر سے پیش کر رہا ہوں اسے ہم پہ منطبق کرنے کی کوشش نہ کیجیے گا۔

پھر کئی مقامات پہ جسد اقدس کے ساتھ ہونا ہم اوپر بیان کر چکے یہاں ہم ان کو ان کے گھر سے ہی آئینہ دیکھا دیتے ہیں۔

یہاں دیکھیں انوار الباری میں بھذا الرجل پہ کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"کہ یہ رویت عینی ہے کتنے لوگ مرتے ہیں وہ سب حضور ﷺ کو قریب سے دیکھتے ہیں کہ ہذا قریب کے لئے مستعمل ہے اب جو رویت کا انکار کرے وہ حدیث کا منکر ہے"

آگے لکھتے ہیں:

"اولیاء دور دراز کی چیزیں دیکھتے ہیں دنیا ان کے لئے ایک قدم ہے"

انوار الباری ج5 ص148

اب یہاں سے بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا متعدد مقامات پہ رویت عینی ہونا دلیل ہے کہ آپ کئی مقامات پہ موجود ہوں گے اب اسے شرک کہنا گویا حدیث مبارکہ پہ فتاوی شرک جڑنے کے مترادف ہے۔

پھر اولیاء کرام کا دور سے دیکھنا یہ صفت تقویتہ الایمان میں خالص اللہ جل شانہ کی بتائی گئی اب اس توحید کا کیا ہوگا جس نے جمیع امت کو مشرک بنا دیا؟

اب موصوف کے جواب دعوی کی باقی شقوں کا بطلان آپ نے دیکھا اب اگلی شق ان کی دیکھیں۔

ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

1۔اب اس پہ سوال یہ ہے کہ یہ صفت جسمانی طور پہ ہے یا کسی اور وصف کے ساتھ؟

2۔اگر جسمانی طور پہ ہے تو معاذ اللہ، اللہ جل شانہ کا جسم ماننا بے دینی و کفر ہے کہ نہیں؟

3۔اگر کوئی جسمانی طور پہ اللہ جل شانہ کو ہر جگہ حاضر وناظر کہے اس کے بارے میں کیا موقف ہے؟

4۔پھر یہ بتایا جائے کہ اللہ جل شانہ ہر جگہ ہے یہ معیت ذاتیہ ہے کہ نہیں؟

5۔اگر اس معیت کو ذاتی کہا جائے تو کیا حکم ہے؟

6۔ پھر اگر اللہ جل شانہ جسم کے ساتھ حاضر و ناظر نہیں تو یہ اس کی صفت الوہیت کیسے ہوئی؟

7۔ اگر اس کی صفت الوہیت نہ ہوئی تو اشتراک کیسے لازم آیا؟

جو یہاں کر اس لگا رہے ہیں وہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل اس پہ ایسا تفصیلی رد کروں گا کہ ساری عمر یاد رکھو گے۔

یہاں تک ہم نے ان کے جواب دعوی کے باطل ہونے کو دلائل و براہین سے واضح کر دیا جب ان کا جواب دعوی ہی باطل تو اصول کے مطابق ان کے دلائل کا کیا حال ہو گا اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

موصوف شاید سمجھ رہے تھے حاضر و ناظر پہ ہمیں گفتگو پہ قائل کر کے وہ معرکہ مار لیں گے موضوع ان کی مرضی کا اب یہ رہا امید ان یہ رہے دلائل ان شاء اللہ عزوجل اس کا تجزیہ کرنا کچھ مشک نہیں ہو گا کہ یہاں عظمت الوہیت و رسالت پہ پہرہ کون دے رہا تھا۔

اب یہاں سے ہم ان کے جملہ دلائل پہ تبصرہ کرتے ہیں موصوف نے کہا کہ:

"نبی پاک ﷺ ہر جگہ بنفس نفیس موجود ہیں یہ اہل بدعت کا عقیدہ ہے"

اب میں ان کو وہابی بدعتی کہوں تو منتظم صاحب کو مسئلہ نہیں ہونا چاہئے نہ ہی امتیاز وہابی دیوبندی کو مسئلہ ہونا چاہئے کوئی وہابی دیوبندی ہمارے دعوی میں سے یہ الفاظ من و عن دیکھا دے منہ مانگا انعام دوں گا۔

اور نہ دیکھا سکیں اور صبح قیامت تک ہمارے دعوے سے یہ الفاظ نہیں دیکھا سکتے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کر کے پھونکیں۔

نبی پاک ﷺ امت کے اعمال پیش ہے جاتے ہیں نیکیوں پہ خوش اور برائیوں پہ غمگین ہوتے ہیں آپ ﷺ کی حیات و وفات دونوں خیر والی اور یہ معاملات بعد وفات بھی جاری ہیں اس پہ ہم دلائل پیش کر چکے۔

اب اس کے بعد اس پہ آئیں بائیں شائیں کرنا یہ جوابات سے کنی کترانے کے مترادف ہے موصوف کو اصولاً چاہئے تو یہ تھاہمارے دلائل کارد کرتے مگر اتنی ہمت کہاں؟

اب موصوف نے اسے بار بار شرک کے مترادف کہاشرک ی حدود کو چھونے والاعقیدہ کہاتوپہلے تو موصوف شرک کی جامع ومانع تعریف کریں۔

کہ ہم مشرک اور اکابرین امت مسلمان ثابت ہوتے ہوں؟

واللہ العظیم اگر اس عقیدہ سے اہلسنت مشرک ہیں تو روئے زمین پہ کوئی اہل ایمان موجود نہیں۔

پھر موصوف بار بار آیات شہادت پیش کر کے اللہ جل شانہ کے حاضر وناظر ہونے پہ دلائل دے رہے ہیں پھر اسے الوہیت کا خاصہ بھی بتا رہے ہیں۔

جبکہ ہم نبی پاک ﷺ کی شہادت پہ کئی آیات واحادیث اور اقوال مفسرین پیش کر چکے جس کے جواب میں موصوف یہ کہہ چکے کہ شہادت تو عام امت بھی دے گی۔ اب اللہ جل شانہ کی شہادت، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دیگر انبیاء کی شہادت پھر امتوں کی شہادت اب امتیاز وہابی بدعتی بتائے کہ خاصہ الٰہی کیسے ہوئی؟

اگر امتیوں کی شہادت سے انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ نہ ہوئی پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی شہادت سے یہ خاصہ الوہیت کیسے ہوئی؟ وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔

پھر اہلسنت اس امر کے مدعی قطعاً نہیں کہ نبی پاک ﷺ کو یک مشت تمام احوال سے آگہی دے دی گئی آپ کا علم تدریجی تھا

آگے چل کے ہم امتیاز دیوبندی کے دیگر دلائل کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

موصوف نے کہا کہ معجزہ سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اس سے دعوی کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے العیاذ باللہ یہاں موصوف نے قرآن مجید کی صریح توہین کی ہے۔

قرآن مجید نبی پاک ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور سے کیا دعوی کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے ؟

پھر موصوف یہاں دار لعلوم دیوبند کے فتوی کو ہی دیکھ لیتے تو یہ بات نہ کرتے دیوبند کے فتوی کے مطابق تو معجزہ سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے یہ کہتے ہیں نہیں ہوتا اب فیصلہ یہ کرلیں کون سچا ہے کون جھوٹا ہے ؟ پھر معجزہ وقتی امر بھی ہوتا ہے اور جاری بھی عرض اعمال کا عمل اب تک جاری ہے کہ نہیں ؟

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ختم ہوگئ ؟

قیامت کے دن نبی پاک ﷺ امت کی گواہی دیں گے یا نہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور یہ معجزہ بھی قیامت تک ہے۔

پھر ہم نے پہلے کہا یہ باب الفضائل میں سے ہے آپ معجزہ کو عقیدہ نہ مانو باب الفضائل سے تسلیم کرکے حضور ﷺ کی عظمت کا اقرار تو کرو (یہ جواب ان کے مسلمات کے تحت ہے)

بذات خود بشریت کے ساتھ حاضر ہونے کا دعوی کس نے کیا؟

ہم نے پہلے کہا ہمارے دعوی میں یہ الفاظ دیکھا دو منہ مانگا انعام پاؤ۔

موصوف کو ثابت تو یہ کرنا تھا متعدد مقامات پہ ہونا اللہ جل شانہ کی صفت خاصہ ہے مگر ان کے دلائل دیکھ کے لگتا ہے جواب دعوی انہوں نے کہیں سے چھاپ دیا ہے۔

یہ آیت ہمارے دعوے کے خلاف نہیں کیونکہ اہلسنت ہر جگہ جسمانی طور پہ حاضر وناظر ہونے کے قائل ہیں نہیں تو اسے ہمارے سر تھونپنا ہی ناانصافی ہے۔

اگر پوچھنا یا بتانا نفی علم یا معیت کی دلیل ہے تو لیجیے پھر قرآن مجید میں اللہ عزوجل سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمارہا ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى

سورۃ طہ (17)

ترجمہ: کنزالایمان

اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

اب یہاں سوال کرتے ہیں آپ کے استدلال کی روشنی میں کیا اللہ جل شانہ کو علم تھا کہ یہ عصا ہے؟

کیا اللہ جل شانہ وہاں موجود نہ تھا کہ اسے معلوم ہو کہ یہ عصا ہے؟

کراما کاتبین نامہ اعمال لکھ رہے ہیں قیامت کو پیش ہوں گے تو اللہ جل شانہ کو علم نہیں کیا؟

قبر میں منکر نکیر سوال کرتے ہیں کیا اللہ جل شانہ کو اس آدمی کے احوال کی خبر نہیں؟

اگر اس سوال سے نبی پاک ﷺ کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہو تو یہ تو تمہارے خلاف ہے۔

پھر ہم نے پہلے کہا کہ علم تدریجی ہے اگر پہلے نہ تھا تو ہمارے خلاف نہیں بعد میں دیا گیا تمہارے موافق نہیں۔

اب یہاں احتمال پیدا ہو گیا ہے اور **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** سے ہمیں درس دینے کے بجائے خود درس لیں ہمیں احتمال مضر نہیں کیونکہ ظنی و فضائل کے باب میں احتمال بھی معتبر ہوتا ہے لیکن آپ کا فتوی شرک کا ہے یہاں احتمال کی گنجائش بھی نہیں لہذا آپ ایسی قطعی دلیل پیش کرو جس میں دوسری رائے تک نہ ہو۔

یہاں بھی پہلا جواب تو یہ کہ اللہ جل شانہ کی شہادت، پھر نبی پاک ﷺ کی شہادت پہ ہم آیا تا پیش کر چکے تم نے امت کی شہادت کا قول کر کے نبی پاک ﷺ کی خاصیت پہ حملہ کیا جس کا جواب ہم دے چکے اب اس خاصیت کے تم منکر ہو اسی قاعدے سے بتاؤ اب یہ شہادت سے اللہ جل شانہ کے لئے حاضر و ناظر کا عقیدہ کہاں سے گھڑ لیا؟

یہاں بھی احتمال پیدا ہوا کہ اگر شہادت سے حاضر و ناظر کا ثبوت پیش کرتے ہو تو نبی پاک ﷺ بھی حاضر و ناظر ہوئے پھر یہ خاصہ الوہیت کیسے رہا اب تمہارے فتاوی شرک کہاں گئے؟

علم نبوی پہ طعن منافقین کا وطیرہ تھا

منافقین نے غزوہ تبوک کے موقع پہ ایک گم شدہ اونٹنی کے بارے میں طعنہ دیا کہ یہ رسول تو آسمانی خبروں کے دعوے کرتا ہے اس ایک اونٹنی کا علم نہیں۔

إن رجلًا قال هذا محمد يخبر كم أنه نبي ويزعم أنه يخبر كم بأمر السماء وهو لا يدري أين ناقته

اس مرد یعنی نبی ﷺ کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں اور وہ تمہیں آسمانی خبریں دیتا ہے حالانکہ وہ اس گمشدہ اونٹنی کا نہیں جانتا

تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی قسم میں وہی جانتا ہوں جو وہ مجھے بتاتا ہے میں ذاتی طور پہ کچھ نہیں جانتا میرے اللہ نے مجھے اونٹنی کے مقام سے آگاہ فرما دیا اسکی نکیل درخت کے ساتھ فلاں مقام پہ پھنس گئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیج کر آپ نے اسے منگوا لیا

سیرت ابن ہشام ج2 ص523

البیھقي في "الدلائل النبوة"

(5/ 231 - 232)

الطبري في "التاريخ"

(3/ 105 - 106)

سبھل الھدی ج5:449

در منثور ج3ص772اردو

تفسیر ابن ابی حاتم ج6ص1830

بخاری شریف کتاب التفسیر حدیث نمبر4622ہے

"حدثنا الفضل بن سھل، حدثنا ابو النضر، حدثنا ابو خیثمة، حدثنا ابو الجویریة، عن ابن عباس رضی اللہ عنھما، قال: "کان قوم یسالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استھزاء، فیقول الرجل: من ابی؟ ویقول الرجل: تضل ناقتہ، این ناقتی؟ فانزل اللہ فیھم ھذہ الآیة یایھا الذین آمنوا لا تسالوا عن اشیاء إن تبدلکم تسؤکم سورة المائدة آیة **101** حتی فرغ من الآیة کلھا."

ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خیثمہ نے بیان کیا، ان سے ابو جویریہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہو گی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «یا أیھا الذین آمنوا لا تسألوا عن أشیاء إن تبدلکم تسؤکم» کہ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے۔“ یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام بدر الدین عینی الحنفی رحمتہ اللہ علیہ شارح بخاری شیخ مہلب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

لانہ بلغہ ان قوماً من المنافقین یسالون منہ ویعجزونہ عن بعض مایسالونہ فتغیظ وقال لاتسالونی عن شئی الا اخبرتکم بہ

کچھ منافقین کے بارے میں آپ علیہ السلام کو اطلاع ملی کہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے سوالات کیئے اور کہا یہ ہمارے سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہیں، اس پر آپ ناراض ہوئے اور بر سر منبر تشریف لا کر اعلان فرمایا مجھ سے پوچھو، جو تم پوچھو گے میں اسکا جواب دوں گا۔

عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد 5 / 27

اب یہاں سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پہ طعن واعتراض کرنا منافقین کا کام تھا جیسا کہ آج کل وہابیہ کر رہے ہیں

یہاں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ نبی پاک ﷺ کو منافقین کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرما دیا تھا جو کہ تدریجی علم تھا اللہ جل شانہ نے اعلان فرمایا کہ:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ-وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ -فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۚ-وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

آل عمران (179)

اللہ کی یہ شان نہیں کہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے جس پر (ابھی) تم ہو جب تک وہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے اور (اے عام لوگو!) اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا البتہ اللہ اپنے رسولوں کو مُنتخب فرمالیتا ہے جنہیں پسند فرماتا ہے تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ:

وَلَوۡ نَشَآءُ لَاَرَيۡنٰكَهُمۡ فَلَعَرَفۡتَهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ‌ؕ وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِىۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ‌ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اَعۡمَالَـكُمۡ

سورۃ محمد (30)

اور اگر ہم چاہیں تو تمھیں ان کو دکھادیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے

اس آیت کے تحت سید امیر علی ملیح آبادی لکھتے ہیں:

"یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل منافقین کے حال سے آگاہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسانہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے"

مواہب الرحمن: ۲۶،۷۸

تھانوی نے سورۃ توبہ کی آیت 61 کے تحت لکھا:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت "لتعرفنھم فی لحن القول" کے تو پھر اختفاء (پوشیدہ ہونا) ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیرھا (جیسا کہ مفسرین نے اس آیت کے تحت تصریح کی ہے)

لہذا معلوم ہوا نبی پاک ﷺ کو تدریجاً منافقین کا علم عطا فرمادیا گیا اور منافقین کا کہنا کہ محمد ﷺ کو معاذ اللہ علم نہیں اس کا جواب نبی پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔ یہاں طوالت کا خوف نہ ہوتا تو اس پہ سیر حاصل گفتگو کرتے۔

اگر اللہ جل شانہ بقول تمہارے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو معراج کی رات عرش پہ بلانے کا کیا مقصد؟

جن لوگوں کو ابھی تک معراج کے اسرار و رموز کا علم نہیں وہ بھی یہاں اعتراض کر رہے ہیں ان کو چاہئے کسی سنی کے قدموں میں بیٹھ کے قصیدہ معراجیہ ہی پڑھ لیں تا کہ ان کو معلوم ہو۔

معراج بلندی کو کہا جاتا ہے سفر معراج میں نبی پاک ﷺ کی بے مثل بے مثال بشریت مقدسہ اور نورانیت مطہرہ کا کمال دکھلانا مقصود تھا پھر موصوف کا یہ اعتراض بھی کم علمی کی بنا پہ ہے اگر اول نہ دکھلائے معراج میں دکھلا کے تمہارے منہ بند کر دیے جو معراج سے پہلے ابو جہل اینڈ کمپنی نہیں مان رہے تھے کیا وہ بعد از معراج مان گئے؟

اس کا جواب منافقین کے تحت گزر چکا پھر موصوف نے وہی بات کی کہ ہم بنفسہ موجود مانتے ہیں جس پہ ان کے پاس دلیل کوئی نہیں۔

گزشتہ تحاریر میں ہم نبی پاک ﷺ کی حضوری و نگرانی واضح کر چکے اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ جل شانہ کی صفت ہے گویا ان کے نزدیک جملہ مفسرین و اکابرین امت مشرک ٹھہرے؟ اب اس تحریر میں موصوف نے جو خطرناک باتیں کی ہیں ان پہ ہم تبصرہ پیش کرتے ہیں اور ان کے جواب دعوی کا بطلان بھی پیش کرتے ہیں

موصوف نے کہا کہ:

"نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم دی کہ وہ رب کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانیں"

اب ہم اس نظریہ کو جو ان کے جواب دعوی کا بنیادی جزو بھی ہے دیکھتے ہیں کہ آیا یہ نظریہ درست ہے کیا نبی پاک ﷺ نے اس نظریہ کی تعلیم دی؟

دارلعلوم دیوبند کے مفتیوں کی تائیدات سے چھپنے والی کتاب معیت باری تعالیٰ کے ص272 پہ ہے:

"اللہ ہر جگہ ہے یہ جہمیہ کا عقیدہ ہے"

اب موصوف اپنی عبارت اور اس عبارت کو دیکھ کے خود فیصلہ کریں ان کا قول کس حد تک جا رہا ہے ص52 پہ ہے:

"جہمیہ اور حلولیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت ذاتی ہے یعنی اللہ ہر جگہ اپنی تمام کیفیات کے ساتھ باعتبار ذات کے موجود ہے، یعنی ہر جگہ ذات حق نے حلول کیا ہے۔ قالت الجهمية: إن الله تعالى بكل مكان"

اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"یہ عقیدہ خالص باطل عقیدہ ہے بلکہ کفریہ عقیدہ ہے"

ص 53 پہ لکھا کہ:

"اہلسنت نے جہمیہ کی تمام گمراہیوں پہ تکفیر کی ہے"

اب موصوف کہہ رہے ہیں کہ اس نظریہ کی تعلیم نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دی جبکہ آپ کے مسلک کے مرکز کی تائیدات سے چھپنے والی کتاب میں اسے کفر تک کہا گیا۔

اس کتاب کی تائید کرنے والے حضرات

1۔ مفتی محمد سفیان قاسمی۔

2۔ شاہ عالم گھور کھپوری۔

3۔ مفتی رضا الحق

4۔ عبد القدوس ترمذی

5۔ غلام محمد دستانوی۔

6۔ رحیم اللہ حقانی۔

7۔ امداد اللہ انور۔

8۔ رسال محمد۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ گم گیا تو اس سے بھی واویلا شروع کر دیا اگر اس وقت علم نہ تھا بعد میں دے دیا گیا یہی اہلسنت کا دعوی ہے۔

پھر مزید یہ کہ آیت تیمم کا نزول۔

آیت طہارت کا نزول۔

آیت برأت کا نزول۔

برأت ام المومنین کا نزول۔

یہ نہ بتانے کی حکمت میں پوشیدہ تھے۔

تمام مقام پہ بنفسہ موجود ہونے کا دعوی بھی نہیں کسی کا سوال کرنا اگر عدم علم وعدم موجودگی کی دلیل تو سیدنا موسی علیہ کے بارے میں، کراما کاتبین و منکر نکیر کے حوالے سے تفصیلی جواب گزر چکا۔

اسکا جواب اصولی بھی اوپر گزر چکا پھر اللہ جل شانہ نے وہیں وحی کا نزول کر کے کیوں نہ بتا دیا؟

گویا تم ایسے واقعات سے اس کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی خود کر رہے ہو؟

نبی پاک ﷺ کیا ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رتبہ شہادت سے محروم کر دیتے؟

اللہ جل شانہ کو تو معلوم تھا اس نے کیوں نہ بتایا کہ وہاں ہے یہود ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہید کر دیں گے؟

ہم اوپر تفصیل سے پیش کر چکے کہ انسانوں کو کئی صفات اللہ جل شانہ نے عطا فرمائی ہیں تو کیا یہ سب شرک ہو گا؟

وہ سمیع بصیر ہے تو کیا تم گونگے بہرے ہو؟

انور کشمیری سے اولیاء کا دور سے دیکھنا پیش کر چکا یہاں کیا فتوی شرک جڑو گے ؟

اب کیا تم ذاتی طور پہ سمیع و بصیر ہو ؟ اب جن علماء نے نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لئے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کا اطلاق کیا ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ تاویلات نجمیہ میں شیخ نجم الدین کبری، روح المعانی میں علامہ آلوسی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ، امام قسطلانی و امام زرقانی نے مواہب اللدنیہ و شرح زرقانی میں کیا ان کے بارے میں کیا حکم ہو گا؟

صفات الٰہیہ کو مخلوقات کے لئے ماننا شرک ہے کیا؟

کیا صفات الٰہی کا مخلوق میں تسلیم کرنا شرک ہے ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تواتر سے "اللہ رسولہ اعلم" کہنا ثابت ہے اب وہابیہ کیا اس پہ بھی شرک کے فتوے جڑیں گے ؟

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ

سورۃ التوبہ (59)

ترجمہ: کنزالایمان

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اللہ جل شانہ اپنی جانب بھی اٰتٰىهُمُ کی نسبت فرما رہا ہے اور اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب بھی اب وہابیہ قرآن کریم پہ بھی شرک کے فتوے لگائیں گے ؟

فضل کی نسبت اپنی طرف بھی پھر اپنے رسول ﷺ کی طرف بھی اب یہاں بھی وہابیہ کی شرک کی فیکٹری کھلے گی؟

پھر قرآن مجید نے وہابیہ پہ کیسا قہر گرایا دیکھیں سورۃ التوبہ آیت نمبر 74 دیکھیں۔

وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنۡ اَغۡنٰـهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ۚ

اب اَغۡنٰـهُمُ اور فَضۡلِهٖ‌ۚ کی نسبت کو دیکھیں قوم وہابیہ پہ قہر عظیم گرا ان کے شرک کے فتووں سے تو قرآن مجید بھی معاذ اللہ محفوظ نہ رہا۔

اب وہابیہ جن کو ثالث مان چکے وہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت ج 1 ص 15 پہ فرماتے ہیں:

هُوَ الۡأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٍ.

وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے"۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ سبحانہ و تعالی نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء منجملہ اسماء حسنی بھی ہیں اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالی اپنے حبیب مسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ دار بنایا۔ اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالی کے تمام اسماء صفات سے متخلق و متصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا۔ مثلاً نور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول آخر ظاہر باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ

التوبہ (128)

اب رؤف ورحیم صفات الٰہی ہیں لیکن اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس سے متصف فرمایا۔

پھر فرمایا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

سورۃ مریم (19)

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو جبرائیل علیہ السلام پہ بھی جا کے لگیں گے جو مریم علیہ السلام کو کو کہہ رہے ہیں میں تجھے ستھرا بیٹا دوں گا۔

پھر فرمایا

قُلۡ يَتَوَفّٰكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ

سورۃ السجدہ 11

اب وہابیہ کے فتاوی شرک تو عزرائیل علیہ السلام پہ بھی لگیں گے۔

خیر اس پہ دلائل کثیر موجود ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنی صفات سے بندوں کو متصف فرمایا اب اگر وہابیہ کو شرک کے فتوے لگانے کا شوق ہے تو پہلے جا کے ان آیات بینات پہ فتوے لگائیں العیاذ باللہ۔ وہابیہ سے بعید نہیں کہ وہ یہ بھی کر گزریں۔

اب جب یہ صفات اللہ کے ساتھ خاص ہیں تو مخلوق کے لئے اس کا اثبات شرک ہو گا کہ نہیں؟

پھر نبی پاک ﷺ کے لئے تم نے کہا ذاتی و حقیقی حاضر و ناظر کا عقیدہ اختیار کرنا توحید کے منافی ہے توسب سے اول تو کسی کا عقیدہ حاضر و ناظر نبی پاک ﷺ کے لئے ذاتی و حقیقی ثابت کر دو منہ مانگا انعام پاؤ۔

اب موصوف بتائیں یہاں بریلوی بننے کی ضرورت کیوں پیش آگئی آپ کو ملک الموت ہزاروں مقامات پہ موجود ہے جیسا کہ تمہارے اکابرین تسلیم کر چکے۔

اب یہ قدرت ان کو اللہ جل شانہ نے عطا کیگویا تم ایک جانب کہتے ہیں یہ خاصہ الوہیت ہے اب اللہ جل شانہ نے ان کو معاذ اللہ شریک الوہیت کر لیا؟

اب یہ ایک لمحے کے لئے ہو یا دائمی ہو کیا جو دائمی حالت میں شرک ہو وہ ایک لمحے میں نہیں ہوتا؟

یعنی مندر میں ایک بار سجدہ کرنے سے شرک نہیں وہاں مستقل رہنے سے سجدے کرنے سے شرک ہو گا۔

قرآن کہے۔

جان اللہ ہی لیتا ہے۔

پھر وہی قرآن اس کی نسبت عزرائیل علیہ السلام کے جانب کرے تو شرک نہ ہو تو نبی پاک ﷺ کے لئے کوئی وصف بعطائے الٰہی ماننا کیسے شرک ہوا؟

اب اسے قیاس باطل تم کہ سکتے ہو یہ عبارت النص ثبوت ہوتا ہے افسوس تو یہ ابو جہل ابو لہب کو بعد وفات حیات کہہ کر اس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پہ استدلال کرنے والے ہمیں قیاس باطل کے سبق دے رہے ہیں اب اللہ جل شانہ کے نبی کو ہر جگہ اہلسنت بنفسہ تسلیم نہیں کرتے۔

شیطان کی وسعت انہوں نے تسلیم کی ایک لمحہ یہاں ایک لمحہ وہاں، اب یہاں فتوی شرک نہ لگے نبی پاک ﷺ کی باری تمام شرک کی پٹوریاں کھول لیں افسوس نبی پاک ﷺ کا یہ وصف عطائی ہے نہ کہ ذاتی۔

پھر احد پہاڑ پہ فرمایا ٹھہر جا تجھ پہ نبی صدیق اور شہید ہیں اب یہاں تو علم بلکہ اظہار بھی ظاہر ہے موصوف کیا فتوی جڑیں گے ؟

یہاں تک ہم نے ان کے دلائل کا جواب پیش کیا اب ان کے جواب دعوی پہ ہمارے اعتراضات بھی دیکھتے جائیں۔

اب موصوف کے جواب دعوی کی باقی شقوں کا بطلان آپ نے دیکھا اب اگلی شق ان کی دیکھیں۔

"ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے"

اب اس پہ سوال یہ ہے کہ یہ صفت جسمانی طور پہ ہے یا کسی اور وصف کے ساتھ ؟

اگر جسمانی طور پہ ہے تو معاذ اللہ، اللہ جل شانہ کا جسم ماننا بے دینی و کفر ہے کہ نہیں؟

اگر کوئی جسمانی طور پہ اللہ جل شانہ کو ہر جگہ حاضر وناظر کہے اس کے بارے میں کیا موقف ہے ؟

پھر یہ بتایا جائے کہ اللہ جل شانہ ہر جگہ ہے یہ معیت ذاتیہ ہے کہ نہیں؟

اگر اس معیت کو ذاتی کہا جائے تو کیا حکم ہے ؟

پھر اگر اللہ جل شانہ جسم کے ساتھ حاضر وناظر نہیں تو یہ اس کی صفت الوہیت کیسے ہوئی؟

اگر اس کی صفت الوہیت نہ ہوئی تو اشتراک کیسے لازم آیا؟

اب اس پہ اگلا سوال یہ ہے کہ:

"ہر جگہ یہ مکان ہے کہ نہیں"

پھر:

"اللہ جل شانہ مکان سے پاک ہے کہ بدعات حقیقیہ"

پھر:

"اس کے لئے مکان ثابت کرنا اس کی ذات کو محدود و مقید کرنا ہے کہ نہیں"

"اس کی ذات کو محدود و مقید کرنا مکان ثابت کرنا کفر کے کہ اسلام"

یہاں ایک سوال مزید ذہن میں آیا بنی اسرائیل نے ایک میں 70 بعض روایات کے مطابق 300 کے قریب انبیاء کو قتل کیا اب بتاؤ کیا اللہ جل شانہ کو بھی علم نہ تھا؟ کیوں نہ ان انبیاء کو اس بارہ سے کہیں دور بھیج دیا؟ یا ان بستی والوں کو تباہی کر دیا؟

موصوف نے یہ دعویٰ کہ جگہ حاضر وناظر ہونا اللہ جل شانہ کی صفت ہے۔

تو بتائیں کہ پھر کیا فرد واحد بھی اس میں کسی مقام پہ شریک ہو سکتا ہے؟

جب قرآن مجید میں ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید پھر صرف خانہ کعبہ کی جانب کیوں منہ کر کے نماز پڑھتے ہو؟

پھر جب تم واش روم میں جاتے ہو یہ قرابت اس وقت بھی ہوتی ہے؟

جب وہ شہ رگ سے زائد قریب کے تو بتاؤ وہ نظر کیوں نہیں آتا؟

یہ بتاؤ معراج کرانے کی کیا ضرورت تھی؟

جب وہ اتنے قریب ہے تم گونگے بہرے کو نہیں پہچانتے تو اذان و اقامت زور زور سے کہنے کی کیا ضرورت؟

جب وہ اتنے قریب ہے کہ کسی گونگے بہرے کو نہیں پکارتے تو بتاؤ کیا پوری دنیا گونگی بن گئی ہے؟

اب کوئی بات کریں گے تو اس کی شان میں چیخنا چلانا نہ ہو گا؟

پھر اگلا سوال یہ کہ کیا اللہ جل شانہ کو حاضر و ناظر کہنے سے اس کی معیت ذاتیہ ثابت ہوتی ہے ؟

ان سوالات کے جوابات امید ہے دیوبندی مناظر ضرور دے گا کیونکہ انہوں نے فتوی شرک کا جڑا کے جس کے لئے ان کو دلیل قطعی کی ضرورت ہے مگر یہاں کو بنیاد انہوں نے قائم کی تھی وہی دھڑام سے گرتی نظر آ رہی ہے لہذا ان کا فتوی بھی کالعدم ہو چکا ہے۔

ہمارا ادعوی ظنی تھا دلیل ظنی ہی کافی تھی ہم نے دلائل کے انبار لگا دیے اکابرین اہلسنت سے اپنے عقیدے کے تصریحات پیش کر دیں۔

مگر دیوبندی مناظر اب تک ایک دلیل پیش نہیں کر سکا جس میں قطعی طور پہ ہو کہ نبی پاک ﷺ کو جسد مثالی سے حاضر و ناظر ماننا شرک ہے۔

ثابت تو تب کریں گے جب اللہ جل شانہ کا جسد مثالی ثابت ہو یہ ثابت نہیں کر سکے کہ مثل کف دست دیکھنا شرک ہے۔

کیونکہ یہ اللہ جل شانہ کی شان کے خلاف ہے اسکا دست اور عام رویت ثابت کر کے بھی پھنسیں گے۔

حجابات اٹھانے کو شرک ثابت نہ کر سکے کیونکہ اس ذات کے سامنے حجابات ہیں ہی نہیں۔

پھر زمین سمٹنے کو شرک ثابت نہ کر سکے کیونکہ یہ بھی اس کے شان کے خلاف ہے۔

متعدد مقامات پہ ہونا شرک ثابت نہ کر سکا کیونکہ اس کے لئے ایسا نظریہ رکھنا کفر ہے۔

اب شرک تب ثابت ہو گا جب اشتراک ثابت ہو گا اب دیوبندی مناظر چاہئے کہ جو اوصاف انبیاء و اولیاء کے ہم نے پیش کئے اول وہی اللہ عزوجل کے لئے پیش کرے مگر صبح قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

منتظم مناظرہ

یہاں پر دعوی کے دلائل کا رد اور جواب دعوی کے دلائل کا رد ہو چکا اب پندرہ منٹ میں امتیاز صاحب پس منظر بیان کریں گے جواب دعوی کے دلائل کے رد پر اس کے بعد ٹرنز دونوں کی ختم۔

اس کے بعد دونوں سے منتظم کچھ سوالات و مطالبات کرے گا تاکہ دلائل کی قوت نکھر کر سامنے آئے تاکہ مناظرہ سمٹ جائے تاکہ مناظرے کا لب لباب و نتیجہ مزید نکھر جائے تاکہ جو اشیاء دونوں فریقین نے ایک دوسرے کی چھوڑ دیں وہ سامنے آجائیں۔

یہاں مناظرہ مکمل اختتام پذیر ہوا۔

امتیاز دیوبندی

چونکہ پندرہ منٹ ہیں رات مناظر نے جو ہماری آیات کے جواب دیے تھے وہ بھی بریلوی نظریہ کے خلاف چہ جائیکہ تحقیقات سے جوابات دیتے۔

یہ واقعات حضور ﷺ کی نگاہ میں ہیں جو ذات اپنی ولادت سے پہلے دنیا کے ذرا ذرا کو دیکھ رہی ہو اپنی وفات کے بعد بھی ذرے ذرے کو دیکھ رہے

تفسیر نعیمی ج7 ص101

واقعہ معراج کا جواب

"ہم نے پہلے کہا کہ علم تدریجی ہے اگر پہلے نہ تھا تو ہمارے خلاف نہیں بعد میں دیا گیا تمہارے موافق نہیں"

حضرت عیسی علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے جیسا کہ تمام انبیاء علیہ السلام کو ہوتے ہیں پیدائشی طور پر جیسا کہ تمام انبیا کو حاصل تھے۔

مقیاس حنفیت ص326

شب معراج کے موقع پر علم ماکان ومایکون ملا۔

الکلمتہ العلیا ص43

ہر ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرماہیں۔

حق پر کون ظفر الدین عطاری۔

خدا کا علم غیب آپ ﷺ کے قبضہ میں دیا گیا۔

شان حبیب الرحمن ص206

احمد رضا خان: آپ ﷺ تمام کلی اور جزئی سے واقف۔

الدولتہ المکیہ ص79

الحمد للہ ہمارے دلائل کا رد بریلوی مناظر بیچارہ ناکام کوشش کر کے بھی نہ کر سکا اسکی باطل تاویلات اسکے گھر سے پیش کر دی ہیں ہماری آیات کا جواب جن غلط تاویلات سے دیا گیا وہ ہم نے انکے گھر پیش کر دی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں آنے سے پہلے سب کچھ کائنات کا ذرہ ذرہ سے واقف تھے۔

منتظم مناظرہ

اب ارسلان صاحب سے مطالبات ہوں گے اور وہ انکو پورا کریں گے جو سوالات ہوں گے ان کا جواب دیں گے

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرماہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اگر آن واحدہ میں امکنہ متعددہ پر تشریف لے جانا چاہیں تو ممکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات

ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارا یہ دعوی ہر گز نہیں ہے کہ حضور اکرم، نبی مکرم ﷺ کا ظاہری جسم اقدس ہر ہر جگہ موجود ہے البتہ حضور اکرم ﷺ بیک وقت ایک سے زاید مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

ارسلان صاحب!!!

کیا ظنی دلیل جب نص صریح یا اصول اسلام سے ٹکرائے تو ظنی عقیدہ بننے کے قابل رہتی ہے؟؟

عبید الرضا

ظنی دلائل ہمارے نص صریح سے ٹکرائے نہیں لہذا یہ قاعدہ یہاں فٹ نہیں ہو گا۔ حاضر و ناظر کو موصوف امتیاز شرک ثابت کرنے آئے تھے لیکن ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے اس پہ ہم تفصیلی کلام کر سکتے ہیں لیکن جو مغالطے امتیاز نے اوپر دیے پہلے ہم ان پہ کلام کریں گے۔

حماد: ابھی کلام نہیں کرنا ابھی بس جو میں نے سوال کیا اس کا جواب دیں۔

عبید الرضا

پھر ان کو پس منظر بیان کرنا چاہیئے تھا نہ کہ نئے دلائل پیش کرنا چاہیئے تھے یہ اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے۔

منتظم مناظرہ

ابھی بس میرے سوال کا جواب دیں بہت ادب سے گزارش ہے۔

عبید الرضا

سوال کا جواب دے دیا ہے لیکن جو اصولوں کی خلاف ورزی ہوئی اسکا ازالہ ضروری ہے

منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب! کیا ظنی دلیل جب نص صریح یا اصول اسلام سے ٹکرائے تو ظنی عقیدہ بننے کے قابل رہتی ہے ؟؟؟

جو ہوا، اب تو مناظرہ ختم ہو چکا ہے اب برائے مہربانی میرے سوال کا جواب دیں۔

عبید الرضا

کیا ہمارے دلائل اسلام کے قواعد سے ٹکرائے ؟ کیا امتیاز صاحب نے حاضر و ناظر ہونا اللہ جل شانہ کی صفت خاصہ ثابت کیا؟ کیا اشتراک ثابت کیا۔

منتظم مناظرہ

یہ نہیں پوچھا۔

عبید الرضا

یوں مناظرہ ختم نہیں ہوتا۔

منتظم مناظرہ

میں نے صرف قاعدہ پوچھا ہے بس آپ قاعدہ بیان فرمائیں۔

عبید الرضا

تو جواب آپ کو مل چکا ہمارا نظریہ قواعد اسلام سے ٹکراتا تو آپ یہ قاعدہ فٹ کرتے۔

منتظم مناظرہ

میں فٹ نہیں کر رہا صرف قاعدہ پوچھ رہا ہوں۔

عبید الرضا

توجواب ہو چکا ہے اگلا سوال کیجئے۔ قواعد اسلام کی روسے جو دلائل ہم نے پیش کئے کیاان پہ حکم شرک جاری کر دیا امتیاز دیوبندی نے جو جواب دعوی لیکر آیا تھا؟

منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب آپ ایسے جواب دیں جی بلکل جب نص صریح یا اصول اسلام سے ظنی دلیل ٹکرائے تو ظنی عقیدہ بننے کے قابل نہیں رہتی پر جب اسکا ٹکرانا ثابت ہو جائے تب یہ جواب دینا تھا آپکو میں مانتا ہوں آپکا عقیدہ اصول اسلام سے نہیں ٹکرا رہا پر میں نے صرف قاعدہ پوچھانا کہ اپ پر فٹ کیا۔

عبید الرضا

ہر جواب سائل کی مرضی کا نہیں ہو تا ہم نے اپنے دلائل کی روشنی میں جواب دے دیا۔

منتظم مناظرہ

ابھی جو سوال میں کر رہا ہوں انکا جواب آپکے سوالات کا مطالبہ ان سے میں ضرور کروں گا لیکن تب جب ان سے مطالبات ہوں گے۔

عبید الرضا

پھر جب آپ مان رہے ہیں ہمارا عقیدہ اصول اسلام سے نہیں ٹکراتو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ قاعدہ تب فٹ کرتے جب ہمارا عقیدہ اصول اسلام سے ٹکراتا بات ختم اگلا سوال کیجئے۔

منتظم مناظرہ

میں نے فٹ نہیں کیا۔

عبید الرضا

استفتاء آپ کررہے ہیں اور فٹ دیوبندیوں نے کیاہے ہم نے دلائل قاہرہ پیش کیے ہیں جس میں اکابرین امت نے یہ عقیدہ پیش کیا پھر کیاوہ اصول اسلام کے مخالف تھے ؟

منتظم مناظرہ

کیااپکے نزدیک ظنی دلیل نص صریح یااصول اسلام سے ٹکرانے کے بعد بھی ظنی عقیدہ بننے کے قابل رہتی ہے ؟

دیوبندیوں کے فٹ کرنے نا کرنے سے ابھی کوئی فرق نہیں پڑتا ابھی نامیں فٹ کررہاہوں ابھی سادہ ساعلمی سوال ہے بس۔

عبید الرضا

ظنی دلیل ظنی ہی ہوتی ہے آپ ایک ہی سوال کو گھما پھرا کے کریں گے تو جواب وہی ہو گاجو اوپر دے چکا اکابرین امت نے یہ عقیدہ بیان کیا۔ تو کیاوہ اصول اسلام کے خلاف تھا؟

منتظم مناظرہ

یہ سوال نہیں بس آپ قاعدہ بتائیں۔

عبید الرضا

حماد صاحب بتاتو دیا قاعدہ تب فٹ ہوتا اگر ہم اصول اسلام کے خلاف عقیدہ رکھتے بات ختم۔

منتظم مناظرہ

یہ قائدہ تواپ مانتے ہیں نا؟؟

عبید الرضا

خواہ مخواہ میں بات کو طول دے رہے ہیں

منتظم مناظرہ

جواب دیں پھر آگے چلیں

عبید الرضا

جواب دے دیا اگر اصول اسلام کے خلاف عقیدہ ہو تو یہ قاعدہ فٹ ہوتا ہے ورنہ نہیں

منتظم مناظرہ

آگیا آپکا جواب یعنی اپ قاعدہ مانتے ہیں صحیح ہو گیا۔

عبید الرضا

اب آگے چلیں گے۔ اب یہاں میں گفتگو کروں گا امتیاز کی آخری گفتگو پہ بعض علم کی حقیقت اور تفصیلات پہ اصل اختلاف ہے۔

امام اہلسنت کی تحقیق کے مطابق "کل شئ" کے پانچ معنی باختلاف مقام ہے اور سب قرآن مجید میں وارد ہیں۔

ان اللہ کان بکل شئی علیما (النساء32)

کل بمعنی شامل لجمیع المفہومات از محالات، واجبات و ممکنات و جمیع معلومات۔

ان اللہ علی کل شئی قدیر (البقرۃ20)

بمعنی شامل للمکنات الموجودۃ والمعدومتہ جو واجبات اور محالات کو شامل نہ ہو۔

انہ بکل شئی بصیر (الملک19)

بمعنی شامل للموجودات الممکنۃ والواجبۃ جو معدومات اور محالات کو شامل نہ ہو۔

خالق کل شئی (الرعد16)

بمعنی شامل للموجود بالفعل جو ممکن غیر موجود، محال وواجب کو شامل نہ ہو۔

و کل شئی احصیناہ فی امام مبین (یس12)

بمعنی شامل لجمیع الموجودات الحادثۃ جو یوم اول سے یوم آخر تک کے امور کو محیط ہو۔

ماخوذ از الدولۃ المکیہ 205 تا 206

اب اللہ جل شانہ کے بارے میں کل بمعنی اول اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کل بمعنی خامس ہے۔

اب "کل شئ" سب معانی میں باعتبار حقیقت ہی استعمال ہوا اور سب میں عام لیکن ہر ایک کے دائرہ میں وسعت و عموم میں باعتبار متعلق و منسوب الیہ فرق ہے۔

کل شئ اور اور ماکان ومایکون کا ایک ہی معنی ہے دونوں متناہی ہیں جیسے علم اولین و آخرین اہلسنت کے نزدیک کل شئ سے وہی معنی مراد ہیں جو جمیع ماکان ومایکون کے ہیں۔

انباء الحیٔ ص469 فتاوی شارح بخاری ج1 ص466

ازل سے ابد تک سے مراد اہلسنت کی اصطلاح میں ماضی و مستقبل کے لئے لمبی مدت ہے۔

الدولۃ المکیہ ص130

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(خلق الإنسان) یعنی محمدا صلی الله علیه وسلم (علمه البیان) یعنی القرآن فیه بیان ما کان وما یکون من الأزل الی الابد.

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الانسان سے مراد رسول اللہ ﷺ اور البیان سے مراد قرآن ہو۔ قرآن تمام لوگوں کے لئے راہ نما اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی واضح دلیل ہے اس میں ازل سے ابد تک تمام چیزوں کا بیان ہے۔

تفسیر مظہری مترجم وہابی ج 11 ص 134

اب یہاں سے معلوم ہوا ازل سے ابد تک کے علم کو بھی ماکان وما یکون کا علم کہا جاتا ہے۔

ساجد دیوبندی نے خود اولین و آخرین کے علوم کو ماکان وما یکون مانا ہے۔

اب دیکھیں ساجد خود کیا لکھتا ہے:

"ابن کیسان کے علم ماکان وما یکون سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو امم ماضیہ کی خبر دی اور آئندہ آنے والے واقعات کو جو بطور اخبار غیب کے بیان کیا نیز قیامت کے جو حالات بیان کئے وہ مراد ہے اور یہ سب اہل السنتہ والجماعت کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ خازن کی عبارت ان کے مطلب کو بالکل واضح کر رہی تھی جسے فریق مخالف نے نقل نہیں کیا:

علمه البیان یعنی بیان ما یکون وما کان لأنه صلی الله علیه وسلم ینبئی عن خبر الأولین والآخرین وعن یوم الدین (تفسیر خازن، ۴ ص ۲۲۵)

اولین و آخرین کی خبر یعنی امم ماضیہ اور قرب قیامت کے اخبار۔ اس کا کوئی بھی منکر نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ماکان وما یکون کی نسبت بدل جانے سے اس کا مفہوم و مطلب بدل جائے گا شیعہ جب علم ماکان وما یکون کہتا ہے تو اس سے اس کی مراد علم غیب کلی ہے جو بالاتفاق اہل السنتہ کے نزدیک کفر و شرک اور شیعہ کا عقیدہ ہے۔ اور جب اہل سنت کے

ہاں اس لفظ کو بولا جائے گا تو اس سے مراد اخبار غیب کے طور امم ماضیہ اور مستقبل کے جو اخبار و علامات قیامت آپ نے بتلائی ہیں وہ مراد ہوں گی"

نواب احمد رضا خان ص 333

اب اس عبارت کو بار بار ہوش بگوش پڑھیں کہ جب اہل سنت مراد لیں گے تو معنی کیا ہوں گے جب شیعہ مراد لیں گے تو معنی کیا ہوں گے اہلسنت کا موقف ہم نے دلائل کے ساتھ پیش کر دیا اہلسنت جمیع ماکان و مایکون کو علم الٰہی کا محیط فقط نہیں جانتے نہ یہ علم الٰہی کا کل ہے

اب دیکھیں کہ ساجد پہ اس کے گھر سے کیسے فتوی لگتا ہے عبد الحق حقانی لکھتا ہے:

"جو کوئی آنحضرت ﷺ کے لئے ماکان و مایکون کے علم کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ نص قطعی کا مخالف ہے اس لئے ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، اس کو تجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے"

فتاوی حقانیہ، جلد، ص ۱۶۰، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

اب امتیاز بتائے کہ ساجد جس کا نکاح ہمارے ہاں تو واقع بھی نہیں ہو تم اپنے مذہب کے تحت کب اس سے تجدید ایمان و نکاح کراؤ گے اور خازن و ثناء اللہ پانی پتی تو وفات پا چکے اس سے کون تجدید نکاح و ایمان کرائے گا؟

سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"خانصاحب غیب کلی سے جمیع معلومات الٰہیہ مراد نہیں لے رہے اور نہ ہمارا ان کے خلاف یہ دعوی ہے اور نہ یہ الزام ہے وہ علم غیب کلی کا اطلاق جمیع ماکان و مایکون پر ہی کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ان کی عبارات کے حوالہ سے یہ بات عرض کی جا چکی ہے"

اتمام البرہان ص 27

مزید لکھتا ہے:

"(مساوات علم باری کا کسی کے نزدیک وہم و تصور بھی نہیں)، اور نہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے لئے بالاستقلال اور ذاتی طور پر ان مذکور اشیاء کا علم ثابت کیا جارہا ہے (کیونکہ غیر اللہ کے لئے بالاستقلال اور ذاتی علم کا کوئی بھی قائل نہیں)"

اتمام البرہان ص 26

اب جب مساوات کا کوئی تصور ہی نہیں کرتا ماکان ومایکون کو تم بھی تسلیم کر چکے تو فتوے لگانے کا اگر شوق ہی چڑھا تھا تو پہلے گھر والوں پہ فتوے لگاؤ اب وہابیہ ماکان ومایکون ثابت کرنے کو علم الہی سے مساوات کہتے ہیں جس کا رد ہم ان کے گھر سے ہی کر چکے۔

اب ماکان ومایکون کا علم محدود ہے جبکہ اللہ جل شانہ کا علم لا محدود، اسکا علم ذاتی غیر عطائی، واجب و قدیم، غیر ممکن التغیر والتبدل، غیر مخلوق، غیر مقدور، غیر انفعالی، محیط باحاطہ کلیہ حقیقیہ استغراقیہ تفضیلیہ جو تمام معدومات، مستحیلات، موجودات و مقدورات وامور دنیا و ماورائے قیامت سب کو شامل اسے اپنی ذات وصفات کا علم کامل اور ہمارے نبی پاک ﷺ کے علم کی حقیقت ہی اللہ جل وعلا کی صفت علم کے مبائن تو مساوات و تشبہ کا الزام مغالطہ کے سوا کچھ نہیں۔

انباء الحی، الدولۃ المکیہ، انباء المصطفی

تمام ذرات کا علم از عرش تا بفرش کا علم تفصیلاً نبی پاک ﷺ کو دیا گیا یہ بھی ماکان ومایکون ہے یہ سب متناہی بالفعل اللہ جل شانہ کا علم ذرہ کائنات کا غیر متناہی بالفعل تو مساوات کیسے لازم آئی؟

انباء الحی، الدولۃ المکیہ

اب ہم آخر میں وہابیہ سے سوال کرتے ہیں علم ماکان ومایکون یا علم محیط بالارض عطائی کو نبی پاک ﷺ کے لئے ثابت ماننے سے کون سا محال عقل لازم آتا ہے؟

فاضل بریلی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ماکان ومایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلا محل لوم نہیں"

فتاوی رضویہ ج29ص454

اس سے واضح ہوا کہ ماکان ومایکون کو مثل اشاعرہ وماتریدیہ کے سمجھتے ہیں اب اسے امام اہلسنت نے اپنا مختار مذہب قرار دیا علامہ محمود احمد رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تفصیلاً لکھا ملاحظہ ہو:

"ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اتنا ضروریات دین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا لیکن یہ بعض غیب جس پر نور اقدس ﷺ کو مطلع کیا آیا روز اول سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہے جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا اس میں کچھ تخصیص ہے تو بہت سے اہل ظاہر جانب خصوص گئے کسی نے علوم خمس کو کسی نے علم روح کو کسی نے علم قیامت کو کسی نے متشابہات کو خاص کیا لیکن نے اس کے ساتھ ساتھ بہت سے علماو محدثین ومفسرین وآئمہ دین وبکثرت علماء ظاہر نے اس میں کوئی تخصیص نہیں کی اور آیات واحادیث کو ان کے علوم پر اسی طرح رکھا جس طرح ہم رکھتے ہیں اور حضور کے لیے علم ماکان ومایکون کا اسی تفصیل سے اثبات کیا جیسے ہم کرتے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ جن میں ے کہ حضور سید عالم ﷺ کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں، ہمارا قول مختار ہے اور ضروریات دین سے ہے اور نہ ضروریات مذہب سے، بلکہ باب فضائل سے ہے۔ اور جو لوگ حضور اکرم ﷺ سے بغض وعناد کی بنا پر اس تفصیل سے حضور ﷺ کے لیے علم ماکان ومایکون کا اثبات نہیں کرتے ہم ان کو کا کافرو گمراہ تو در کنار فاسق بھی نہیں کہتے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب

قدس سرہ العزیز نے خالص الاعتقاد پر الدولۃ المکیہ میں اس کی صاف و صریح لفظوں میں تصریح فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلا محل لوم نہیں"

بصیرت ج1 ص266 تا267

دعویٰ کہ یہ ذاتی و علم محیط کے قائل ہیں ایسا باطل ہے جس کی نظیر نہیں ملتی امام اہلسنت نے درج ذیل چار امور کی تردید فرمائی۔

1۔ نبی پاک ﷺ کے لئے ذاتی علم غیب کی۔

2۔ اللہ جل شانہ اور نبی پاک ﷺ کے علم میں صرف قدم و حادث ہے فرق کی۔

3۔ آپ کا علم جمیع امور غیر متناہی کو بالفعل محیط ہے۔

4۔ نبی پاک ﷺ کا علم اللہ جل وعلا کی جمیع معلومات کو محیط ہے سوائے اس کی ذات وصفات کے۔

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

وہابیہ کی افترا پردازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا اور سول جل وعلا و ﷺ کے بدگویوں نے ادھر یہ مکر گانٹھا کہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کفر یا ضلال لگا سکیں۔

اس کے لیے مسئلہ غیب میں افتراء چھانٹنے شروع کیے۔

1۔ کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، ذاتی، بے اعطائے الٰہی مانتا ہے۔

2۔ کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، علمِ الٰہی سے مساوی جانتا ہے صرف قدم و حدوث کا فرق کرتا ہے۔

3۔ کبھی یہ کہ باستثناء ذات وصفاتِ الٰہی باقی تمام معلوماتِ الٰہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے۔

4۔ کبھی یہ کہ امورِ غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حاوی ٹھہراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیاء کا افترا ہے۔ سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس تحریر میں ہے؟

فتاوی رضویہ ج29 ص434

یہ وہ الزامات تھے جن کا رد امام اہلسنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے پہلے ہی فرما دیا اب ہم اس پہ دیوبندی ملاؤں کو ان کے گھر سے ہی آئینہ دیکھا دیتے ہیں تا کہ اس جماعت ساجدیہ کا کذب واضح ہو۔

ساجد لکھتا ہے:

"جب امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمتہ اللہ علیہ علمائے دیوبند کے علوم کے شارح و ترجمان میں اور رد بدعت میں ان کی تحریر حرف آخر ہے اور وہ رضاخانیوں کے اس عقیدہ کو کفر کہتے ہیں لہذا ان کے مقابل اگر کوئی دیوبندی عالم یا مدرسہ ایسا نہیں کہتا تو اس کی امام اہلسنت کے مقابل کوئی حیثیت نہیں کیونکہ اس باب میں حرف آخر امام اہلسنت کی تحریر ہے نہ کہ کسی اور کی"

آگے چل کے لکھتا ہے:

"اور دارالعلوم دیوبند نے وضاحت کر دی کہ تردید باطل میں ہمارا تشخص امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قائم ہے لہذا ان کے علاوہ کسی کا حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں۔"

دروس مناظرہ

اب ہم نے امام اہلسنت امام الشاہ احمد رضاخان بریلوی قدس سرہ العزیز کا حوالہ پیش کر دیا علم غیب کے باب میں اور مانچسٹروی کے مطابق اہلسنت کا مدار مولانا احمد رضاخان بریلوی قدس سرہ العزیز کی اصولی نسبت پہ ہے لہذا امام اہلسنت کی تشریحات ہی قابل قبول ہوں گی اور ہم اسی کا جواب دیں گے باقی کسی کی تشریحات قندھاری کے اس اصول کے مطابق حجت نہیں۔

اب جو سرفراز ان کے مذہب کے مطابق حجت ہے جس سے ان کا تشخص قائم ہے وہی سرفراز احمد گکھڑوی لکھتا ہے:

"خانصاحب غیب کلی سے جمیع معلومات الہیہ مراد نہیں لے رہے اور نہ ہمارا ان کے خلاف یہ دعوی ہے اور نہ یہ الزام ہے وہ علم غیب کلی کا اطلاق جمیع ماکان ومایکون پر ہی کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ان کی عبارات کے حوالہ سے یہ بات عرض کی جاچکی ہے"

اتمام البرہان ص 27

لیجئے جناب! یہ آپ کے اس بزرگ کی عبارت ہے جس سے آپ کا تشخص قائم ہے جو دیوبند کا ترجمان ہے وہ اس بات کو کھلم کھلا تسلیم کر گیا کہ اس کا یہ دعویٰ نہیں کہ امام اہلسنت کلی سے جمیع معلومات الہیہ مراد لیتے ہیں بلکہ اس کے برعکس ان کا بھی نظریہ تھا کہ کہ ماکان ومایکون پہ علم غیب کلی کا اطلاق ہوتا ہے۔

پھر یہی ترجمان دیوبند لکھتا ہے:

"علماء دیوبند کی فل بنچ کا متفقہ فیصلہ بھی مولف مذکور کو ہر گز مفید نہیں اس لئے کہ علماء دیوبند کا جب نصوص قطعیہ کے تحت عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام کو کلی غیب نہیں تو پھر ان کے مرضی کے خلاف ان کی عبارت سے یہ مطلب اور معنی کشید کرنا کہ وہ کلی غیب مراد لیتے ہیں قطعاً غلط ہے اور یہ بالکل توجیہ القول بمالا برضی بہ قائلہ کا مصداق ہے ان حضرات نے جو معنی کیا ہے وہ کچھ ہم کہتے ہیں اور وہی کتب اسلام سے ثابت ہے"

اتمام البرہان ص 21

اب ہم امام اہلسنت کی تصریحات پیش کر چکے کہ ہم علم غیب ذاتی تسلیم نہیں کرتے، قدم وحدوث کا صرف فرق نہیں کرتے ہیں، جمیع معلومات الہیہ کا محیط نہیں مانتے ہیں، اللہ عزوجل کے علم جمیع امور غیر متناہی کا محیط نہیں مانتے اور یہ بات آپ کے گھر والے بھی تسلیم کر چکے لہذا آپ کا جھوٹا کذاب ہونا آپ کے ترجمان دیوبند سے ہی واضح ہو گیا۔

اب ذاتی محیط و مساوات والا دعویٰ انکا دیکھیں کہ اہلسنت معاذ اللہ ذاتی محیط اور برابری کے قائل ہیں یہی سرفراز گکھڑوی کہتا ہے:

"یہ یاد یہ ہے کہ خان صاحب کا یہ دعوی کہ روز ازل سے روز آخر تک کی تمام اشیاء اور ہر ذرہ ذرہ کا تفصیلی علم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حاصل ہے ایک نرا کفریہ دعوی ہے اس لئے نہیں کہ اس سے اللہ تعالی کے علم کے ساتھ مساوات، لازم آتی ہے۔ (کیونکہ مساوات علم باری کا کسی کے نزدیک وہم و تصور بھی نہیں)، اور نہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے لئے بالاستقلال اور ذاتی طور پر ان مذکور اشیاء کا علم ثابت کیا جا رہا ہے (کیونکہ غیر اللہ کے لئے بالاستقلال اور ذاتی علم کا کوئی بھی قائل نہیں)"

اتمام البرہان ص26

منتظم مناظرہ

ارسلان صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں مناظرہ ختم ہو چکا ہے اب تو سوال میں کروں اسکا جواب دیں بس۔

عبید الرضا

جو امتیاز صاحب کو نہیں کرنا چاہئے تھا مناظرہ ایسے ختم ہو تا ہے کیا؟ اصولا بتائیں؟

منتظم مناظرہ

جو آپ نے یہ تحریر لگائی ہیں میں نے یہ سوال کرنے تھے پر اپنے سوال سے پہلے جواب شروع کر دیے۔

عبید الرضا

ہم سے اصول پوچھ رہے ہیں خود بھی اصول بتائیں کہ اصول مناظرہ میں کیا ایسے مناظرہ ختم ہو تا ہے؟

چلیں یہ مومن کی فراست کو دیکھیں کہ آپ کے سوالات کے جوابات ہم نے پہلے ہی دے دئے۔

منتظم مناظرہ

اب جو سوال کروں صرف اسکا جواب دینا بس۔ میں نے آپکی تحریریں نہیں پڑھی جو بلا سوال کیے اپنے بھیج دیں۔

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرماہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اگر آن واحدہ میں امکنہ متعددہ پر تشریف لے جانا چاہیں تو ممکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارا یہ دعوی ہر گز نہیں ہے کہ حضور اکرم، نبی مکرم ﷺ کا ظاہری جسم اقدس ہر ہر جگہ موجود ہے البتہ حضور اکرم ﷺ بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔ تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہیں جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں ہر آن ہر ہر شئی ملاحظہ فرمارہے ہیں؟ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ظاہری حیات میں بھی ایسے ہی ملاحظہ فرماتے تھے؟ یا وفات کے بعد یہ وصف آپکو عطا کیا گیا؟

عبید الرضا

یہ وصف بعد وصال بھی حاصل ہے جیسا کہ ہم امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کر چکے ہیں۔

یہاں آپ عقلی گھوڑے دوڑا رہے ہیں یہ باب الفضائل میں سے نبی پاک ﷺ ہماری عقل سے بالاتر ہے میں نے کل مجمع الزوائد کی روایت پیش کی تھی شاید آپ نے غور نہیں کیا کہ نبی پاک ﷺ کی وفات و حیات یکساں ہے بلکہ بعد وصال آپ کے مراتب عالیہ میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

پھر یہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ويخرج من هذا جواب آخر وهو أن المراد برد الروح التفرغ من الشغل وفراغ البال مما هو بصدده في البرزخ من النظر في أعمال أمته والاستغفار لهم من السيئات والدعاء بكشف البلاء عنهم، والتردد في أقطار الأرض الحلول البركة فيها، وحضور جنازة من مات من صالح أمته، فإن هذه الأمور منجملة أشغاله في البرزخ كما وردت بذلك الأحاديث والآثار

اب یہاں امتیوں اعمال کا پیش ہونا ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا خوشیوں میں شریک ہونا پھر امت کے صالحین کے جنازوں میں شرکت یہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تسلیم کر رہے ہیں۔

جو شخص حیات النبی ﷺ کا قائل ہے ہم نے پہلے کہا وہ کسی نہ کسی جہت کے اعتبار سے نبی پاک ﷺ کو حاضر و ناظر ضرور تسلیم کرے گا۔

منتظم مناظرہ

یعنی اپ حیات ظاہری میں بھی ہر ہر آن پوری کائنات کو ملاحظہ فرمارہے تھے ؟

یہ دلیل نہیں بنتی یہاں پر دوبارہ میرا سوال سمجھیں۔

عبید الرضا

آپ پہ امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں جہت بھی ہے امتیوں کے اعمال پہ خوشی و غمی کا اظہار پھر آپ کی گواہی رویت سے ہے اس سے واضح ہے کہ آپ امت کے احوال سے باخبر ہیں۔ جواب مکمل ہونے دیا کریں

منتظم مناظرہ

حیات ظاہری میں کس وقت آپکو یہ وصف ملا قرآن کی تنزیل کے بعد یا پہلے بھی؟؟ دو منٹ رکیں میں آ رہا ہوں

عبید الرضا

یہ امر تدریجی ہے۔ رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

"ترجمہ: مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القاء کرے گی۔ مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔"

امداد السلوک ص 10، الشہاب الثاقب ص 61،62، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور

اس عبارت میں حسب ذیل فائدے ہیں۔

1۔ پیر کا مریدوں کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔

2۔ مرید کا تصور شیخ میں رہنا۔

3۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔

4۔ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

5۔ پیر مرید کو القا کرتا رہے۔

6۔ پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔

اب یہاں پیر کی روحانیت کا عالم دیکھیں کہ پیر تو ان چھ صفات کا حامل ہو گیا مگر رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ صفات ماننا وہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا۔

اب موصوف کو اگر روحانیت کا پوچھنا ہی تھا تو جا کے گنگوہی کی قبر پہ جا کے اس سے سوال کرتا کہ "روحانیت" کیا ہے؟

پھر آپ کے ابا جان اہل حدیثوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حاضر ناظر کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ غیر مقلدین نبی کریم ﷺ کو حاضر مانتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:

"بعض عارفین کا قول ہے تشہد میں ایھا النبی کا یہ خطاب ممکنات اور موجودات کی ذات میں حقیقت محمدیہ کے سرایت کرنے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں"

مسک الختام ص244

المھند اور اعتراضات کا علمی جائزہ ص214

ہم ثابت کر چکے کہ یہ عبارت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے اور یہاں حقیقت محمدیہ کو موصوف گھسن میاں نے حاضر وناظر کی دلیل مانا ہے اب یہ تمہارے اکابر کے نزدیک حاضر وناظر کی دلیل ہے تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ حاضر وناظر واضح ہوا۔

پھر آپ کے اباجان قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"اور یہاں سے سمجھ میں آتا ہے کہ عجب نہیں جو روایت لولاک لما خلقت الأفلاك صحیح ہو کیونکہ اس کا مضمون صحیح ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے آپ کا واسطہ فی العروض ہونا ہی اور کسی کمال میں اگر ابھی محل تامل ہے تو مؤمنین کے حق میں آپ کا واسطہ وجود روحانی ہونا ابھی روشن ہوا ہے ارواح مؤمنین کی قدر و قیمت اور فضیلت دیکھئے کہ ایک وجہ عرش اعظم سے بھی زیادہ ہے چنانچہ اہل علم جانتے ہیں۔ غرض اور بھی نہیں تو بوجہ شرافت ارواح اور پھر شرافت بھی کس کی، ارواح مومنین کی شرافت رسول اللہ ﷺ کا مالک ارواح مؤمنین ہونا دوسرے درجہ میں بہ نسبت مالک الملک وحدہ لاشریک لہ کے سمجھئے"

آب حیات ص218

یہی نانوتوی لکھتا ہے:

"مع ہذا افادہ واستفادہ منافع حیات بے واسطہ جسم عنصری متصور نہیں اگر مفید و مستفید اور نافع و منتفع اور مفیض و مستفیض حقیقت میں روح ہی ہوا اور جسم عنصری مومنین مثل ارواح فیض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اعنی جیسے روح نبوی واسطہ وجود روحانی مومنین و مومنات تھی، جسم نبوی واسطہ عروض وجود جسمانی اور منع حدوث ہیکل عنصری نہیں جو مملوک رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کہا جائے تو اس ملک میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بوجہ وجود روحانی بہ نسبت تمام مؤمنین و مومنات کے ثابت ہوئی"

آب حیات ص219

اب دیکھیں کہ آپ کے ابا جان نے اللہ جل شانہ کے بعد جو روحانیت تسلیم کی وہ رسول اللہ ﷺ کی روحانیت ہے پھر اسے ہر مومن و مومنات کے لئے موصوف نے تسلیم کیا اور اسے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا جزو قرار دیا۔ پھر آپ کے یہی جد اعلی لکھتے ہیں:

"النبی اولی بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ انفسھم جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں سے۔ اعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے اصل معنی اولی کے اقرب ہیں اور جس کسی نے احب اور اولی بالتصرف اس کی تفسیر میں کہا ہے وہ اس کے مخالف نہیں اور اس قسم کی اقربیت کو احبیت اور اولی بالتصرف ہونا لازم ہے۔"

آب حیات ص 73

اب یہاں سے دیکھیں واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ مومنین کے نفس سے زیادہ اقرب ہیں اب یہاں جو اقرب کا معنی موصوف مراد لیں گے وہی مراد روحانیت و نورانیت سے ہے۔

منتظم مناظرہ

اللہ۔ یہ امر تدریجی ہے۔

یعنی پہلے ساری کائنات ہر ہر آن مثل کف دست نہیں تھی بعد میں یہ وصف ملا؟؟

آپکے ظاہری وصال سے پہلے یہ وصف مل چکا؟؟؟

عبید الرضا

اب ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پیر صاحب کو یہ وصف کب ملا؟

اب اگر کوئی پیر صاحب کے لئے وصف جو ظاہری حیات میں مانے بعد وصال وہ مانے تو کیا حکم ہو گا؟

اگر حیات میں ایک امر شرک نہیں تو بعد وصال کیسے ہو سکتا ہے؟

پھر کون سا قاعدہ ہے کہ وقتی طور پہ ایک امر واقع ہو وہ شرک نہ ہو؟

کیا مندر میں جا کے وقتی طور پہ اک سجدہ کرنے سے مشرک نہ ہو گا؟

منتظم مناظرہ

یا آپ مطالبے تب کرنا جب ان سے مطالبات ہوں گے ابھی آپ سے ہو رہے ہیں۔

یعنی پہلے ساری کائنات ہر ہر آن مثل کف دست نہیں تھی بعد میں یہ وصف ملا؟؟

آپکے ظاہری وصال سے پہلے یہ وصف مل چکا؟؟؟ ایسے ہے؟؟؟

عبید الرضا

تدریجی کا مطلب یہی ہے ہم نے اوپر احادیث سے یہ امر واضح کر دیا پھر شب معراج نبی پاک ﷺ کو **فعلمت ما فی السموات و الارض** کا وصف بھی عطا ہوا۔

نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَصْفَرَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، "إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ

بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا، أَوْ قَالَ: مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

]سنن ترمذی/ کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم/حدیث: 2176[

تخریج الحدیث دار الدعوہ: «صحیح مسلم/الفتن 5 (2889)، سنن ابی داود/الفتن 1 (4252)، سنن ابن ماجہ/الفتن 9 (3952) (تحفة الأشراف: 2100) (صحیح)«

ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق (پورب) و مغرب (پچھم) کو دیکھا یقیناً میری امت کی حکمرانی وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی، اور مجھے سرخ و سفید دو خزانے دے گئے، میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ ان کو کسی عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور نہ ان پر غیروں میں سے کوئی ایسا دشمن مسلط کر جو انہیں جڑ سے مٹا دے، میرے رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے بدلتا نہیں، تیری امت کے حق میں تیری یہ دعا میں نے قبول کی کہ میں اسے عام قحط سے ہلاک و برباد نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو اور جو انہیں جڑ سے مٹا دے، گو ان کے خلاف تمام روئے زمین کے لوگ جمع ہو جائیں، البتہ ایسا ہو گا کہ انہیں میں سے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے، اور بعض کو قیدی بنائیں گے“۔

عَنْ عَائِشَةَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ، حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب التهجد، باب إذا انفلتت الدابة فی الصلاة، 406/1، الرقم: 1154، ومسلم فی الصحيح، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف 296/1، الرقم: 901، والنسائی فی

السنن، کتاب الکسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة، الرقم: 1472، وابن حبان فی الصحیح، 83/7، الرقم: 2841.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہتا تھا۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے لئے جانور وقف کرنے کی رسم نکالی۔''

اب یہاں دیکھیں نبی پاک ﷺ کا یہ وصف بیان ہوا ہم اوپر بھی بیان کر چکے کہ کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔

آپ نے پوری دنیا کو ملاحظہ فرمایا۔

مشرق و مغرب کو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

پھر فیض القدیر میں مسلم کی روایت کی شرح میں ہے۔

وقد تجلی له الکون کله وزویت له الأرض بأسرها فأری مشارقها ومغاربها

آپ کے لئے تمام کائنات روشن تھی آپ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی تو آپ نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین کو اللہ جل شانہ سے سمیٹ دیا۔

پھر سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانی انظر الیها والی ما کائن فیها الی یوم القیمة جاننا انظر الی کفی هذه

(جمع الجوامع السیوطی، کنز العمال، المواھب اللدنیہ، جواھر البحار، طبرانی فی الکبیر، ابو نعیم فی الحلیہ، جامع صغیر الفتح الکبیر)

اب موصوف اگر اس کی سند پہ کلام کریں بھی تو ہمارا دعوی پہلے سن لیں ہمارا دعوی ہے کہ یہ مسئلہ ظنیات میں سے ہے

اس کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے۔ پھر اس پہ ہم دیوبندیوں کے گھر سے تائید پیش کر چکے کہ ان کے نزدیک اولیاء کرام کے لئے زمین سمیٹ دی جاتی ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ نظریہ کیونکر کفر و شرک ہو گا؟

اب یہاں دیکھیں تھانوی نے ایک ولی کے لئے زمین کا سمٹنا تسلیم کیا لہذا اگر یہ شرک و کفر نہیں تو نبی پاک ﷺ کے لئے تسلیم کرنا کفر و شرک نہیں؟

پھر نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

مجمع الزوائد میں حدیث موجود ہے:

قال قال رسول اللہ اللہ حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم.

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جائیں گے پس جب میں اچھے اعمال کو دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا اس پر اور جب برے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

اب نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبارکہ آپ نے دیکھ لی جو امر نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری میں ثابت تھا اس روایت کے مطابق بعد وصال بھی ثابت ہے۔

بسا اوقات سوال کا جواب سوال ہوتا ہے یہ قاعدہ آپ نے نہیں پڑھا کیا؟

منتظم مناظرہ

یہ وصف معراج میں مل گیا تھا؟؟؟ سوال کر لینا جب امتیاز صاحب سے مطالبات ہوں گے

عبید الرضا

معراج میں ایک وصف ملا جسے نانوتوی صاحب نے بھی بیان کیا نزول قرآن کے ساتھ تدریج پا گیا۔

منتظم مناظرہ

یعنی نزول قرآن مکمل ہونے کے بعد آپکو کائنات کو ہر ہر آن مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

عبید الرضا

یہ ظنی عقیدہ ہے کوئی اسے نہیں مانے گا تو ہماری جانب سے کوئی فتوی نہیں۔ لیکن جماعت اہل سنت کا یہ موقف ہے۔

منتظم مناظرہ

صحیح ہو گیا۔

عبید الرضا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

النحل (89)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

ناظرین کرام!

مذکورہ آیت نبی پاک ﷺ کی عظمت و شان پہ دلیل روشن ہے اس میں نبی پاک ﷺ کی شان و عظمت اور مرتبہ کا بیان ہوا کہ آپ جمیع امتوں کے شاہد ہوں گے

پھر اس شہادت کا علم کہاں سے حاصل ہوا قرآن مجید نے کھل کر بیان فرمادیا۔

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

اب کتاب مبین سے یہاں جمہور مفسرین کے مطابق قرآن مجید مراد ہے ہے۔

وهو قول الجمهور: أن الكتاب هو القرآن الكريم الذى أنزله

اب یہاں سیاق و سباق آیت سے مفہوم واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے جمیع احوال بیان فرمادیے۔

پھر ارشاد ربانی ہے:

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ

پھر فرمایا:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

اب نبی پاک ﷺ کا جمیع امتوں کا گواہ ہونا ہمارے دعوی کی دلیل ہے۔ جمیع مفسرین اکابرین امت کے اقوال ہمارے موئد ہیں اب ابن کثیر بھی شاھد سے علی الناس باعمالھم مراد لیتا ہے

تفسیر کبیر میں ہے:

انہ ﷺ شاھد علی الخلق

تفسیر خازن میں ہے:

شاھدا علی الخلق کلھم

یہ دلائل پکار پکار کے اہلسنت کے دعویٰ کو ثابت کر رہے ہیں اور یہ حاضر و ناظر ہونے کی ایک جہت ہے جسے علماء اہلسنت نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

اگر موصوف کو قرآن کی جامعیت کا انکار ہے تو ہم پہ فتوی شرک لگا دیں۔

حماد صاحب میں آپ کو پھر کہہ رہا ہوں جو گفتگو آخری امتیاز صاحب نے کی اس پہ مجھے کلام کے 15 منٹ دیے جائیں جو اصول مناظرہ ہے۔

منتظم مناظرہ

قران مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہر ہر علم رکھا ہے ہر ہر ذرے کا علم کیا یہ عقیدہ ظنی کے یا قطعی۔

ولا رطب والا یابس الا فی کتاب مبین

یہاں کتاب مبین سے مراد قران ہے یا لوح محفوظ؟

عبید الرضا

اگر لوح محفوظ بھی مراد ہو تو ہمیں اس چیز سے کوئی چیز مضر نہیں کیونکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق لوح محفوظ نبی پاک ﷺ کے علوم کا قطرہ ہے۔

منتظم مناظرہ

حوالہ دیں۔

عبید الرضا

شیخ الاسلام والمسلمین محدث ملاء علی قاری حنفی 1014ھ فرماتے ہیں:

"ومن علومك علم اللوح والقلم" کے تحت:

لوح و قلم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں سے ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلیات و جزئیات حقائق لوح وعوارف و معارف معلق بالذات و معلق بالصفات کی طرف تقسیم ہوتا ہے اور یہ کہ لوح و قلم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی سطر وح میں سے ایک سطر اور آپ کے علم کے سمندر میں سے ایک نہر ہے

اس عقیدے کو بریلویت کہتے ہو؟ یہ تو اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی موجود تھا۔

مجموعہ رسائل العلامة الملاء علی القاری جلد 05 صفحہ 681

منتظم مناظرہ

بہت بہتر۔

عبید الرضا

جو چیزیں قیاس سے یا ظن سے ثابت ہوتی ہیں وہ کیا وہ قطعی ہوتی ہیں؟ قطعی کا مطلب معلوم ہے آپ کو؟

یہ سوال ان مفسرین سے کیجیے جو قرآن کی جامعیت کا قول کر رہے ہیں۔

رسی گھم جائے اسے قرآن سے تلاش کرتے ہیں اب یہ قطعی امر ہے کہ ظنی؟ سوال وہ کیجیے جو جچتا ہو۔

کیا آپ غیر مسلموں کے سامنے قرآن کی جامعیت کا انکار کریں گے ؟

قرآن علوم کا سمندر ہے اس میں ہر اہل علم نے اپنے استطاعت کے مطابق علوم اخذ کئے ہیں۔

منتظم مناظرہ

آگے چلتے ہیں۔

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ روضہ مبارک میں تشریف فرما ہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اگر آن واحدہ میں امکنہ متعددہ پر تشریف لے جانا چاہیں تو ممکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارا یہ دعوی ہرگز نہیں ہے کہ حضور اکرم، نبی مکرم ﷺ کا ظاہری جسم اقدس ہر ہر جگہ موجود ہے البتہ حضور اکرم ﷺ بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں

جب چاہے جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں امام پر امام جلال الدین السیوطی کا حوالہ دیں جو پہلے دیا آپ نے،

یعنی آپ کہتے ہیں جو احادیث یا قرآن کی آیات جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ خبر نا ہوئی جیسے ستر قراء کی شہادت تو وہ تنزیل قرآن سے پہلے کے واقعات ہیں۔

مثل کف دست ہر ہر آن ملاحظہ فرمانا یہ بعد کا وصف ہے ؟ یہاں حوالہ لگادیں تاکہ سب دوبارہ دیکھ لیں۔

عبید الرضا

بالکل اس کا کئی وجوہات سے جواب دیا جاچکا اگر اس سے نبی پاک ﷺ کے علم پہ اعتراض کرتے ہیں تو اللہ جل شانہ کے 70 یا 300 انبیاء کرام جنہوں نے شہید کیا وہاں کیا جواب دیں گے ؟

دیوبندی شیخ الحدیث کہتا ہے:

" خواجہ مودودی چشتی کے کو طی الارض (زمین کا لپٹ جانا) حاصل تھا چناچہ جب طواف کا دل چاہتا تھا ہوا کے ذریعے مکہ پہنچ جاتے تھے طی الارض غیر نبی کے لیے کرامت ہے اور یہ کرامت خواجہ صاحب کے قصد و ارادے سے مان رہے ہیں یعنی ان کے نزدیک کرامت پر ولی کو اختیار ہو سکتا ہے۔"

تاریخ مشائخ چشت ص159 مجلس تشریات اسلامیہ

منتظم مناظرہ

اچھا ہر ہر آن کائنات کو ملاحظ فرما رہے ہیں اس پر کوئی ظنی دلیل دیں چاہے کسی امام کا قول مثل کف دست کے۔

عبید الرضا

زمین کا سمٹ جانا کیا دلیل نہیں؟

منتظم مناظرہ

دیں نا صرف ایک دلیل بس۔

عبید الرضا

نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَصْفَرَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، "إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ

بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا، أَوْ قَالَ: مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

]سنن ترمذی/ کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم/حدیث: 2176[

تخریج الحدیث دار الدعوہ: «صحیح مسلم/الفتن 5 (2889)، سنن ابی داود/الفتن 1 (4252)، سنن ابن ماجہ/الفتن 9 (3952) (تحفة الأشراف: 2100) (صحیح)»

ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق (پورب) و مغرب (پچھم) کو دیکھا یقیناً میری امت کی حکمرانی وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی، اور مجھے سرخ و سفید دو خزانے دے گئے، میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ ان کو کسی عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور نہ ان پر غیروں میں سے کوئی ایسا دشمن مسلط کر جو انہیں جڑ سے مٹا دے، میرے رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے بدلتا نہیں، تیری امت کے حق میں تیری یہ دعا میں نے قبول کی کہ میں اسے عام قحط سے ہلاک و برباد نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو اور جو انہیں جڑ سے مٹا دے، گو ان کے خلاف تمام روئے زمین کے لوگ جمع ہو جائیں، البتہ ایسا ہو گا کہ انہیں میں سے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے، اور بعض کو قیدی بنائیں گے“۔

عَنْ عَائِشَةَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْئٍ وُعِدْتُهُ، حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب التهجد، باب إذا انفلتت الدابة فی الصلاة، 406/1، الرقم: 1154، ومسلم فی الصحیح، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف 296/1، الرقم: 901، والنسائی فی

السنن، کتاب الکسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة، الرقم:1472، و ابن حبان فی الصحیح، 83/7، الرقم:2841.

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہتا تھا۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے لئے جانور وقف کرنے کی رسم نکالی۔“

اب یہاں دیکھیں نبی پاک ﷺ کا یہ وصف بیان ہوا ہم اوپر بھی بیان کر چکے کہ کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔

آپ نے پوری دنیا کو ملاحظہ فرمایا۔

مشرق و مغرب کو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

پھر فیض القدیر میں مسلم کی روایت کی شرح میں ہے:

وقد تجلى له الكون كله وزويت له الأرض بأسرها فأرى مشارقها ومغاربها

آپ کے لئے تمام کائنات روشن تھی آپ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی تو آپ نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لئے زمین کو اللہ جل شانہ سے سمیٹ دیا۔

پھر سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانی انظر الیھا والی ما کائن فیھا الی یوم القیمۃ جاننا انظر الی کفی ھذہ

(جمع الجوامع السیوطی، کنز العمال، المواھب اللدنیہ، جواھر البحار، طبرانی فی الکبیر، ابو نعیم فی الحلیہ، جامع صغیر الفتح الکبیر)

اب موصوف اگر اس کی سند پہ کلام کریں بھی تو ہمارا دعوی پہلے سن لیں ہمارا دعوی ہے کہ یہ مسئلہ ظنیات میں سے ہے

اس کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے۔

پھر اس پہ ہم دیوبندیوں کے گھر سے تائید پیش کر چکے کہ ان کے نزدیک اولیاء کرام کے لئے زمین سمیٹ دی جاتی ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ نظریہ کیونکر کفر و شرک ہو گا؟

اب یہاں دیکھیں تھانوی نے ایک ولی کے لئے زمین کا سمٹنا تسلیم کیا لہذا اگر یہ شرک و کفر نہیں تو نبی پاک ﷺ کے لئے تسلیم کرنا کفر و شرک نہیں؟

پھر نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں مجمع الزوائد میں حدیث موجود ہے:

قال قال رسول اللہ اللہ حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم.

ترجمہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جائیں گے پس جب میں اچھے اعمال کو دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا اس پر اور جب برے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

اب نبی پاک ﷺ کی حیات و وفات کے بارے میں حدیث مبارک کہ آپ نے دیکھ لی جو امر نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری میں ثابت تھا اس روایت کے مطابق بعد وصال بھی ثابت ہے۔

منتظم مناظرہ

سمٹ تو گئی پر کسی ایک وقت یا ہر وقت ہر ہر آن سمٹی رہتی ہے۔ ہر ہر آن سمٹی رہتی ہے اس پر ظنی دلیل دیں۔

عبید الرضا

ایک آن سمٹی تو کیا یہ دیوبندی تسلیم کرتے ہیں؟ اوپر دلائل پیش کر دیے ہیں ان کو بغور پڑھیں پھر امام جلال الدین سیوطی کی تصریحات دیکھ لیں

منتظم مناظرہ

یہ حدیث تنزیل سے پہلے کی ہے یا بعد کی اگر پہلے کی ہے تو تضاد پھر پھر ماننا پڑے گا کہ ایک وقت میں سمٹی۔

عبید الرضا

اس عبارت کو دیکھیں جواب موجود ہے۔

منتظم مناظرہ

ہاں کر رہے ہیں امتیاز صاحب۔

عبید الرضا

امداد السلوک کی عبارت میں پیر کا مرید کے پاس ہر وقت حاضر ہونا مرقوم ہے۔

منتظم مناظرہ

دومنٹ رکیں میں آتا ہوں جب سوال کروں تب جواب دینا۔

عبید الرضا

نبی پاک ﷺ مومنین کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اس پہ تفصیلاً کلام ہو چکا۔

جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اس امر کی وضاحت ہے کہ اللہ جل شانہ کے اذن سے جب چاہیں کائنات کو ملاحظہ فرمائیں۔

منتظم مناظرہ

دیوبندی شیخ الحدیث کہتا ہے:

" خواجہ مودودی چشتی کے کو طی الارض (زمین کا لپٹ جانا) حاصل تھا چناچہ جب طواف کا دل چاہتا تھا ہوا کے ذریعے مکہ پہنچ جاتے تھے۔ طی الارض غیر نبی کے لیے کرامت ہے اور یہ کرامت خواجہ صاحب کے قصد و ارادے سے مان رہے ہیں یعنی ان کے نزدیک کرامت پر ولی کو اختیار ہو سکتا ہے۔"

تاریخ مشائخ چشت ص159 مجلس تشریات اسلامیہ

دوام کا جواب آگیا ظنی دلیل سے۔

ارسلان مدنی صاحب کا عقیدہ یہ سامنے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنزیل قران مکمل ہونے کے بعد تمام کائنات کو ہر ہر آن مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں جب چاہیں جہاں چاہیں جسم مثالی کے ساتھ تشریف لے جاسکتے ہیں اور یہ عقیدہ محض ظنی ہے اس کا منکر نا کافر نا گمراہ بلکہ یہ ظنی فضائل کے باب سے ہے۔

عبید الرضا

حماد صاحب اب کیا امتیاز صاحب سے دعوی شرک پہ سوالات ہوں گے ؟

منتظم مناظرہ

حاضر وناظر ہونے کی نفی

فَأَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ وَيُوخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ اليَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ: العَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ": { كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [المائدة: 117] {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ } [118: المائدة]

بخاری ج2 ص665

یعنی قیامت کے دن میں بھی وہی کہوں گا جو میرے نیک بھائی عیسی بن مریم نے کہا کہکنت علیھم شھید امادمت فیھم میں ان کی نگرانی کرتا رہا جب تک ان میں رہا اور جب تو نے مجھے اس دنیا سے اٹھالیا تو پھر تو ان ہی کا نگران و نگہبان تھا۔ معلوم ہوا کہ شاہد و شہید کا معنی ہر وقت ہر آن ہر جگہ حاضر و ناظر اور علیم بکل شئ نہیں ورنہ آپ کا یہ ہر گز نہ فرماتے کہ یا اللہ میں تو ان پر شاہد تھا جب تک میں ان میں تھا میرے پردہ فرما جانے کے بعد نگہبان و علیم ان کے احوال کے تو آپ کے تھے۔

ہوں گے ان سے مطالبات لیکن ابھی اپ سے ہو رہے ہیں۔

اس حدیث صحیح و صریح میں قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عدم خبر ہے اپنے اصحاب کے متعلق بعد وصال ظاہری کے اور آپ ویسے فرمائیں گے جیسے سیدنا ابن مریم عیسی علیہ السلام فرمائیں گے۔

اس سے آپ کے ظنی عقیدے کے مخالفت لازم آرہی ہے نص سے کہ قیامت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

جب تک میں ان میں تھا ان پر شہید تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ان پر رقیب ہوا اور تو ہر چیز پر شہید ہے یہ بھی آپکے ظنی عقیدے کے خلاف قران کی آیت ہے۔

اس کا جواب دیں۔

عبید الرضا

اعتراض

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں سے سننے کے بعد فرمایا "وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ " اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تُو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور تو ہر شے پر گواہ ہے۔

ثابت ہوا حضور دنیا میں ان سے لاعلم تھے اور تب حاضر وناظر نہیں تھے۔

جواب:

دیکھیں جسم وجسمانیت کے ساتھ موجود ہونا اور بات ہے اور روحانی طور پر موجود ہونا اور بات ہے (اس پر ایک اور تحریر آئے گی انشاءاللہ الکریم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تھے تو ان مرتدین پر نگران تھے۔اب نگرانی دو طرح کی ہوتی ہے

1۔ صرف مشاھدہ کرنا نظر رکھنا۔

2۔ مشاھدہ کر کے روک ٹوک بھی کرنا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر جس نگرانی اور جس حاضر وناظر ہونے کی نفی فرمائی وہ نگرانی کی دوسری قسم تھی جیسے امتحانی سینٹر میں نگران کا کام صرف مشاھدہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ روک ٹوک کرنا بھی

ہو تاہے تو حضور کی نفی اس دوسری قسم کی نگرانی پر محمول ہو گی کہ پہلے حضور ان میں موجود تھے تو انہیں حضور روک ٹوک فرماتے رہے لیکن جب رب نے چاہا کہ اب امت پر آزمائش آئے تو حضور کو اپنے پاس بلالیا اور وہ مزار میں تشریف لے آئے اب وہ روک ٹوک والا سلسلہ اللہ کے حکم پر رک گیا تو حضور ﷺ کے الفاظ اس بات پر محمول ہوں گے کہ مالک جب تک ان میں تھا ان پر نگران تھا لیکن جب تو نے مجھے اپنے پاس بلالیا تو اب انھیں بدعات سے روکنے والی ذات تو ہی تھی (کیونکہ اللہ کے سواہ ہر کسی کی قدرت مجازی ہے وہی ذات ہے جس کی قدرت حقیقی ہے)۔

سوال:

اس پر کیا دلیل ہے کہ یہاں شہید سے مراد صرف مشاہدہ نہیں ہے؟

جواب:

اس پر دلیل قرآن کریم کی وہ سب آیات ہیں جس میں حضور کو * شہید اور شاھد * کہا گیا ہے اور وہ حدیث پاک ہے جس میں حضور نے فرمایا "انا شھید علیکم "اے لوگوں میں تم پر گواہی اور پھر اپنی گواہی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے خود ہی فرمادیا کہ "میں اس وقت اپنا حوض کوثر دیکھ رہا ہوں" یعنی یہ مت سمجھنا کہ میں تحمل شھادت نہیں کر رہا بلکہ میری نظر سے تو ہزار پردوں میں چھپا ہوا حوض بھی پوشیدہ نہیں تو تمہارے اعمال واحوال کیسے پوشیدہ ہوں گے اور پھر اتمام حجت کے لیے مستند تفاسیر ملاحظہ فرمائیں؛

1 ۔ تفسیر جلالین میں شہید سے مراد روک ٹوک والا مشاھدہ ہے

وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا} رَقِيبًا أَمْنَعهُمْ مِمَّا يَقُولُونَ

"اور میں ان پر گواہ تھا" یعنی نگران تھا، انہیں اس بات سے روکتا تھا جو وہ کہہ رہے ہیں"

تفسیر جلالین صفحہ 161 سورہ مائدہ

2۔ تفسیر ابو سعود ملاحظہ فرمائیں:

وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيداً مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡ أی رقيباً عليهم أمنعهم أن يقولوا ذلك ويعتقدوه أو مشاهداً لأحوالهم من كفر وإيمان

" اور جب تک میں ان میں موجود تھا، میں ان پر گواہ تھا" یعنی میں ان کا نگران تھا، انہیں اس بات کے کہنے اور ایسے اعتقاد رکھنے سے روکتا تھا، یا پھر شھید سے مراد احوال کا مشاھدہ ہے کفر و ایمان کے بارے میں"

(تفسیر روح المعانی جلد 04 صفحہ 66 تفسیر ابو سعود جلد 03 صفحہ 101)

یہاں دو احتمال بتا کر امام آلوسی خود فرماتے ہیں:

كونه عليه الصلاة والسلام رقيبا ليس كالرقيب الذی يمنع ويلزم به كالشاهد على المشهود عليه ومنعه بمجرد القول وأنه تعالى شأنه هو الذی يمنع منع إلزام بالأدلة والبينات

"حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کا رقیب ہونا اس رقیب کی طرح نہیں جو زبر دستی روکتا اور لازم قرار دیتا ہے، (بلکہ وہ ایسے رقیب ہیں) جیسے کوئی گواہ مشہود علیہ پر ہوتا ہے اور اس کو صرف قول سے منع کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو دلائل اور بینات کے ذریعے زبر دستی روکنے والا ہے"

تفسیر روح المعانی جلد 04 صفحہ 66

امام آلوسی فرما رہے ہیں کہ عیسی پاک علیہ الصلاۃ والسلام ایسے رقیب ہیں ایسے شھید و گواہ ہیں کہ وہ صرف قول سے روکتے تھے جو کہ امام کے نقل کردہ قول "**ومنعه بمجردا القول**" سے واضح ہے جبکہ رب تعالیٰ وہ ذات ہے جو زبر دستی روکنے پر قدرت رکھتی ہے کیونکہ قادر مطلق ذات وہی ہے۔

تو اب یہ بات بلکل واضح ہو چکی ہے کہ یہاں رقیب صرف مشاھدے میں معنی میں نہیں بلکہ روکنے نھی عن المنکر کے معنی میں بھی ہے۔

لہذا حدیث حوض سے عدم علم نہیں بلکہ اثبات علم ہو تا ہے جس کا اظہار سید عالم ﷺ نے اس حدیث پاک میں فرمایا:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "«لَا أُلْفِيَنَّ مَا نُوزِعْتُ أَحَدًا مِنْكُمْ عِنْدَ الْحَوْضِ، فَأَقُولُ: هَذَا مِنْ أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ؟". قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: *يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: "لَسْتَ مِنْهُمْ.»

ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی سے حوض پر جھگڑا نہیں کروں گا، پھر کہوں گا: یہ میرے صحابہ میں سے ہیں۔ تو کہا جائے گا: تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا نیا کیا؟

ابو درداءؓ نے کہا: "یارسول اللہ! دعا کریں کہ میں ان میں سے نہ ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان میں سے نہیں ہو۔

مسند شامیین للطبرانی جلد 02 صفحہ 311

اگر حضور کو علم ہی نہیں تھا تو صحابی کو کیسے بتادیا کہ وہ ان میں سے نہیں ہے؟

یہ بات اور کئی احادیث اور پورا قرآن اس پر شاھد ہے کہ سید عالم نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد اسی قرآن سے تخلیق خلق سے لیکر قیامت تک محدود عرصے (یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں) کا تمام علم اولین و آخرین جانتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ جس گواہی کا تعلق امت میں رہ کر روکنے سے تھا اس خاص شھادت کی حضور نے حدیث حوض میں نفی فرمائی ہے نا کہ مطلقاً مشاھدے و علم کی نفی فرمائی ہے۔

مادمت فیھم کا جواب

کیا حضور ﷺ کو حوض کوثر پر آنے والوں کے بارے میں علم نا ہو گا؟

اعتراض:

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ حوض کوثر پر آئیں گے اور حضور انھیں اصحابی اصحابی فرمائیں گے تو فرشتے عرض کریں گے "انک لا تدری ما احدثو بعدک" آپ نہیں جانتے یہ آپ کے بعد کیا کرتے رہے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ حضور کو اپنے وصال شریف کے بعد کچھ علم نہیں۔

جواب:

اس حدیث پاک سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ذہنی فطور اور مسلکی تعصب کے سواہ کچھ نہیں کیونکہ اس دن مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے تو

اس دن عام مومن بھی مجرمون کی علامات سے انھیں پہچانتا ہو گا تو یہ کیسے ممکن ہے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے نائب مطلق ان کی پہچان نا فرما سکیں۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں او اہل بدعت دیوبندی اور علم غیب شریف کے دشمن ملاحظہ کریں

اللہ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ *وُجُوۡهٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ‌ ۚ-*فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ ۚ-اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ

ترجمہ: جس دن کئی چہرے روشن ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے تھے؟ تو اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو

سورہ آل عمران آیت 106

امام اہل سنت کے بعد اب غیروں کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائیں

مولوی محمود الحسن دیوبندی

اس روز (یعنی قیامت کے روز) کہ بعض چہرے سفید (روشن) ہو جائیں گے اور بعض چہرے سیاہ (اور تاریک) ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہوئے تھے ایمان لانے کے بعد تو (اب) سزا چکھو سبب اپنے کفر کے۔

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن کفار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اب اس حقیقت پر مزید روشنی خود مخالف ہی کے گھر سے ڈالتے ہیں۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی 774ھ "اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ يعني يوم القيامة، حين تبيض وجوه أهل السنة والجماعة، وتسود وجوه أهل البدعة والفرقة قاله ابن عباس

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "روشن چہرے اہلِ سنت و جماعة کے ہوں گے، اور سیاہ چہرے اہلِ بدعت و تفرقہ بازوں کے ہوں گے۔

تفسیر ابن کثیر جلد 02 صفحہ 79

تفسیر ابن کثیر کے بارے میں دیوبند کا فتویٰ

"اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کرسکتی ہو تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے تفسیر ابن کثیر کو ان دیوبندی اکابرین نے معتبر و مستند بتایا ہے"

1۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی

2۔ مولوی تقی عثمانی دیوبندی

3۔ مولوی یوسف بنوری دیوبندی

علوم القرآن تقی عثمانی صفحہ 506

اس تفسیر کو جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے درجہ ذیل مفسرین و محدثین نے لکھا:

1۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ھ ۱۴۱۲ `(مظھری جلد 01 صفحہ 116)`

2۔ امام محمد بن احمد قرطبی المتوفی 671ھ (کتاب تفسیر قرطبی جلد 04 صفحہ 167)

3۔ امام محدث مفسر ابن جوزی المتوفی 597ھ (کتاب تفسیر زاد المسیر جلد 01 صفحہ 313)

4۔ امام ابن ابی حاتم (کتاب تفسیر ابن ابی حاتم جلد 03 صفحہ 729)

دوسری آیت کریمہ:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ (41) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

سورہ رحمن آیت 41/42

اس آیت کریمہ سے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ مجرمین اپنے چہروں سے پہچانیں بھی جائیں گے۔

پچھلی آیت میں کچھ پوشید گی تھی احتمال تھا جو کہ اس آیت شریفہ نے دور کر دیا کہ کفار کے چہرے سیاہ ہوں گے اور پہچانے بھی جائیں گے۔ اب تائید اہم امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں:

امام المفسرین حضرت فخر الدین المتوفی ۶۰۶ھ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

الْمُجْرِمُ يَعْرِفُهُ بِسِيمَاهُ كُلُّ أَحَدٍ، وَلَا يَأْخُذُهُ كُلُّ مَنْ عَرَفَهُ بِسِيمَاهُ، بَلْ يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ قَوْلُهُ: يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيماهُمْ الْمُرَادُ يَعْرِفُهُمُ النَّاسُ وَالْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ يَحْتَاجُونَ فِي مَعْرِفَتِهِمْ إِلَى عَلَامَةٍ، أَمَّا كَتَبَةُ الْأَعْمَالِ وَالْمَلَائِكَةُ الْغِلَاظُ الشِّدَادُ فَيَعْرِفُونَهُمْ كَمَا يَعْرِفُونَ أَنْفُسَهُمْ مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجٍ إِلَى عَلَامَةٍ

مجرم کو اس کی نشانیوں سے ہر کوئی پہچان سکتا ہے، لیکن ہر وہ شخص جو اسے اس کی نشانیوں سے پہچانے گا، ضروری نہیں کہ وہ اسے پکڑے بھی۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ" (مجرم اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ انہیں عام لوگ اور وہ فرشتے پہچانیں گے جو ان کی شناخت کے لیے کسی علامت کے محتاج ہیں۔

البتہ اعمال لکھنے والے فرشتے اور سخت اور طاقتور فرشتے (جو مجرموں کو پکڑنے پر مامور ہیں) انہیں ایسے پہچانیں گے جیسے وہ خود کو پہچانتے ہیں، بغیر کسی علامت کی ضرورت کے۔

تفسیر کبیر جلد 29 صفحہ 368

منتظم مناظرہ

ص239 تفسير الطبري جامع البيان-ط دار التربية والتراث-يقول: فلما قبضتني إليك (١) " كنت أنت الرقيب عليهم "، يقول: كنت أنت الحفيظ عليهم دوني، (٢) لأني إنما شهدت من

أعمالهم ما عملوه وأنا بين أظهرهم .وفي هذا تبيان أن الله تعالى ذكره إنما عرفه أفعال القوم ومقالتهم بعد ما قبضه إليه وتوفاه بقوله: "أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله."

"وأنت على كل شيء شهيد" يقول: وأنت تشهد على كل شيء، لأنه لا يخفى عليك شيء، وأما أنا، فإنما شهدت بعض الأشياء، وذلك ما عاينت وأنا مقيم بين أظهر القوم، فإنما أنا أشهد على ذلك الذي عاينت ورأيت وشهدت.

اس تفسیر سے پھر آپکے ظنی عقیدے کی نفی ہو رہی ہے انت قلت سے امام طبری ثابت کر رہے ہیں اللہ نے بعد میں عیسی علیہ السلام کو خبر دی پہلے خبر نہیں تھی۔ اسی طرح قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

عبید الرضا

اب سب سے پہلے ہمارا دعوی دیکھ لیں لگتا ہے آپ مطالبات کم مناظرہ زیادہ کر رہے ہیں جب ہمارے دعوی کا علم نہیں تو ایسے سوالات کرنا کچھ بعید نہیں۔

علم ما بعد القیامہ مایکون میں شامل نہیں نہ اہلسنت اس کے مدعی ہیں انظر الی انباء الحی

فاضل بریلی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہ سب اس قول کی بنیاد پر ہے کہ کل شئ" میں علم قیامت داخل ہو اور مجھے اس کا دعوی نہیں ہے"

انباء الحی ص 421

پھر فرمایا:

"قیامت برپا ہونے کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا۔ یہ چیزیں نہ کان و مایکون میں ہیں اور نہ لوح محفوظ ہیں"

الدولۃ المکیہ ص68

پھر یہ دعوی علامہ حشمت علی خان لکھنوئ رحمۃ اللہ علیہ نے منظور نعمانی سے مناظرے کے دوران بھی کیا جسے فتوحات نعمانیہ ص186 پہ دیکھ سکتے ہیں۔

منتظم مناظرہ

یہ قیامت کے بعد کا علم نہیں دنیا میں وفات کے بعد کافروں منافقوں کے علم کے بارے نفی ہے۔

عبید الرضا

افسوس ہے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے حماد صاحب آپ منتظم کم مناظر زیادہ لگ رہے ہیں اس وقت ہم نے دلائل سے ثابت کیا کہ نبی پاک ﷺ کی شہادت عینی ہو گی وہ دلائل کیا روافض کے تھے؟ جن کا جواب اب تک قرض ہے؟

منتظم مناظرہ

کہ میرے وفات کے بعد لانی انما شهدت من اعمالهم ما عملوه وانا بين اظهرهم

عبید الرضا

منافقین کے علم پہ تفصیلی کلام ہو چکا کہ نبی پاک ﷺ کو منافقین کا علم دیا گیا اب بتائیں کیا خبیث وطیب کو الگ کرنے یہ قرآن مجید میں بیان ہوا کہ نہیں؟

منتظم مناظرہ

یہاں تو عیسی علیہ السلام کہہ رہے ہیں میں صرف اس وقت ان کے اعمال پر حاضر تھا جب ان کے درمیان تھا اب؟

عبید الرضا

پھر مفسرین کے اقوال مختلف ہونے سے آپ یک طرفہ فیصلہ کیسے کر رہے ہیں؟ جس مفسر کی سمجھ میں جو آیا اس نے وہ تفسیر کر کے اس کے موافق عقیدہ بنالیا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ فروع میں ایک امام کی نفی دوسرے امام سے کی جائے۔

ہمارا استدلال تفسیر سے نہیں بلکہ سیاق وسباق اور قرآنی آیات سے ہے تفسیر و تائید اہے صرف۔

قرآن سے ثابت ہے کہ اگر حضور ﷺ کی عدم علمی مراد لیں اس سے تو قرآن کی متعدد آیات سے تضاد ہو گا جس میں ہے کہ مجرم اپنے چہروں سے پہچانیں جائیں گے۔

تو جہاں ایک عام آدمی علامات سے پہچان لے گا وہاں اگر حضور کے علم غیب کی نفی علی سبیل المحال مان بھی لی جائے تب بھی جہالت نہیں ثابت ہوتی کہ آپ علامات سے پہچان جائیں گے۔

اس لیے قرآن وسنت سے کوئی کھری دلیل لاؤ یہ بہانے مت بناؤ اور امتیاز کو بچانے کی ناپاک کوشش مت کرو۔

یہ فضائل کا معاملہ ہے اس میں ائمہ کی تفاسیر میں اختلاف ممکن ہے۔ کیا وفات کے بعد عرض اعمال ختم ہو گئے؟

علم نبوی پہ طعن منافقین کا وطیرہ تھا

منافقین نے غزوہ تبوک کے موقع پہ ایک گم شدہ اونٹنی کے بارے میں طعنہ دیا کہ یہ رسول تو آسمانی خبروں کے دعوے کرتا ہے اس ایک اونٹنی کا علم نہیں

إن رجلًا قال هذا محمد يخبركم أنه نبي ويزعم أنه يخبركم بأمر السماء وهو لا يدري أين ناقته

اس مرد یعنی نبی ﷺ کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں اور وہ تمہیں آسمانی خبریں دیتا ہے حالانکہ وہ اس گمشدہ اونٹنی کا نہیں جانتا

تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی قسم میں وہی جانتا ہوں جو وہ مجھے بتاتا ہے میں ذاتی طور پہ کچھ نہیں جانتا میرے اللہ نے مجھے اونٹنی کے مقام سے آگاہ فرمادیا اسکی نکیل درخت کے ساتھ فلاں مقام پہ پھنس گئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیج کر آپ نے اسے منگوالیا۔

سیرت ابن ہشام ج2 ص523

البيهقي في "الدلائل النبوة"

(5/ 231 - 232)

الطبري في "التاريخ"

(3/ 105 - 106)

سبھل الھدی ج5:449

در منثور ج3 ص772 اردو

تفسیر ابن ابی حاتم ج6 ص1830

بخاری شریف کتاب التفسیر حدیث نمبر 4622 ہے:

"حدثنا الفضل بن سهل، حدثنا ابو النضر، حدثنا ابو خيثمة، حدثنا ابو الجويرية، عن ابن عباس رضى الله عنهما، قال: "كان قوم يسالون رسول الله صلى الله عليه وسلم استهزاء، فيقول الرجل: من ابى؟ ويقول الرجل: تضل ناقته، اين ناقتى؟ فانزل الله فيهم هذه الآية يايها الذين آمنوا لا تسالوا عن اشياء إن تبد لكم تسؤكم سورة المائدة آية **101** حتى فرغ من الآية كلها."

ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خیثمہ نے بیان کیا، ان سے ابو جویریہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہو گی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «يا أيها الذين آمنوا لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم» کہ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے۔“ یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام بدر الدین عینی الحنفی رحمتہ اللہ علیہ شارح بخاری شیخ مہلب کے حوالہ سے لکھتے ہیں-:

لانه بلغه ان قوماً من المنافقين يسالون منه ويعجزونه عن بعض مايسالونه فتغيظ وقال لاتسالوني عن شئی الا اخبرتكم به۔

کچھ منافقین کے بارے میں آپ علیہ السلام کو اطلاع ملی کہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے سوالات کیئے اور کہا یہ ہمارے سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہیں، اس پر آپ ناراض ہوئے اور بر سر منبر تشریف لا کر اعلان فرمایا مجھ سے پوچھو، جو تم پوچھو گے میں اسکا جواب دوں گا۔

عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد 5 / 27۔

اب یہاں سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پہ طعن و اعتراض کرنا منافقین کا کام تھا جیسا کہ آج کل وہابیہ کر رہے ہیں

یہاں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ نبی پاک ﷺ کو منافقین کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرما دیا تھا جو کہ تدریجی علم تھا اللہ جل شانہ نے اعلان فرمایا کہ:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ-وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ - فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ-وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

آل عمران(179)

اللہ کی یہ شان نہیں کہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے جس پر (ابھی) تم ہو جب تک وہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے اور (اے عام لوگو!) اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا البتہ اللہ اپنے رسولوں کو منتخب فرمالیتا ہے جنہیں پسند فرماتا ہے تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ:

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ -وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ-وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ

سورۃ محمد(30)

اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھادیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے

اس آیت کے تحت سید امیر علی ملیح آبادی لکھتے ہیں:

"یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کل منافقین کے حال سے آگاہ ہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے"

مواہب الرحمن: ۲۶،۷۸

تھانوی نے سورۃ توبہ کی آیت 61 کے تحت لکھا:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنھم فی لحن القول" کے تو پھر اختفاء(پوشیدہ ہونا) ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیرھا(جیسا کہ مفسرین نے اس آیت کے تحت تصریح کی ہے)

لہذا معلوم ہوا نبی پاک ﷺ کو تدریجاً منافقین کا علم عطا فرمادیا گیا اور منافقین کا کہنا کہ محمد ﷺ کو معاذ اللہ علم نہیں اس کا جواب نبی پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔ یہاں طوالت کا خوف نہ ہوتا تو اس پہ سیر حاصل گفتگو کرتے۔

اب سوال یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کا علم زیادہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کا علم زیادہ ہے؟

منتظم مناظرہ

کیونکہ۔۔۔۔ یہ نص قرانی اور صحیح حدیث ہے تو عرض اعمال کی اپ صحیح حدیث نص صریح پیش کریں۔ کیونکہ جب نص عرض اعمال والی ظنی دلیل سے ٹکرا گئی تو ظنی عقیدہ نہیں بن سکتی۔

عبید الرضا

ہم نے قرآن مجید کی نصوص پیش کی آپ کو وہ نظر نہ آئیں؟

عرض اعمال کی احادیث پیش کیں وہ نظر نہ آئیں؟

پھر اقوال مفسرین واکابرین امت پھر علمائے دیوبند کے اقوال پیش کئے وہ نظر نہ آئے کیا یہ سب مشرک تھے؟

منتظم مناظرہ

عرض اعمال کی حدیث صحیح پیش کریں بات ختم پھر ابھی پیش کریں کوئی ایک نص۔

عبید الرضا

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتا ہے:

واعلم أن حديث عرض الصلاة على النبيّ صلى الله عليه وسلّم *لا يقوم دليلا على نفي علم الغيب*، وإن كانت المسألة فيه: أن نسبة علمه صلى الله عليه وسلّم وعلمه تعالى كنسبة المُتَنَاهي بغير المُتَنَاهي، لأن المقصودَ بعرض الملائكة: هو عرض تلك الكلمات بعينها في حَضْرَتِه العالية، عَلِمَها من قبل أو لم يَعْلَمْ، كَعَرْضِها عند رب العزة، ورَفْع الأعمال إليه. فإن تلك الكلمات مما يحيا به وجهُ الرحمن، فلا ينفي العرضُ العلمَ، فالعرضُ قد يكون للعلم، وأخرى لمعانٍ أُخَر. فاعرف الفرق

اور جان لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کیے جانے کی حدیث (حضور کے) علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بنتی، اگرچہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم کا نسبت وہی ہے جو متناہی (محدود) اور غیر متناہی (لامحدود) کی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملائکہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ مخصوص الفاظ بعینہٖ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند بارگاہ میں پیش کیے جائیں، خواہ آپ انہیں پہلے سے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، جیسے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیے جاتے ہیں اور اعمال اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات ان میں سے ہیں جو اللہ کی رحمت اور خوشنودی کا سبب بنتے ہیں۔ پس پیش کیے جانے سے علم کی نفی لازم نہیں آتی، کیونکہ کبھی کسی چیز کا پیش کیا جانا علم کے لیے ہوتا ہے اور کبھی دیگر وجوہات کی بناپر۔ پس اس فرق کو سمجھو۔

فیض الباری جلد 02 صفحہ 377

دیوبندی اپنے شیخ کے الفاظ **"لا يقوم دليلا على نفي علم الغيب"** پر غور کریں اور ایسے عجیب و غریب استدلال کرنے سے پرہیز کریں۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ فرشتوں کے پہچانے سے کسی صورت علم غیب مصطفیٰ کی نفی نہیں ہوتی۔

لہذا جب تک احتمال موجود ہے تو بغیر دلیل کے ایک احتمال کو اپنی خواہشات کے مطابق دوسرے احتمال پر ترجیح دینا جہالت کے سواہ کچھ نہیں۔

منتظم مناظرہ

نص پیش کریں یہاں کسی کا قول نص کے مقابلے نہیں قبول۔

عبید الرضا

کشمیری صاحب کس کی تشریح کر رہے ہیں؟

منتظم مناظرہ

تشریح نص کے خلاف نا قابل قبول عرض اعمال کی صحیح حدیث نہیں ہے آپکے پاس؟ ہے تو پیش کریں بات ختم کریں۔

عبید الرضا

امام قاضی ناصر الدین بیضاوی کی صراحت

قاضی بیضاوی 685ھ (قول رسول: بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو) کی شرح میں فرماتے ہیں:

فإن النفوس القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الأعلى, ولم يبق لها حجاب, فترى الكل كالمشاهدة بنفسها أو بإخبار الملك لها, كما نطق به الحديث السابق, وفيه سر ديطلع عليه من تيسر له.

بے شک جب نفوسِ قدسیہ بدنی تعلقات سے مجرد ہو جاتے ہیں تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ملأ اعلیٰ سے جُڑ جاتے ہیں، اور ان کے لیے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا، پس وہ سب کچھ دیکھتے ہیں بذات خود مشاہدہ کرنے کی طرح * یا فرشتے کے خبر دینے سے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں آیا ہے، اور اس میں ایک تسلسل ہے جس پر وہی مطلع ہو سکتا ہے جس کے لیے آسانی ہو۔

تحفة الابرار شرح مصابیح السنة جلد 01 صفحہ 307

عبارت کی وضاحت:

امام بیضاوی نے پہلے اپنا عقیدہ واضح کر دیا (کہ اللہ کے کچھ ولی جب دنیا سے منتقل ہوتے ہیں تو سب حسی حجاب دور ہو جاتے ہیں اور سب کچھ وہ مشاھدہ کرتے ہیں) پھر اس کے بعد دوسرا احتمال بھی ذکر کر دیا کہ اِس خاص حدیث پاک میں حضور کی مراد پہچانے سے فرشتوں کے ذریعے پہنچا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ فرشتوں کا پہچانا بھی ثابت ہے۔

امام عارف باللہ عبد الرؤوف مناوی (1031ھ)

(حيثما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني) لأن النفوس القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل بالمشاهدة بنفسها وبإخبار الملك بها وفيه سر يطلع عليه من تيسر له

جب روحانی نفوس بدنی علائق سے آزاد ہو جاتے ہیں، تو وہ اعلیٰ مخلوقات سے جُڑ جاتے ہیں اور کوئی پردہ باقی نہیں رہتا، پس وہ ہر چیز کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے آنکھوں کے سامنے ہو، * اور فرشتے (بھی) انہیں خبر دیتے ہیں۔ اور * اس میں ایک پوشیدگی ہی اس پر وہ مطلع ہوتا ہے جس پر اللہ اسے آسان کر دے۔

فیض القدیر للمناوی جلد 03 صفحہ 400

. محمد بن علان الصديقي الشافعي الاشعري المتوفی ۱۰۵۷

ابن علان نے تو بہت تفصیل سے بحث کی ہے چنانچہ "قاضی بیضاوی" کی عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں:

أن روحه القدسية لما تجردت عن العلائق الدنيوية صار لها قوة العروج والاتصال بالملأ الأعلى فارتفعت جميع حجبها الحسية فترى جميع ما يصل إليها من الأمة من صلاة وسلام وغيرهما كالمشاهد وتبليغ الملك لذلك إنما هو لمزيد التشريف والتكريم والإجلال والتعظيم ألا ترى إلى ملوك الدنيا تعرض عليهم الهدايا في الملأ وإن علموا بها في السر إظهارًا العظمتهم وقد يكون فيه إظهار لعظمة المهدى فكذا ما نحن فيه

کہ ان کی روح مقدسہ جب دنیاوی تعلقات سے آزاد ہو گئی، تو اس میں عروج کی طاقت اور بلند ترین فرشتوں سے جڑنے کی قوت آ گئی، جس سے اس کے تمام حسی پردے ہٹ گئے، اور وہ امت سے جو کچھ بھی آتا ہے، چاہے وہ درود پاک اور سلام ہو یا کچھ اور، وہ اس کو ایسے دیکھتی ہیں جیسے خود مشاہدہ کر رہی ہوں۔ اور فرشتے کی طرف سے اس کی اطلاع دینا صرف عزت و تکریم، عظمت و جلال کے لیے ہے۔ جیسے دنیا کے بادشاہوں کو تحفے پیش کیے جاتے ہیں، حالانکہ وہ ان کے بارے میں خفیہ طور پر جانتے ہیں، یہ ان کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔* اسی طرح یہاں بھی ہم اسی نوعیت کا معاملہ دیکھ رہے ہیں۔

الفتوحات الربانية على الاذكار النواوية جلد03 صفحه315

صبر کریں زرا ان سب کو مخالف نص کہہ دیجیے بات ختم کرتے ہیں۔

منتظم مناظرہ

درود کا پیش ہونا نہیں پوچھا۔

عبید الرضا

مکمل پڑھ تو لیں۔

منتظم مناظرہ

عرض اعمال کی صحیح حدیث پیش کریں بات ختم بس صرف حدیث لکھیں کسی کی تشریح نہیں عرض اعمال کی صحیح حدیث یعنی ظنی الثبوت قطع الدلالت نہیں ہے کیا؟ ہے ناتو پیش کریں بات ختم۔

عبید الرضا

جنہوں نے تشریح کی وہ سب کافر و مشرک تھے؟

منتظم مناظرہ

وہ تو امتیاز صاحب جواب دیں گے نا۔

عبید الرضا

باب ما یحصل لأمّته ﷺ من استغفاره بعد وفاته ﷺ:

عن عبد الله بن مسعود... قال: وقال رسول الله ﷺ: حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم، ووفاتی خیر لکم، تعرض علیّ أعمالکم، فما رأیت من خیر حمدت الله علیه، وما رأیت من شرّ استغفرت الله لکم. رواه البزّار، ورجاله رجال الصحیح.'' (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علامات النبوّة، ما یحصل لأمّتها من استغفاره بعد وفاته)

یہ حدیث میں اوپر بھی پیش کر چکا۔

منتظم مناظرہ

سند

عبید الرضا

سند بھی پیش کرتاہوں اگر اس روایت کو دیوبندیوں نے صحیح کہاہو تو۔ اسکی سند پہ دیوبندیوں نے خود کلام کیا کہ اس کی سند صحیح ہے جن سے سند کی صحت کا قول کیاان کے اسماء:

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ۔

علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ۔

انور کشمیری۔

شبیر احمد عثمانی۔

حیات الانبیاء ج15 ص222

عرض اعمال کے خلاف اگر نص ہے آپ کے پاس تو اس روایت کو صحیح کہنے والے اور اس سے استدلال کرنے والوں کا حکم کیا ہو گا؟

منتظم مناظرہ

بس اتنا سا مطالبہ کر رہا تھا نا کہ مناظرہ۔

عبید الرضا

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر والنذیر" میں ایک صحیح روایت نقل کی ہے:

"تعرض الأعمال یوم الأثنین والخمیس علی الله، وتعرض علی الأنبیاء وعلی الآباء والأمّهات یوم الجمعة، فیفرحون بحسناتهم، وتزداد وجوههم بیاضاً وإشراقاً، فاتّقوا الله ولا تؤذوا موتاکم". (الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر والنذیر، حرف التاء، [رقم الحدیث: ٣٣١٦]

علامہ مناوی رحمہ للہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"وفائدۃ العرض علیھم إظھار اللہ للأموات عذرہ فی ما یعامل بہ أحیاء ھم من عاجل العقوبات وأنواع البلیّات فی الدنیا، فلو بلغھم ذٰلك من غیر عرض أعمالھم علیھم لکان وجدھم أشدّ. قال القرطبی: یجوز أن یکون المیّت یبلغ من أفعال الأحیاء وأقوالھم بما یؤذیہ أو یسرّہ بلطیفۃ یحدثھا اللہ لھم من ملك یبلغ أو علامۃ أو دلیل أو ما شاء اللہ وھو القاھر فوق عبادہ وعلی من یشاء. وفیہ زجر عن سوء القول فی الأموات، وفعل ما کان یسرّھم فی حیاتھم وزجر عن عقوق الأصول والفروع بعد موتھم بما یسوء ھم من قول أو فعل، قال: وإذا کان الفعل صلۃ وبرًّا کان ضدّہ قطیعۃ وعقوقًا". (فیض القدیر، شرح الجامع الصغیر للعلامۃ المناوی، حرف التاء، [رقم الحدیث: ۳۳۱۶] تعرض الأعمال یوم الإثنین، (۳/۲۵۱)

زرقانی" میں ہے:

"(روی ابن المبارك) عبد اللہ الذی تستنزل الرحمۃ بذکرہ (عن سعید بن المسیّب) التابعی الجلیل بن الصحابی (قال: لیس من یوم إلّا وتعرض علی النبیّ ﷺ أعمال أمّتہ غدوۃً وعشیاً، فیعرفھم بسیماھم وأعمالھم، فیحمد اللہ ویستغفر لھم، فإذا علم المسیء ذلك قد یحملہ الإقلاع، ولا یعارضہ قولہ ﷺ: تعرض الأعمال کلّ یوم الإثنین والخمیس علی اللہ، وتعرض علی الأنبیاء والآباء والأمّھات یوم الجمعۃ ... رواہ الحکیم الترمذی؛ لجواز أنّ العرض علی النبیّ ﷺ کلّ یوم علی وجہ التفصیل وعلی الأنبیاء -ومنھم نبیّنا- علی وجہ الإجمال یوم الجمعۃ، فیمتاز ﷺ بعرض أعمال أمّتہ کلّ یوم تفصیلاً ویوم الجمعۃ إجمالاً". (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیّۃ، المقصد الرابع، الفصل الرابع ما اختصّ بہ ﷺ من الفضائل والکرامات، (۳۷۴-۷/۳۷۳)

علامہ آلوسی رحمہ للہ علیہ سورۃ النحل کی[آیت:۸۹] {وَجِئۡنَا بِكَ شَهِيۡدًا عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ} کے تحت رقم طراز ہیں:

"المراد بهولآء أمّتها عند أكثر المفسرين، فإنّ أعمال أمّته عليه الصلاة والسلام تعرض عليه بعد موته. فقد روى عنها أنّه قال: حياتي خير لكم، تحدثون ويحدث لكم، ومماتي خير لكم، تعرض عليّ أعمالكم، فما رأيت من خير حمدت الله تعالىٰ عليه وما رأيت من شرّ استغفرت الله تعالىٰ لكم، بل جاء: إنّ أعمال العبد تعرض على أقاربه من الموتىٰ."

" فقد أخرج ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة أنّ النبيّ ﷺ قال: لا تفضحوا أمواتكم بسيئات أعمالكم؛ فإنها تعرض على أوليائكم من أهل القبور."

"وأخرج أحمد عن أنس مرفوعاً: إنّ أعمالكم تعرض على أقاربكم وعشائركم من الأموات، فإن كان خيراً استبشروا، وإن كان غير ذٰلك قالوا: اللّٰهمّ لا تمتهم حتّٰى تهديهم كما هديتنا."

وأخرجه أبو داود من حديث جابر بزيادة: "وألهمهم أن يعملوا بطاعتك."

وأخرج ابن أبي الدنيا عن أبي الدرداء أنّه قال: "إنّ أعمالكم تعرض على موتاكم، فيسرّون ويساؤون، فكان أبو الدرداء يقول عند ذلك: "اللّٰهم إنّي أعوذ بك أن يمقتني خالي عبد الله بن رواحة إذا لقيته، يقول ذلك في سجوده، والنبيّ ﷺ لأمّته بمنزلة الوالد بل أولىٰ". (روح المعاني،[النحل:۸۹](۱۴/۲۱۳)

"فسیر مظہری" میں ہے:

" {وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا} يشهد النبيّ ﷺ على جميع الأمّة من رآه ومن لم يره. أخرج ابن المبارك عن سعيد بن المسيّب قال: ليس من يوم إلّا وتعرض على النبيّ ﷺ أمّته غدوةً وعشيّةً، فيعرفهم بسيماهم وأعمالهم فلذلك يشهد عليهم".

(التفسیر المظهری، [النساء:۴۱] (۲/۱۱۰) ط: بلوچستان بك ڈپو، کوئٹہ)

صاحب تفسیر ابن کثیر نے آیت کریمہ {وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا} کی تفسیر میں "التذكرة للقرطبي" کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

"وأمّا ما ذكره أبو عبد الله القرطبی فی "التذكرة" حيث قال: باب ما جاء فی شهادة النبی ﷺ على أمّته، قال: أنا ابن المبارك، قال: أنا رجل من الأنصار عن المنهال بن عمرو أنّه سمع سعيد بن المسيّب يقول: ليس من يوم إلّا يعرض فيه على النبيّ ﷺ

أمّته غدوةً وعشيًّا، فيعرفهم بأسمائهم وأعمالهم، فلذلك يشهد عليهم، يقول الله تعالى: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا}، فإنّه أثر، وفيه انقطاع، فإنّ فيه رجلاً مبهمًا لم يسمّ، وهو من كلام سعيد بن المسيّب، لم يرفعه، وقد قبله القرطبی، فقال بعد إيراده: فقد تقدّم أنّ الأعمال تعرض على الله كلّ يوم اثنين وخميس، وعلى الأنبياء والآباء والأمّهات يوم الجمعة، قال: ولا تعارض، فإنّه يحتمل أن يخصّ نبيّنا ﷺ بما يعرض عليه كلّ يوم، ويوم الجمعة مع الأنبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة والسلام".

(تفسیر القرآن العظیم للحافظ ابن کثیر، [النساء:۴۱] (۱/۴۹۸-۴۹۹) ط: قدیمی کراچی)

"تفسیر منار" میں ہے:

{فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ...الآية}، تعرض أعمال كلّ أمّة على نبيّها".

(تفسیر القرآن الحکیم الشهير بـ "تفسير المنار"، للسيّد محمد رشيد رضا، [النساء:۴۱] (۵/۱۰۹) ط: مطبعة المنار مصر، ۱۳۲۸ھ)

"مسند احمد" میں ہے:

"عمّن سمع أنس بن مالك يقول: قال النبیّ ﷺ: إنّ أعمالكم تعرض علی أقاربكم وعشائر كم من الأموات، فإن كان خيرًا استبشروا، وإن كان غير ذٰلك، قالوا: اللّٰهمّ لا تمتهم حتّٰی تهديهم كما هديتنا". (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك رضی الله عنه، [رقم الحديث: ١٢٦١٩] (٥٣٣-١٠/٥٣٢) ط: دار الحديث القاهرة)

"شرح الصدور" میں ہے:

١ "وأخرج الطيالسی فی "مسنده" عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: إنّ أعمالكم تعرض علی عشائر كم وأقربائكم فی قبورهم، فإن كان خيراً استبشروا، وإن كان غير ذلك، قالوا: اللّٰهمّ ألهمهم أن يعملوا بطاعتك."

"وأخرج ابن المبارك وابن أبی الدنيا عن أبی أيّوب، قال: تعرض أعمالكم علی الموتٰی، فإن رأوا حسنًا فرحوا واستبشروا، وإن رأوا سوءً، قالوا: اللّٰهمّ راجع به."

"وأخرج ابن أبی شيبة فی "المصنف" والحكيم الترمذی وابن أبی الدنيا عن إبراهيم بن ميسرة، قال غزٰی أبو أيّوب القسطنطينة فمرّ بقاصّ وهو يقول: إذا عمل العبد العمل فی صدر النهار عرض علی معارفه إذا أمسی من أهل الآخرة، وإذا عمل العمل فی آخر النهار عرض علی معارفه إذا أصبح من أهل الآخرة. فقال أبو أيّوب: انظر ما تقول! قال: والله إنّه لكما أقول، فقال أبو أيوب: اللّٰهم إنّی أعوذبك أن تفضحی عند عبادة بن الصامت وسعد بن عبادة بما عملت بعدهم. فقال القاصّ: والله لا يكتب الله ولايته لعبد إلّا استر عوراته وأثنی عليه بأحسن عمله."

"وأخرج الحكيم الترمذی وابن أبي الدنيا فی "كتاب المنامات"، والبيهقی فی "شعب الإيمان"، عن النعمان بن بشير سمعت رسول الله ﷺ يقول: الله الله فی إخوانكم من أهل القبور، وأنّ أعمالكم تعرض عليهم."

"وأخرج ابن أبي الدنيا وابن منده وابن عساكر عن أحمد بن عبد الله بن أبي الحواری، قال: حدّثنی أخی محمّد بن عبد الله، قال: دخل عبّاد الخواص علی إبراهيم بن صالح الهاشمی - وهو أمير فلسطين - فقال له إبراهيم: عظنی! فقال: قد بلغنی إنّ أعمال الأحياء تعرض علی أقاربهم من الموتیٰ، فانظر ما تعرض علی رسول الله ﷺ من عملك". ([روایت نمبر:۱۴] سے [روایت نمبر:۱۸] تك دیکھیے: شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور، باب عرض أعمال الأحياء علی الأموات، (ص:۱۱۵-۱۱۴) ط: مطابع الرشيد بالمدينة المنورة۔)

عرض اعمال پہ چند دلائل نصوص سے یہ نمونہ ہے وگرنہ سینکڑوں دلائل پیش کر سکتا ہوں۔

یہ سوال اب دیوبند والوں سے کیا جائے گا۔

منتظم مناظرہ

بس کریں رک جائیں اب آپ سے مطالبات مکمل ہوئے۔

عبید الرضا

چند حوالہ جات دیتا ہوں۔

منتظم مناظرہ

نہیں بس کافی ہیں اب امتیاز صاحب سے مطالبات و سوالات ہوں گے۔

جوابِ دعوی اہل سنت والجماعت احناف دیوبند

نمائندہ

امتیاز حنفی کا عقیدہ

نبی کریم ﷺ کے لیے ہر ہر جگہ بنفسہ حاضر وناظر کو ممکن ماننا کہ جب چاہیں جہاں چاہیں بیک وقت کی مقامات پر تشریف لے جاسکتے ھیں جسد عنصری کے ساتھ یہ عقیدہ نہ قرآن کریم سے ثابت ہے نہ احادیث صیحہ سے نہ صحابہ و تابعین کے فہم و عمل سے اور نہ ہی سلفِ صالحین میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔

لہٰذا اہل سنت والجماعت احناف دیوبند کا واضح اور محقق موقف یہ ہے کہ:

ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

کسی مخلوق کے لیے اس جیسی صفت ماننا شرعاً باطل اور شرک کے مترادف ہے۔

کیاجو ارسلان صاحب کا حاضر ناظر سے متعلق عقیدہ ہے اس کو مان کر یہ مشرک مخلد فی النار ہوئے ؟؟

اور ارسلان صاحب اپنے دعوی کی کس خاص جز کی وجہ سے مشرک مخلد فی النار ہوئے ؟؟

امتیاز دیوبندی

محترم منتظم صاحب !

آپ نے فرمایا کہ فریقِ مخالف سے کچھ مطالبات کر لیے گئے ہیں لیکن میں یہ وضاحت ضروری سمجھتاہوں کہ مطالبات درحقیقت میرا حق ہے کیونکہ مناظرہ دعوی جواب دعوے پر ہو رہاہے اور جو مطالبات آپ نے فریق مخالف سے کیے وہ مکمل اور دعوے کی نوعیت کے مطابق نہیں تھے بلکہ بعض مطالبات تو مناظرے کے بنیادی دعوے کے خلاف بھی

تھے چنانچہ میں اپنی طرف سے مکمل تحقیقی اور دعوے کے مطابق مطالبات خود پیش کروں گا تاکہ اصل دعویٰ کی جانچ ہو سکے۔

منتظم مناظرہ

نہیں بلکل نہیں مطالبات صرف منتظم کرے گا اپنی صواب دید کے مطابق جو ضروری سمجھے گا اس کے بعد منتظم مناظرے پر تبصرہ و تجزیہ کرے گا اس کے بعد فیصلہ ممبران کریں گے گروپ کھولا جائے گا۔

امتیاز صاحب اگر اب مطالبات شروع کریں تو یہ سلسلہ نا ختم ہونے والا شروع ہو جائے گا پھر ارسلان صاحب کو بھی مطالبات کا حق ہو گا۔

لہذا آپ کو منتظم کی بات تسلیم کرنی ہو گی اس کے علاوہ کوئی حل نہیں۔ امتیاز صاحب دوبارہ ائیں اور منتظم کے مطالبات و سوال پورے کریں۔

کیا جو ارسلان صاحب کا حاضر ناظر سے متعلق عقیدہ ہے اس کو مان کر یہ مشرک مخلد فی النار ہوئے ؟

اور ارسلان صاحب اپنے دعوی کی کس خاص جز کی وجہ سے مشرک مخلد فی النار ہوئے ؟؟

امتیاز دیوبندی

سوالات میرے جواب دعوی سے پہلے انکے دعوے پر نامکمل ہیں پہلے ان سے مطالبات میں خود کروں گا۔

میں بطور فریق اصولی طور پر منتظم کو مطالبات رکھنے کی اجازت دیتا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ منتظم صاحب کو نہ تو دعوے کی نوعیت کا مکمل ادراک ہے نہ ہی انہیں مطالبات کا صحیح اندازہ ہے یا تو علمی کمزوری کی بنا پر ایسا ہو رہا ہے۔

یا پھر جان بوجھ کر ایسے مطالبات رکھے جارہے ہیں جو فریقِ مخالف کو سہولت دیں اور دعویٰ کے بر خلاف ہوں لہٰذا واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ منتظم صاحب مجھے اجازت دیں می خود مطالبات رکھوں گا تاکہ مناظرہ اصل دعوے کے مطابق صحیح بنیاد پر قائم رہ سکے۔

ایڈمن شپ سے مت ہٹاناڈرو مت اب۔

وہ پانچ گھنٹے بولتارہاتم چپ رہے اب صبر کرو۔

منتظم مناظرہ

نہیں صرف مطالبات کے جواب دینے ہیں اپنے بس امتیاز صاحب اپ صرف مطالبات کے جواب دیں۔

آپکے دعوے دلیلیں ہو چکیں۔

کیاجو ارسلان صاحب کا حاضر ناظر سے متعلق عقیدہ ہے اس کو مان کر یہ مشرک مخلد فی النار ہوئے ؟

اور ارسلان صاحب اپنے دعوی کی کس خاص جز کی وجہ سے مشرک مخلد فی النار ہوئے؟؟

مجھے دونوں نے منتظم مانا تھا لیکن اب امتیاز صاحب ماننے کو تیار نہیں۔

(منتظم مناظرہ باربار مطالبہ کرتے رہے مگر موصوف آخر تک جواب نہ دے سکے)

امتیاز دیوبندی

ویٹ ایڈمن شپ سے نہ ہٹانا آپکا گروپ ہے یہاں کوئی مال غنیمت نہیں پڑا جسکو میں اٹھا کر جارہاہوں صبر کریں۔

منتظم مناظرہ

اگر صرف مطالبات کا جواب دیں گے تو۔

امتیاز دیوبندی

منتظم صاحب آپ نے مناظرے کے اختتام کا اعلان خود فرما دیا تھا اس کے بعد آپ کی طرف سے مطالبات اور سوالات کی بات سامنے آئی یقیناً مطالبات کا حق ہے اور میں نے اس لیے اجازت دی تھی کہ یہ سمجھا کہ آپ کو موضوع کا ادراک ہے۔

لیکن جب آپ کے طرف سے مطالباتی سوالات سامنے آئے تو واضح ہو گیا کہ آپ مطالبات کے اصول مناظرے کے دعوے اور علمی پیوستگی سے نابلد ہیں۔

لہٰذا میں یہ واضح کر رہا ہوں کہ اب مطالبات رکھنے کا حق میں خود استعمال کروں گا یہ حق آپ سے واپس لیا جا رہا ہے۔

آپ کے سوالات بے جوڑ غیر مربوط اور دعوے سے ہٹے ہوئے تھے۔

اور ایسا محسوس ہوا کہ صرف مناظرے کی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے مطالبات کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

جب بریلوی فریق شکست کھا چکا مناظرہ ختم ہو چکا، اعلان بھی ہو چکا۔

تو اب مطالبات کا سہارا لے کر آپ خود تبصرہ کریں اور رُخ موڑنے کی سازش کریں یہ ہر گز قبول نہیں اگر واقعی آپ کو موضوع کی سمجھ ہوتی اور آپ دیانتداری سے متعلّقہ و متوازن مطالبہ رکھتے تو ہم اس علمی تقاضے کا خیر مقدم کرتے لیکن آپ کے انداز و مطالبات سے واضح ہو چکا۔

مطالبات کا نام آپ کو بعد میں سکھایا گیا ہے، اور ان کے تقاضوں سے آپ نابلد مداخلت کی اجازت نہیں،

منتظم مناظرہ

اب امتیاز صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کے جواب دیں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر امتیاز صاحب ان الزامی سوالات کے جوابات دیں گے۔

یہ کل تین تین گھنٹے کی چار ٹرنز ہوئیں۔

یہاں دلائل ور دود دلائل الزامی سوال وجواب مکمل ہوئے۔

پھر اگلی ٹرنز میں بقیہ رہ گئے الزامی سوالات کا مطالبہ منتظم کرے گا۔

اور دونوں سے کچھ مطالبات وسوالات کر کے کسی نتیجہ کو اخذ کرنے کی کوشش کرے گا

یہاں ان شاء اللہ مناظرہ اختتام پذیر ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔

منتظم مناظرہ

آدھی بات پیش کی امتیاز صاحب آپ نے میں شروع سے کہہ رہا ہوں منتظم مطالبات کرے گا یہاں وہ لوگ گواہ ہیں جو شروع سے ہمارے ساتھ چل رہے ہیں لہذا آپ اب صرف مطالبات پورے کرنے کے پابند ہیں آپ خود مطالبات نہیں کر سکتے۔

(یہاں امتیاز نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر منتظم کی ادھوری بات پیش کی جس پہ منتظم نے امتیاز کی گرفت کی)۔

کیا جو ارسلان صاحب کا حاضر ناظر سے متعلق عقیدہ ہے اس کو مان کر یہ مشرک مخلد فی النار ہوئے؟؟

اور ارسلان صاحب اپنے دعوی کی کس خاص جز کی وجہ سے مشرک مخلد فی النار ہوئے؟؟

امتیاز صاحب آپ جواب دے سکتے ہیں؟

امتیاز دیوبندی

محترم منتظم صاحب آپ کو مطالبات رکھنے کی اجازت اس لیے نہیں دی جا رہی کہ آپ کے انداز سے واضح ہو چکا ہے کہ آپ کو نہ موضوع کا مکمل فہم ہے نہ ہی مطالبات کے اصولوں کا علم یعنی وجہ صرف ذاتی یا تنظیمی مخالفت نہیں بلکہ آپ کی علمی کمزوری ہے مطالبات علمی معیار دعوے کے تقاضے اور مناظراتی اصول کے مطابق ہونے چاہئیں جبکہ آپ کی طرف سے جو مطالبات پیش کیے گئے وہ ان تمام معیاروں سے خالی تھے اسی بنیاد پر یہ فیصلہ ہے کہ مطالبات میں خود رکھوں گا کیونکہ آپ اس کے اہل ثابت نہیں ہوئے علمی کمزوری کی بنیاد پر اجازت نہ دینا عین انصاف ہے۔

منتظم مناظرہ

دیکھیں میں نے فیصلہ نہیں کرنا فتح و شکست کا وہ ممبران ہر کوئی خود کرے گا۔

میں صرف آخر میں تبصرہ و تجزیہ لکھوں گا میں جیسے بھی مطالبات کروں وہ میری صواب دید کے مطابق ہیں نا کہ آپکی مرضی کے مطابق امتیاز صاحب!!

اگر میں مطالبات سے ناواقف ہوں تو آپ میری ہلکے مطالبات کا آسانی سے جواب دیں لیں گے بس بات ختم۔

امتیاز دیوبندی

آپکو مطالبات کا لفظ آتا ہے مطالبات کرنا بہت دور ہے ان سے مطالبات چند کر کے بس تجزیہ ذہن میں رکھ لیا مطالبات تو کیے نہیں موضوع کے مطابق وہ میرا کام ہے آپکو اسکی اجازت نہیں میں میدان میں بیٹھا ہوں مناظر کو سامنے کریں مطالبات کا جواب دے اسکی شاندار دہلائی جیسے مناظرے میں ہو چکی مطالبات میں اسکی طبعیت صاف کر دوں گا آپ کو بیوقوف بناتا رہا مطالبات میں آپکو اسکا علم تک نہیں ہوا آپکو یہ بھی علم نہیں اس نے کیا جواب دیا اور کیا دینا تھا۔

منتظم مناظرہ

تو اگر مجھے مطالبات نہیں آتے تو آپ تو بڑی آسانی سے جواب دے دیں گے جواب دیں اور بات ختم۔ چلو آپ مجھے بے وقوف اب بنا دیں اور بات ختم کریں۔ مطالبات پورے کریں بس۔

امتیاز دیوبندی

عقل سے کام لو اسکے مطالبات رہ گئے ہیں اس سے کرنے ہیں آپ نے جو کیے وہ مطالبات بمطابق دعوی نہیں تھے۔

میرا درد سمجھو مجھ سے مطالبات تو کرتے لیکن اس سے جو ہوئے وہ خاک تھے مطالبات نہیں کوئی پورے نہیں ہوئے۔

(موصوف کو جو ضربات مناظرے میں لگیں اس کے بعد ان کا یہ کہنا بنتا تھا کہ میرے درد کو سمجھو)

منتظم مناظرہ

وہ میری صواب دید میں جتنے مطالبات کروں آپ سے بھی میں اپنی صواب دید کے مطابق کروں گا۔ پھر چاہے ارسلان صاحب بھی آپ والا احتجاج کرتے ہیں۔

(حالانکہ ہم نے منتظم کے تمام مطالبات پورے کئے)

امتیاز دیوبندی

آپکی صواب دید آپکو کس نے اجازت دی دعوے سے ہٹ کر صواب دید کی۔

منتظم مناظرہ

تو میرے مطالبات غلط تھے آپکے نزدیک آپ تو دلائل اپنے دے چکے آپکو کیا پریشانی ہے اب۔

امتیاز دیوبندی

مجھے بہت ساری پریشانی ہے جسکو آپ مطالبات مطالبات کا نام دے رہے اور مناظرے کا خلاصہ سمجھ چکے وہ بس جو ذہن میں آئے وہ کر لو جی نہیں ہر گز نہیں مطالبات تو پھر دعوے کے مطابق ہوں جسکا خلاصہ تو سمجھ میں آئے یہ کیا ٹافیاں کھیل کود کر کے مطالبات کر دیے۔

اب امتیاز صاحب آپ مطالبات مناظرہ ختم ہو چکا دلائل آ چکے اگر مطالبات بطور مناظرے کا خلاصہ کرنے ہیں تو بسم اللہ باری لگائیں آپکے مناظر کے زخم جسم پر ان گنت ہوں گے جیسے دلائل میں ہو چکے۔

امتیاز دیوبندی

یہ تضادات مناظر صاحب کے لومڑی کی طرح چھلانگیں دیکھ لو۔

منتظم مناظرہ

وہ زخم آپ نے مناظرے میں دینے تھے جو اب آپکو زخم دینے یاد آ رہے ہیں۔ اب زخم دینے کا وقت ختم۔

امتیاز دیوبندی

جب ختم تو بس اختتام ہو چکا پھر کیوں مطالبات کے نام پر پردہ ڈالنے کی کوشش۔

منتظم مناظرہ

اختتام سے پہلے مطالبات لکھا ہے دیکھ لیں آپ:

اب امتیاز صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کے جواب دیں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر امتیاز صاحب ان الزامی سوالات کے جوابات دیں گے۔

یہ کل تین تین گھنٹے کی چار ٹرنز ہوئیں۔

یہاں دلائل ور دود دلائل الزامی سوال وجواب مکمل ہوئے۔

پھر اگلی ٹرنز میں بقیہ رہ گئے الزامی سوالات کا مطالبہ منتظم کرے گا۔

اور دونوں سے کچھ مطالبات وسوالات کر کے کسی نتیجہ کو اخذ کرنے کی کوشش کرے۔ گا

یہاں ان شاء اللہ مناظرہ اختتام پذیر ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

امتیاز دیوبندی

بریلوی تضادات کا علمِ غیب کے باب میں الجھتی ہوئی عقائد کی عمارت ایک طرف بریلوی عقیدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پیدائش سے پہلے ہی پوری کائنات کے ذرے ذرے کا علم حاصل تھا وہ ازل سے ابد تک ہر چیز کو جانتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اللہ کا علم حضور ﷺ کے قبضے میں دیا گیا۔

لیکن پھر اسی عقیدے کے مقابل میں دوسری جگہ پر یہ موقف اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر آن پوری کائنات کو مثل کفِ دست ملاحظہ فرمانا یہ قرآن کی تنزیل کے بعد کا وصف ہے۔

آگے چل کر دعویٰ کیا گیا کہ واقعہ ٔمعراج پر ایک نیا وصف عطا ہوا یعنی اس مقام پر بھی علمِ غیب کا حصول تدریجاً بتایا گیا

پھر دعویٰ آیا کہ قرآنِ مجید میں تمام مافی الکائنات موجود ہے۔

لیکن غلام رسول سعیدی، جو بریلوی مکتبِ فکر کے ممتاز مفسر و شارح ہیں وہ لکھتے ہیں کہ :

کثیر احکام کی حلت و حرمت قرآن میں مذکور نہیں یعنی قرآن میں ساری چیزیں مذکور ہی نہیں، پھر کیسے حضور کو تمام احوالِ کائنات اسی قرآن سے حاصل ہو گئے؟

آگے ایک بریلوی مناظر اسلام نے کہا لوحِ محفوظ نبی کریم ﷺ کے علوم کا صرف ایک قطرہ ہے

تو اس دعوے سے یہ بات باطل ہو جاتی ہے کہ سارا علم پہلے سے تھا، کیونکہ اب علوم کی وسعت کا ایک نیا دروازہ کھولا گیا۔

منتظم مناظرہ

تضاد بیان کرنے کا وقت چلا گیا اب آپکو تین چار دن دئے تب یہ چیزیں آپکو یاد نہیں آئیں بڑے ادب سے گزارش ہے مہربانی کریں مطالبات پورے کریں۔

امتیاز دیوبندی

کئی بار اسکو دلائل سے بیان کر دیا ہے تضادات کو بھی یہی تو آپکی جہالت ہے آپ کو علم نہیں کہ تضادات بیان ہوئے کہ نہیں۔

منتظم مناظرہ

میرے بہت ہلکے مطالبے ہوں گے آپ تو میرے مطالبے ہوا میں اڑا دیں گے تو بس ابتدا کریں بسم اللہ۔

تو اسکا فیصلہ ممبران خود کریں گے آپ کونسا میرا فیصلہ تسلیم کر رہے ہیں۔

امتیاز دیوبندی

ہلکے پھلکے کیا کریں گے جیب میں ڈالیں گے جب مناظرے کا اختتام ہو چکا اگر مطالبات کی بات ہے تو میں خود کرونگا

ہلکے پھلکے مطالبات وہ جہالت ہوتی ہے اسکا کوی فائدہ نہیں۔

منتظم مناظرہ

رکیں اب مجھے اعلان کرنے دیں میں نے بہت کوشش کی۔

امتیاز دیوبندی

ممبران کو چھوڑیں گروپ میں مناظرہ ختم ہو چکا دنوں جانب سے ہلکے پھلکے مطالبات ہمیں نہیں ضرورت۔

منتظم مناظرہ

مجھے نہیں لگتا کہ آپ مطالبات پورے کریں۔

امتیاز دیوبندی

کردو (اعلان) مجھے خوب معلوم ہے تیری چالاکیاں۔

منتظم مناظرہ

مجھے تو کچھ نہ کہیں اب میرا کیا قصور ہے مجھے تو اپنے خود منتظم مانا تھا۔

امتیاز دیوبندی

مطالبات اپنی کا حلوہ بنالو ہلکا پھلکا مناظرہ ختم ہو چکا کم علمی قصور ہے۔

منتظم مناظرہ

چلو میں مطالبات کرتا ہوں آپ انہیں حلوہ سمجھ کر کھالینا بس بات ختم مفت کا حلوہ۔

امتیاز دیوبندی

مفت کا تیجہ دسواں چالیسواں یہ بریلوی کھاتے ہیں۔

منتظم مناظرہ

امتیاز صاحب آخری دفعہ پوچھ رہاہوں میرے مطالبات پورے کریں گے ؟؟؟؟

امتیاز دیوبندی

کوئی مسئلہ نہیں مناظرہ کا اختتام ہو چکا۔

منتظم مناظرہ

صحیح ہے اوکے سب نے دیکھ لیا اپنے مطالبات کا جواب نہیں دیا میں اب کچھ وقت کے بعد اس مناظرے پر تبصرہ وتجزیہ لکھوں گا،

اب امتیاز صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کے جواب دیں گے۔

پھر ارسلان صاحب الزامی سوالات کریں گے۔

پھر امتیاز صاحب ان الزامی سوالات کے جوابات دیں گے۔

یہ کل تین تین گھنٹے کی چار ٹرنز ہوئیں۔

یہاں دلائل ور دود دلائل الزامی سوال وجواب مکمل ہوئے۔

پھر اگلی ٹرنز میں بقیہ رہ گئے الزامی سوالات کا مطالبہ منتظم کرے گا۔

اور دونوں سے کچھ مطالبات وسوالات کر کے کسی نتیجہ کو اخذ کرنے کی کوشش کرے گا۔

یہاں ان شاء اللہ مناظرہ اختتام پذیر ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

ناظرین اس میں واضح لکھا ہے دونوں سے مطالبات کے بعد مناظرہ اختتام پذیر ہو گا ارسلان صاحب نے مطالبات کے جواب دے۔

پر امتیاز صاحب آخر تک جواب دینے پر راضی نا ہوئے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔

مجھے منتظم ماننے کے بعد اب میری کم علمی کا کہہ کر مطالبات پورے نہیں کیے میں ان شاء اللہ کچھ وقت بعد تبصرہ و تجزیہ لکھتا ہوں۔

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اما بعد!

الحمد للہ آج مناظرہ اختتام پذیر ہوا جو مسلسل 6 دن جاری رہا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس مناظرے کو اول تا آخر ملاحظہ کر کے محظوظ ہوئے۔۔

تجزیہ و تبصرہ من جانب منتظم

میں جو بھی فیصلہ کروں گا اللہ جل شانہ سے دعا ہے منصفانہ کروں اور میرا فیصلہ بلا تعصب مذہبی و بلا میلان مذہبی ہو گا ان شاء اللہ۔

میں جتنا سمجھا اتنا لکھوں گا اسی کا میں مکلف ہوں باقی فیصلہ ہر کوئی خود کرے گا میرے فیصلے کا کوئی پابند نہیں۔

ارسلان صاحب اپنا دعوی سوائے چند ائمہ کے اقوال مثل امام سیوطی و امام ملا علی قاری کے نہیں پیش کر سکے۔

لیکن چونکہ ان کا دعوی تھا عقیدہ ظنی ہے نا منکر کی تکفیر نا تضلیل تو یہ بات مسلم ہے۔

باب فضائل میں آئمہ کے اقوال کا اعتبار کیا جاتا ہے جو انھوں نے ذخیرہ احادیث کو مد نظر رکھ کر اخذ کیا ہوتا ہے۔

اس لیے ارسلان صاحب کی یہ دلیل ایک آخری درجہ میں قابل قبول رہی۔۔۔

امتیاز صاحب نے اس عقیدے کے رد پر بظاہر بہت مضبوط دلائل دیے۔

اور وہ قرآنی آیات اور صحیح احادیث مبارکہ پیش کیں جن میں ان مقامات کا ذکر تھا۔

جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے واقعات کی خبر نا تھی بعد میں علم دیا گیا مثل ستر قراء کی شہادت اس پر ارسلان صاحب نے جواب دیا کہ علم نبی تنزیل قران کے مکمل ہونے کے بعد مکمل ہوا۔

تو امتیاز صاحب نے ایک اور دلیل دی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے اصحاب کے متعلق علم کی نفی کریں گے اس پر ارسلان صاحب کا جواب کمزور تھا۔۔

امتیاز صاحب کے جواب دعوی کی آخری اور سب سے اہم جز تھی کہ اس عقیدے کا حامل شرک فی الصفات کرتا ہے لیکن میں بہت افسوس سے کہ رہا ہوں اسے وہ قطعی دلائل سے ثابت نا کر سکے انہیں میں نے مطالبات میں بھی اسکو ثابت کرنے کا موقع دیا پر انہوں نے مطالبات کے جواب سے انکار کر دیا۔ کاش!! وہ مطالبات میں ہی صحیح اسے عقیدے کو شرک ثابت کر دیتے لہذا اس تناظر میں امتیاز صاحب کا شرک ثابت نا کرنے کی وجہ سے ارسلان صاحب کا پلہ بھاری رہا جزوی طور پر اگر امتیاز صاحب اس عقیدے کو شرک ثابت کر دیتے قطعیات سے تو انکا کا پلہ کلی طور پر بھارا ہوتا اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جن پر اس نے اپنا انعام خاص فرمایا آمین۔۔۔

منتظم مناظرہ محمد حماد

یہاں تک مناظرے کا اختتام ہوا جو ہم نے من و عن بعض جگہوں پہ تبصروں کے ساتھ نقل کر دیا۔

یہان ہم منتظم صاحب کے قلمی تجزیہ کو نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو انہوں نے لکھ کر بھیجا تھا اس کو دیکھنے کے بعد تمام اہل انصاف فیصلہ کر لیں گے کہ مناظرہ کلی طور پہ کن کے حق میں ان کے تبصرہ پہ بھی ہم اپنا تبصرہ پیش کرتے ہیں

کیونکہ انہوں نے واضح طور پہ کہا کہ ان کے تجزیہ و تبصرہ سے کسی کا متفق ہونا لازم نہیں لہذا ہم ان کے تبصرے سے کلی طور پہ متفق نہیں تھے جو انہوں نے گروپ میں تحریر کی شکل میں پیش کیا تھا۔

فیصلہ منظم مناظرہ تحریری

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ و اصحابہ

اما بعد!

مؤرخہ 23-12-2025 سے 29-12-2025 تک مسئلہ حاضر و ناظر پر مفتی امتیاز حنفی صاحب اور علامہ ارسلان مدنی صاحب کے درمیان مناظرہ واٹس ایپ گروپ بنام "حل الاختلاف بین اهل السنته و الفرق الباطلة" میں ہوا۔

منتظم کی صوابدید اور اللہ جل شانہ کو حاضر جان کر بلا تعصب مذہبی و بلا مذہبی جھکاؤ محض انصاف کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ ارسلان مدنی صاحب کے پاس اپنے دعوے کے مطابق حاضر و ناظر سوائے اقوال بعض آئمہ کے کوئی دلیل نہ تھی پر چونکہ ان کا دعوی ظنی دلیل کا تھا اور باب فضائل کے منکر کی نہ تکفیر نہ تضلیل لہذا ان کی ایک درجہ میں دلیل قبول ہوئی۔

امتیاز صاحب کا جواب دعوی کی ایک جز تھی اس عقیدے کی نظیر کسی امام سے نہیں اسکی نظیر ارسلان صاحب نے امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے پیش کر دی امتیاز صاحب کا جواب دعوی اس عقیدے کے حامل پر شرک کا حکم تھا لیکن وہ اسے قطعی دلیل سے نہ ثابت کر سکے۔

لہذا اس مناظرے میں ارسلان صاحب کا پلہ صرف چند آئمہ کے اقوال سے بھاری ہوا۔

محمد حماد۔۔۔۔۔۔۔

تبصرہ بر تجزیہ

حماد صاحب نے خود کہا تھا کہ ان کے فیصلے سے متفق ہونا ضروری نہیں لہذا ہم کلی طور پہ ان کے تجزیے سے اس لئے متفق نہیں کیونکہ ہم نے اپنے دعوی کی مختلف جہات بیان کی تھیں۔

اس میں نبی پاک ﷺ پہ امت کے اعمال پیش ہونا، امت کے اعمال پہ حاضر وناظر ہونا، آپ ﷺ کا سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں پہ گواہ ہونا پھر یہ گواہی رویت سے ہونا، جنت و دوزخ کا ملاحظہ فرمانا اور دیگر کئی امور کو ہم نے قرآن مجید کی آیات بینات، احادیث صحیحہ، مفسرین، محدثین اور اکابرین امت کی تصریحات بلکہ خود فریق مخالف کے گھر کی تصریحات سے پیش کیا جو شاید منتظم مناظرہ نے نہیں دیکھے۔

پھر اسے چند آئمہ کے اقوال کہنا بعید از انصاف ہے۔ نبی پاک ﷺ کی دوسری جہت جو ہم نے بیان کی تھی کہ دنیا کو دیکھنا، مثل کف دست دیکھنا، کئی مقامات پہ تشریف لے جانا، صالحین کے جنازوں میں تشریف لے جانا، دنیا کی سیر کرنا یہ بھی احادیث، شارحین احادیث، اکابرین امت اور دیوبندیوں کے اکابرین کے اقوال سے ثابت کیا۔

پھر اسے چند اقوال امت کہنا بھی بعید از انصاف ہے۔ حماد صاحب کو چاہئے ایک بار دوبارہ مکمل مناظرہ کو دیکھیں اور دل پہ ہاتھ رکھ کے فیصلہ کریں کہ کہاں فریق مخالف کا جواب دعوی کہ:

جو یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے کیا اس پہ پورے سات دن میں انہوں نے کوئی ایک دلیل بھی پیش کی؟ جزیہ نکاح پہ فقہاء کے اقوال کا ہم نے ایسا رد پیش کیا کہ پھر دیوبندی مناظر کو اس پہ کلام کی جرات نہ ہوئی۔

ان کا دعوی تھا کہ:

" ہر جگہ حاضر وناظر ہونا اللہ جل شانہ کی شان ہے "

متعدد مقامات پہ بیک وقت حاضر و ناظر ہونا اللہ جل شانہ کی شان ہے پورے مناظرے میں دیوبندی مناظر اس پہ کوئی ایک دلیل بھی پیش کر سکے ؟ کیا منتظم مناظرہ نے اس جانب توجہ دلائی دیوبندی مناظر کی ؟ ہم بار بار مطالبہ کرتے رہے کہ اس پہ کوئی دلیل پیش کرے مگر انہیں سانپ سونگھ گیا؟

اس پہ ہمارے لاجواب سوالات دیکھ کے پہ سناٹا طاری ہو گیا تھا کہ ان سوالات کا جواب کہیں بھی دیوبندی مناظر نے دیا؟

الحمد للہ کلی طور پہ اہلسنت کو اس مناظرے میں شاندار فتح نصیب ہوئی اور یہ سب نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے فضائل و کمالات کے دفاع کے سبب ممکن ہوا۔

AL-BAHAS AL BAHAR FEE MAS'AT UL HAZIR WA NAZIR

By: Ubaidur Raza Arsalan Ali Qadri Razavi, Ahnafe Media Imtiyaz Dewbandi



Maturidi Research Centre

Saeed ilaahiya Masjid, Naya Islam Pura, Malegaon

Mob:. 84829 52578 / 87883 86062